196

فَبِاَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (القرآن)

93 جلد

مُحدِّث

السلفیہ

مدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے **زرِ سالانہ:** ۲۰۰روپے **بیرون ملک:** ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ **ایڈریس:** ماہنامہ محدث، ۹۹جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 35866476 / 042 - 3586639 **موبائل:** 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __ www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

- عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

- تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

- آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

مُحدّث

لاہور

جلد نمبر ۲۳ | رجب المرجب ۱۴۱۳ھ / جنوری 1993ء | عدد نمبر ۲

اس شمارے میں

فکر و نظر: پروگرام بہبودِ آبادی ــــــ اداریہ ۲

کتاب و حکمت: ترجمان القرآن ــــــ نواب صدیق حسن ۸

حدیث و سنت: امام بخاری اور "الجامع" ــــــ مفتی محمد عبدہ ۳۳

مقالات: مصحفِ عثمانی پر اعتراضات ــــــ عبداللہ صالح ۹۱

اسلامی حدود باعثِ ــــــ مسز ثریا علوی ۱۱۹

اسلام کا تصورِ آخرت اور ــــــ ممتاز احمد سالک ۱۳۲

برصغیر میں اشاعتِ اسلام ــــــ غازی عزیز ۱۴۴

عالم اسلام: سعودی عرب کا دستور جدید ــــــ محمد اسحاق زاہد ۲۱۰

تذکرۃ المشاہیر: علامہ حافظ سیوطیؒ ــــــ سعید مجتبیٰ سعیدی ۲۲۶

تبصرہ کتب: اسلام میں عورت کا مقام ــــــ عبدالوکیل علوی ۲۳۸

حافظ عبدالرحمن مدنی نے زاہد بشیر پرنٹرز
۱۲۵/۳ ریٹی گن روڈ لاہور سے چھپوا کر شائع کیا

مجلسِ ادارت

حافظ عبدالرحمن مدنی
مولانا سید مجتبیٰ سعیدی
مولانا محمد رمضان سلفی
مولانا عبدالرحمن کیلانی
حافظ حسن مدنی

بدلِ اشتراک

زرِ سالانہ ـ ۱۰۰ روپے
فی پرچہ ـ ۳۵ روپے

دفتر رابطہ

۹۹ ـ جے ماڈل ٹاؤن ـ لاہور ۱۴
فون: ـــــ ۸۵۲۸۹۷

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

پروگرام بہبود آبادی

چند دن قبل وطنِ عزیز پاکستان میں مغربی ممالک کی دیکھا دیکھی "عالمی یوم آبادی" بڑے تزک و احتشام سے منایا گیا۔ اس دن کی تشہیر اور اس کو موثر بنانے کے لئے حکومت نے تمام ذرائع ابلاغ پر اس کی بھرپور تشہیر کی۔ اور اس موقعہ پر خصوصی اہتمام سے صدرِ پاکستان وزیر اعظم، چاروں صوبائی وزراء اعلیٰ اور دیگر وزراء و مشیرانِ کرام نے افزائش آبادی پر یہ تشویشناک پیغام اپنی قوم کے نام بصد حسرت پیش کیا۔ کہ اگر پاکستان کے عوام نے آج توجہ نہ کی اور خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کو اپناتے ہوئے آئندہ نسل میں خاطر خواہ کمی نہ کی، ان کی نا اندیشی کے باعث اگر یہ آبادی بم خدانخواستہ پھٹ گیا تو بہت بڑی قیامت آجائیگی۔ اور پاکستان بیسویں صدی میں داخل ہونے کے ضروری تقاضوں سے نبرد آزما نہیں ہو سکے گا۔ علاوہ ازیں پاکستان دوسرے ترقی یافتہ ممالک سے بہت پیچھے رہ جائے گا۔

تحدیدِ آبادی جسے ایوبی دور میں فیملی پلاننگ کا نام دیا گیا تھا۔ اور وزیر اعظم جناب بھٹو کے دور میں اسکے حق میں ریڈیو، ٹی وی اور جرائد کے ذریعے ایک جاندار مہم چلائی گئی تھی۔ مگر مغربی دانشوروں کے خیال میں پاکستانی قوم نے اسکا خاطر خواہ اثر قبول نہ کیا۔ لہٰذا موجودہ حکومت جو اسلامی جمہوری اتحاد کے نمائندے کی حیثیت سے عوام کے ووٹوں کی بنیاد پر مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی شریعت کے نفاذ کا عزم لے کر وارد ہوئی تھی اور جس نے قرار دادِ پاکستان کے تحت اپنی تقرری کے وقت ملک میں کتاب و سنت کی پابندی و ترویج کا حلف اٹھایا تھا۔ اب اپنے آپ کو بنیاد پرستی کے طعنہ سے بچانے کے لئے ہر خلافِ شریعت کام کو تحفظ دینے پر تلی بیٹھی ہے۔ ذرائع ابلاغ سے فحاشی تو ختم نہ کی جا سکی۔ اپنی معاشی پالیسی کو سود سے پاک کرنے کا عزم رکھنے والی حکومت اب خود ہی سود کو قائم و دائم رکھنے کے لئے سپریم کورٹ میں اپیلیں دائر کر رہی ہے۔ بالکل اسی طرح تحدید آبادی کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی نظریہ (جو مغرب کے خالص مادی تصورِ حیات کی پیداوار ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت و رزّاقیت سے براہ راست متصادم ہے) کو تمام سرکاری ذرائع و وسائل استعمال کر کے پاکستان کی آبادی کو کنٹرول کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ درباری سکالر و مفتیانِ کرام اسکے حق میں سینکڑوں مضامین لکھ لکھ کر قوم کو فیملی پلاننگ کی برکات سے آگاہ فرما رہے ہیں اب اس کو خاندانی منصوبہ بندی کے بجائے "بہبودِ آبادی" کا متبادل دلپذیر نام دے دیا گیا ہے۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں اسکے لئے نو ارب دس کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ چوراہوں میں بہبود آبادی کے قدم آدم بینرز نصب کئے جا رہے ہیں اخباروں میں پورے پورے صفحے کے اشتہار دیئے جا رہے ہیں ۔ محکمہ ڈاک کے ٹکٹوں پر "چھوٹا خاندان زندگی آسان" کے نعرے لکھ دیئے ہیں ۔ کہیں "بچے دو تے سکھ ہزار" کا پروپیگنڈہ اور کہیں "دو بچے خوشحال گھرانہ" کا سبق پڑھایا جا رہا ہے ۔ حد یہ ہے کہ وزیر جنگلات و بہبود آبادی رانا نذیراحمد ملک کے نام نہاد دانشوروں اور سکالروں کے جلو میں شاہراہ قائد اعظم پر اسکے حق میں مظاہرے کرتے نظر آتے ہیں۔ نسل کشی کے لئے مانع حمل' اسقاط حمل اور دیگر غیر شرعی طریقے محض اس لئے نافذ کئے جا رہے ہیں کہ پاکستان کی آبادی وسائل کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ رہی ہے۔ رانا نذیراحمد نے اس ضمن میں جو بیان جاری کیا ہے اسکے مطابق حکومت آئندہ دو بچوں والے خاندان کو مراعات دینے پر غور فرما رہی ہے۔ خواتین کو دوران ملازمت تین دن سے زیادہ زچگی کے لئے رخصت نہیں مل سکے گی۔ بہبود آبادی کے اس پروگرام کو عام آدمی تک پہنچانے کے لئے حکومت الیکٹرانک میڈیا سے کام لے گی۔ جبکہ اخبارات کے لئے "میٹ دی پریس" پروگرام شروع کر دیا گیا ہے۔ ان کے بقول ہمیں گوہر مقصود حاصل کرنے کے لئے جرأتمندانہ اقدام کرنے ہونگے۔ یہ بات بھی انہی جرأتمندانہ اقدام میں شامل ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر بیرونی ایجنسیاں پرائیویٹ طور پر اربوں روپیہ پاکستان میں صرف کریں گی۔

"ورلڈ پاپولیشن کونسل نیو یارک" دراصل ایک یہودی ادارہ ہے جو یہودیوں ہی کے فنڈ سے قائم کیا گیا ہے۔ اسکا مقصدِ تاسیس ہی فیملی پلاننگ کو افریشیائی ممالک میں رواج دینا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک یہودی منصوبہ ہے جو اپنے پیش روؤں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں پر گاہے بگاہے خوشنما عنوان سے مزین منصوبوں کے تحائف مسلط کرتا رہا ہے اور جس کی تاریخ اس جیسے بے شمار سیاہ کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ یہود و نصاریٰ جو عالمی میڈیا پر قابض ہیں' دراصل امتِ محمدیہ کی افزائش و کثرت سے خائف ہیں اور جہاں مسلمانوں کو اپنے زیر تگین کرنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں وہاں افرادی لحاظ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مسلمانوں کو بے وقعت کرنا چاہتے ہیں اور ہر ممکن طریقے سے مسلمانوں کو ابھرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف عالمی دہشت گرد امریکہ کی سرپرستی میں پہلے ہی مسلمانوں کا دنیا بھر میں قتل عام ہو رہا ہے۔ دوسری طرف اسی کے اشاروں پر مسلمانوں کی نسل کشی بذریعہ بہبود آبادی دراصل بربادی آبادی منظم طریقوں سے کی جا رہی ہے۔ انہوں نے میٹھے زہر کی شکل میں مسلم ممالک کے حکمرانوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا ہے کہ کثرت آبادی سے افلاس بڑھ رہا ہے اور زمین اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ ہوتی چلی جا رہی ہے اگر تم نے اپنی آبادی کو کنٹرول نہ کیا تو ہم تمہیں ہر قسم کی امداد دینا بند کر دیں گے۔ اب مسلم ممالک کے یہ کمزور ایمان اربابِ حکومت جو توکل علی اللہ کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر اور اللہ کی رزاقیت کے بارے میں متردد ہیں' پیچ دار اعداد و شمار پیش کر کے عوام کو فریب میں مبتلا کر رہے ہیں اور اللہ و رسول کی نافرمانی پر کمربستہ ہو چکے ہیں۔ حالانکہ عوام کے ان مصنوعی ہمدردوں کو تو اپنے بارے میں بھی خبر نہیں کہ کل یہ کہاں ہونگے اور کس حال میں ہونگے؟

پھر مغربی ممالک نے تو مالتھس کے فیملی پلاننگ کے نظریہ پر عمل کر کے اسکے کڑوے کسیلے پھل کھا کر اب اس نظریہ سے توبہ کر لی ہے اب وہ ہر ممکن طریقے سے اپنی آبادی بڑھانے کی فکر میں ہیں۔ ان کی حکومتیں آبادی بڑھانے کیلئے عوام کو گوناگوں قسم کی ترغیبات دے رہی ہیں جبکہ ہمارے ہاں کے "دانشور" اربابِ اقتدار انہی کڑوے کسیلے پھلوں کو دیدہ دانستہ کھانا چاہتے ہیں اور بربادیٔ آبادی کی مہم چلا کر عذابِ الٰہی کو دعوت دینا چاہ رہے ہیں۔

حالانکہ دیگر بے شمار برائیوں کے ساتھ ساتھ اس نظریہ میں ایک بہت بڑی خامی ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور وہ یہ کہ اس منصوبہ بندی کو جن قوموں نے اپنایا وہاں بتدریج نوجوان نسل کا تناسب کم ہوتا چلا گیا اور بوڑھے بکثرت ہو گئے جن کے لئے کمانے والا کوئی نہ تھا۔ تب یہ لوگ افرادی قوت کے لئے دوسری کثرتِ آبادی والی اقوام کے دستِ نگر بن کر رہ گئے دوسری طرف اس مہم نے فحاشی' عریانی' معاشی بدحالی اور اخلاقی بے راہ روی اس حد تک پیدا کر دی کہ خود مغرب کے دانشور اس نازک صورتحال پر چیخ اٹھے یورپ اور امریکہ آج بھی انہی مشکلات سے دوچار ہیں۔ وہ انہی مشکلات میں ہمیں بھی مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ غور کریں اگر اس وقت ہمارے دانشوروں کے بقول اگر پاکستان کی آبادی صرف چھ کروڑ ہوتی (جو ان کے خیال میں بہت مثالی بات ہوتی) تو اس میں بوڑھے تو بکثرت موجود ہوتے مگر نوجوان نسل نہ ہوتی۔ ملک میں کمانے والوں کی تعداد کم ہونے بنا پر ملک میں معاشی و معاشرتی توازن بگڑ کر رہ جاتا۔ پھر دفاع ملک کیلئے یہ بڑا نقصان اور خسارہ ہوتا۔ ہم (خدانخواستہ) ہر وقت ناک میں لگے رہنے والے دشمن کا تر نوالہ بن چکے ہوتے۔ دوسری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف کھلی و چھپی بے حیائی اور فحاشی معاشرے کو ہر لحاظ سے کھوکھلا اور غیر مستحکم کر کے رکھ دیتی ہے۔ جس میں رشتوں کا تقدس اور احترام بالکل ختم ہو کر رہ جاتا ہے اور آخرت تو کجا رہی دنیا ہی کو تباہ کر کے بیٹھ رہتے۔

یہاں ہمارا ذمہ دارانِ حکومت سے ایک سوال ہے اور خصوصاً وزیر اعظم سے۔ کسی تعلیمی ادارے کا سربراہ صرف اتنے ہی طلبہ کو داخلہ دیتا ہے جن کا وہ بندوبست اپنے ادارے میں کر سکتا ہے۔ کسی فیکٹری کا مالک اپنے ہاں اتنے ہی ملازم رکھتا ہے جنکی تنخواہ وہ ادا کر سکتا ہے۔ یہ تو انسان کا کام ہے جو اتنی سوچ سمجھ رکھتا ہے کہ اپنی گنجائش کے مطابق پلاننگ کرے۔ تو کیا خود خدا جو کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے جو انسان کو شعور و سمجھ دینے والا ہے وہی نعوذ باللہ اتنا نااہل ہے کہ انسان تو پیدا کرتا چلا جاتا ہے مگر ان کے لئے ان کے حساب سے وسائل پیدا نہیں کر سکتا۔ جب اللہ رب العزت قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (سورہ ھود:۶)

کہ روئے زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ اور ہر انسان بچشم سر اس کا مشاہدہ بھی کر رہا ہے کہ بحر و بر اور جنگلات کے اندر اللہ تعالیٰ بے شمار کھربوں کی تعداد میں پیدا ہونے والی مخلوق جس میں درندے' پرندے' چرندے' حشرات الارض اور آبی مخلوقات شامل ہیں سب کو حسب وعدہ رزق دے رہا ہے اور ہر جاندار کی تمام بنیادی ضرورتیں وافر مقدار میں پیدا کر رہا ہے تو کیا انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہی اللہ کے رزق سے محروم رہے گا۔ باوجود اس کے کہ وہ قدرت کی صفت تخلیق کا شاہکار اشرف المخلوقات ہے کیا وہ ہستی جو اسے نو ماہ مادر رحم میں اور دو سال شیر مادر کے ذریعہ اس کی پرورش کرتی ہے کیا جوان ہونے پر اسے بے آسرا چھوڑ سکتی ہے؟

پھر آقائے نامدار فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنکی مدح سرائی اور نعت گوئی اور ان پر زبان سے فدا ہونے کا کوئی موقع ہم ہاتھ سے جانے نہیں دیتے کیا اسی نبی صادق و مصدوق کا یہ فرمان نہیں

تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَاِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ (ابو داؤد' نسائی)

تم ایسی عورتوں سے شادی کرو جو زیادہ اولاد پیدا کرنے والی اور شوہروں سے محبت کرنی والی ہوں۔ کیونکہ میں روز قیامت اپنی کثرتِ امت پر فخر کروں گا۔ تو اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اتنی ترغیب کے باوجود کیوں ہم اغیار کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا ایک اور سوال ہے کیا واقعی ہم اپنی آبادی کو کنٹرول کر سکتے ہیں تو پھر کیوں کسی کے ہاں صرف لڑکے ہوتے ہیں جبکہ اسے لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کسی کے ہاں صرف لڑکیاں ہوتی ہیں اور اسے لڑکے کی شدید خواہش ہوتی ہے اور کوئی ساری عمر اولاد کو ترستے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے خاندان کو حسب خواہش بنانے والے لوگ مستقل کئی قسم کے روگ لگا لیتے ہیں بعض دفعہ خواتین اس لالچ میں جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں مگر جس روح کو اللہ نے ان کی کوکھ میں جنم دینا ہے وہ دے کر رہتا ہے۔ خود منصوبہ بندی کے ذمہ دار حضرات کا یہ حال ہے کہ وہ اپنی اولادوں کو کنٹرول نہیں کر سکے دوسروں کو کہتے پھرتے ہیں کہ مجھ سے تو غلطی ہو گئی میری اولاد زیادہ ہو گئی تم احتیاط کرنا۔ دراصل یہ مہم چلانے والے لوگ خود بھی واقف حال ہیں مگر عوام کو دھوکا اور فریب دینے کے لئے اعداد و شمار کا گورکھ دھندا پیش کر دیتے ہیں۔

جہاں تک پاکستان کا معاملہ ہے یہاں خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں بلکہ "معاشی منصوبہ بندی" کی ضرورت ہے۔ دراصل تو پاکستان میں موجود وسائل کو منصفانہ بنیادوں پر استعمال میں لانے کی اشد ضرورت ہے۔ خود ایک مغربی دانشور "پروفیسر فشر" کی تحقیق موجود ہے کہ "دنیا میں موجودہ آبادی سے دس گنا زیادہ آبادی کے لیے بھی اس وقت وسائل موجود ہیں بشرطیکہ موجودہ زمین اور وسائل کو صحیح طور پر استعمال میں لایا جائے۔ تو کیا ہمارے ترقی پسند دانشور پروفیسر فشر کے مشورے پر عمل کرنا پسند کریں گے؟

وطن عزیز پاکستان کا بھی بالکل یہی معاملہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے پناہ زرعی و مادی اور آبی وسائل سے نوازا ہے اور سب سے بڑا وسیلہ خود حضرت انسان ہے۔ ہر پیدا ہونے والا انسان ایک کھانے والا منہ لے کر آتا ہے مگر ساتھ کام کرنے والے دو ہاتھ دو پاؤں اور بے شمار دماغی و جسمانی صلاحیتیں لیکر آتا ہے اور پاکستانی عوام تو ماشاء اللہ محنتی جفاکش اور محب وطن ہیں - یہاں ایک سے ایک جوہر قابل موجود ہے "ذرا نم ہو یہ مٹی تو بڑی زرخیز ہے ساقی" والا معاملہ ہے صرف معاشی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے بہرحال اگر اعداد و شمار کی زبان میں بات سننا چاہیں تو وہ بھی موجود ہے پاکستان کی آبادی قیام پاکستان سے لے کر اب تک تین گنا بڑھی ہے - 1951ء کی مردم شماری کے مطابق یہ آبادی 33740167 نفوس پر مشتمل تھی جبکہ 1989ء کی مردم شماری کے مطابق 100868420 نفوس پر مشتمل ہے۔ یعنی صرف تین گنا آبادی بڑھی ہے جبکہ دوسری طرف پیداوار مجموعی طور پر 4 گنا بڑھی ہے۔ مصنوعی کھادوں' ٹیوب ویلز' ٹریکٹر' تھریشر' جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے والی ادویات اور دیگر جدید

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہولتوں کی بنا پر مجموعی قومی پیداوار میں 4 گنا اضافہ ہوا ہے - ملاحظہ کیجئے (حکومت پاکستان شعبہ مالیات کی طرف سے شائع کردہ اکنامک سروے 90-89 کا ضمیمہ ص 46 ٹیبل 3 اور 4)

پھر پاکستان میں اتنے آبی وسائل موجود ہیں کہ ان سے بیس ہزار میگاواٹ بجلی باسانی پیدا کی جا سکتی ہے کالا باغ ڈیم' بھاشا اور سکردو کے مقامات پر ڈیم بنائے جا سکتے ہیں جبکہ یہ بجلی نسبتاً" سستی بھی ہوگی۔ عملاً اس وقت پاکستان میں صرف 6298 میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے دوسری طرف ہمارے قابل کاشت رقبہ میں سے صرف 43% زیر استعمال ہے جبکہ باقی 57% قابل کاشت زمین بے کار پڑی ہے۔

ہم اپنے ارباب اقتدار سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اغیار کا آلہ کار بننے اور ان کے مقاصد کی تکمیل کرنے کے بجائے اسلام اور اہل اسلام کے تقاضوں کو سمجھیں۔ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے' مسلمانوں کی نسل کو محدود کرنے ان میں مغربی ممالک کے علانیہ و باطنی فحاشی اور اخلاقی بے راہ روی کو فروغ دینے سے باز آجائیں۔ اس کے بجائے ملک میں کتاب و سنت کا نفاذ کر کے دین و دنیا کی برکتوں اور بھلائیوں سے بہرہ ور ہوں۔ ہماری رائے میں مملکت میں درج ذیل اقدامات فی الفور کئے جائیں تاکہ صورت حال کچھ بہتر ہونے کا سامان ہو

1- گھٹیا اور بھونڈے طریقے سے چلائی جانے والی مہم خاندانی منصوبہ بندی فی الفور بند کر دی جائے اس پر خرچ ہونے والی رقم اور وسائل غریب طبقات کی تعلیم' صحت اور حفظان صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی پر استعمال کیے جائیں۔

2- غیر سرکاری بیرونی ایجنسیوں سے براہ راست امداد (قرض) لینے پر فی الفور پابندی لگائی جائے۔

3- زراعت پر سنجیدگی سے توجہ دی جائے اور سوڈان کی طرح اپنے ملک کو غلہ و زرعی اجناس میں خود کفیل بنایا جائے۔

4- حکومت اور امراء اپنی عیاشی اور اسراف بند کریں - لمبی چوڑی گاڑیوں کے استعمال پر پابندی لگائی جائے۔ کرپشن اور بدعنوانیوں کا کڑا احتساب کیا جائے۔ دولت کی تقسیم منصفانہ ہو اور قومی خزانہ و کالا دھن اجتماعی بہبود کے کاموں پر صرف کیا جائے۔ ملازمتوں کے بڑے تفاوت ختم کیے جائیں --- ہر مزدور کو کم از کم تین ہزار تنخواہ دی جائے تاکہ وہ اپنی بنیادی ضروریات پوری کر سکے۔

5- سود کو فی الفور ختم کیا جائے کہ یہی ہماری معاشی بدحالی اور تمام قومی مصائب کی اصل بنیاد ہے اور اللہ کے غیض و غضب کو للکارنے والا ہے اور بقول قرآن اللہ سے جنگ کے مترادف بھی۔ **وما علینا الا البلاغ** (ثریا بتول)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمان القرآن

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ
پروفیسر حافظ اسرائیل فاروقی

آیت نمبر ۴۸

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (البقرہ: ۴۸)

ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی کے کام نہیں آئے گا۔ کسی کی سفارش منظور نہیں کی جائے گی اور نہ ہی کسی سے کسی طرح کا بدلہ قبول ہوگا۔ نہ ہی لوگ (کسی اور طرح) مدد حاصل کر سکیں گے۔

ہمارے پیغمبر ہمیں چھڑالیں گے!

مذکورہ اعلان اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کے اس دعوے کی تردید ہے جس میں وہ کہتے تھے کہ ہم چاہے کتنے ہی گناہ کرتے رہیں، ہمارے باپ دادا اور پیغمبر ہمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالیں گے۔ بنی اسرائیل کے اس دعوے سے مکمل مماثلت رکھتے ہوئے اسی دعویٰ کے الفاظ آج کل ایک گروہ کے ہونٹوں سے یوں ادا ہوتے ہیں۔

"ہم عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہیں۔ ہم احکاماتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہے کتنی حکم عدولی کرتے رہیں۔ آخر کار نبیؐ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری محبت اور عشق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالیں گے"۔

اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ایسے فکری مغالطے کے شکار انسانوں کو بار بار اپنا حکم سناتے ہوئے فرماتے ہیں

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ (سورہ فاطر: ۱۸)

ترجمہ : اور کوئی شخص کسی کے (گناہ کا) بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ (عبس: ۳۷)

ترجمہ : اور ہر شخص اس روز ایک فکر میں مبتلا ہو گا' وہی اس کے لئے کافی ہو گا۔

اور فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا (لقمان: ۳۳)

ترجمہ : اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے کام نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی کوئی بیٹا اپنے باپ کے بدلہ میں جزا پائے گا۔

کتنے گستاخ ہیں وہ لوگ!

جو اللہ تعالیٰ کے ان واضح اعلانات کے باوجود اپنی اسی فکری گمراہی پر مُصر اور نازاں ہیں ان سے بڑھ کر گستاخ اللہ کون ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' باپ کا بیٹے کے کام آنا یا بیٹے کا باپ کے کام آنا تو بہت دور کی بات ہے اس دن تو بھائی' باپ اور ماں ایک دوسرے سے بھاگیں گے۔

البتہ زیر نظر آیت میں پہلے نفس کا استعمال نفسِ مؤمنہ کے لئے ہے اور دوسرے نفس سے مراد نفسِ کافرہ ہے۔ یعنی کسی اللہ کے فرماں بردار کی اطاعت کسی نافرمان کی معصیت کی وجہ سے ملنے والی سزا کو دور نہیں کر سکے گی۔ اور نہ ہی کسی کی سفارش چل سکے گی جس پر جو سزا اللہ کی طرف سے لازم قرار دی گئی اس کا بھگتنا اس کے لئے ضروری ہو گا۔

مزید وضاحت کے لئے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں

فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ (مدثر: ۴۸)

ترجمہ : کسی سفارش کرنے والے کی سفارش انہیں فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔

اسی طرح دوزخ میں اسیر گنہگاروں کی زبان سے اس کی تصدیق کراتے ہوئے فرمایا

فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ (شعراء: ۱۰۱)

ترجمہ : (اور اہلِ نار کہیں گے) کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ ہی کوئی گہرا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوست! اسی طرح اگر کوئی یہ چاہے یا سوچ کہ اس دن کوئی فدیہ یا بدلہ دے کر رہائی ہو جائے گی تو یہ بھی ناممکن ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٩١﴾

(آل عمران : ۹۱)

ترجمہ : اور وہ لوگ جو کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مرگئے، ان میں سے کسی ایک سے زمین بھر کا سونا بھی بدلے میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

دوسری جگہ اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾

(مائدۃ : ۳۶)

ترجمہ : بلاشبہ وہ لوگ جو کافر ہوئے، چاہے ان کے پاس اتنا مال ہو جو ساری زمین میں پائی جانے والی دولت کے برابر ہو، اس کے برابر اور بھی مزید ہو- انہیں قیامت کے دن عذاب سے رہائی نہیں دلوا سکے گا، نہ ہی اسے قبول کیا جائے گا۔ ان کے لئے دردناک عذاب مقدر ہو چکا۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا

وَإِن تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا (انعام : ۷۰)

ترجمہ : اگر بدلہ دے ہر امکانی بدل سے تو بھی ان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

واضح تنبیہہ

ارشاد ہے فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوَاكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

ترجمہ : آج کے دن نہ تم سے کوئی فدیہ قبول ہوگا اور نہ ہی ان لوگوں سے جو کافر ہیں، (فیصلہ کن بات یہ ہے) کہ تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہی دوزخ تمہارا دوست ہے۔

گویا--- ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلہ کو بار بار سناتے ہوئے بتا دیا ہے کہ جو لوگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دنیا میں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سچ مانتے ہیں' نہ ہی ان کی اطاعت کرتے ہیں تو قیامت کے دن ہمارا رویہ ان سے ایسا ہی ہو گا۔ کہ نہ کوئی رشتہ داری ان کے کام آئے گی۔ نہ کسی بڑے شخص (چاہے وہ ولی یا کسی دوسرے اعزازی نام سے پکارا جاتا ہو) کی سفارش کام آئے گی۔ اس کے علاوہ اگر زمین بھر کا سونا بھی دیں تو وہ بھی ان سے قبول نہیں ہو گا۔

گویا محض دعوائے عشق بغیر اطاعت کے بے کار ہے۔

سودے بازی' دوستی اور سفارش

قیامت کے دن ـــــ عدالت کی کاروائی کیسی ہو گی ۔ اس کی ترجمانی اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں

مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ (البقرہ : ۲۵۴)

ترجمہ : خبردار ہو جاؤ اس دن کے ہونے سے پہلے جس دن نہ سودے بازی ہو گی نہ دوستی اور نہ ہی سفارش چلے گی۔

اور مزید ہوش اڑا دینے والا ارشاد سنئے

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ﴿٣١﴾ (ابراہیم : ۳۱)

نہ ہی اس میں کسی قسم کی تجارت (Horse Trading) ہو گی نہ دوستی (دوست نوازی) ہو گی جو اس کو اس کی سزا سے عافیت دلا سکے۔

عدل سے کیا مراد ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ عدل سے مراد بدل ہے اور بدل "فدیہ" کہلاتا ہے چنانچہ اسلاف کی ایک جماعت بھی اسی معنی سے متفق ہے۔

علی کرم اللہ وجہہ کے خیال میں "صَرف نفل ہے' عدل فریضہ ہے" لیکن یہ غریب قول ہے اور پہلی رائے ہی قرینِ قیاس ہے۔ ایک حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عدل "فدیہ" ہے یہ حدیث ابنِ جریر نے روایت کی ہے۔

مقصد تذکیر یہ ٹھہرا کہ گنہگاروں کو مدد نہیں ملے گی ۔ وہاں کوئی شخص ایسا نہیں ہو گا جو بارگاہ خداوندی میں سفارش کرنے کی جرأت و ہمت رکھے۔ کہ وہ کسی کو عذابِ الٰہی سے نجات دلا دے' غرض نہ کوئی اپنا ہو گا نہ پرایا' جو کسی کے کام آسکے۔

چنانچہ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ سے بھی یہی مراد ہے کہ کافر کو عذاب سے رہائی دلانے میں نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی قوت اور نہ ہی کوئی مدد یا فدیہ کارگر ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے گریز اور محض محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنا' اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل سے فرار اور اس کے محبوب و منتخب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش یا شفاعت کی امید رکھنے کا انجام کیا ہوگا۔ مزید وضاحت کرنے والی مندرجہ ذیل آیات البیہ پر غور فرمائیں۔

ارشاد ہے۔ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ (مومنون: ۸۸)

ترجمہ: وہ (اللہ جل شانہ سب سے بچانے کی مکمل قدرت رکھتا ہے) وہ پناہ دیتا ہے مگر اس کے خلاف پناہ نہیں دی جا سکتی۔ اپنی کبریائی کی ہیبت سے مبہوت انسانوں کی بے بسی کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (الفجر: ۲۶)

ترجمہ: اس دن اس کے عذاب سے زیادہ کسی کا عذاب نہیں ہوگا۔ اور اس کی کڑی گرفت سے زیادہ کسی کی مضبوط گرفت نہیں ہوگی۔ اس دن بڑے بڑے متکبرین کا عالم بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہے۔

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ (صافات: ۲۶)

تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے بلکہ آج کے دن تو وہ فرماں بردار ہیں۔

اللہ سے قربت حاصل کرنے کا وسیلہ اور اس کا حشر

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ ۚ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٨﴾

(احقاف: ۲۸)

"تو پھر جن کو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے اللہ کے سوا معبود بنایا ہوا تھا انہوں نے ان کی کیوں مدد نہ کی بلکہ وہ ان کے سامنے سے گم ہو گئے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور یہی وہ افترا کیا کرتے تھے"

اللہ تبارک وتعالیٰ سے قربت حاصل کرنے یا خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جن اشخاص کو بھی وسیلہ بنایا جائے اللہ تعالیٰ کا ان وسیلوں کے بارے میں کیا فیصلہ ہے' ہر صاحب ہوش کو فکری گمراہیوں سے بچانے کے لئے یہی کافی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہی ہیں کہ اس دن کوئی کسی کی مدد کرے گا نہ کسی کی سفارش چلے گی' نہ ہی کوئی بدلہ قبول ہوگا' نہ فدیہ لیا جائے گا گویا دوستی باطل ' شفاعت بے کار' رشوت مسترد' تعاون ناممکن' اس دن ترازوئے عدل اس عادلِ اعلیٰ کے ہاتھ میں ہوگا۔ جو بدی کی سزا اس کے برابر اور نیکی کا اجر کئی گنا دے گا۔

حتمی فیصلہ یہی ہے کہ

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ (صافات : ۲۶)

"کھڑا رکھو ان سے پوچھنا ہے!

کیا ہوا تم کو آج ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ بلکہ آج کے دن تو وہ بڑے مطیع و فرماں بردار ہو رہے ہیں۔"

غرض اہل کتاب ہوں یا مشرکین' اس دن کسی کی رہائی ناممکن ہے۔ وہ دن دنیا داروں کا سا دن نہیں ہوگا۔ جہاں لینے دینے' کھانے کھلانے ' خوشامد و آمد ' سعی و سفارش سے کام بن جائے یا بھائی بند مدد کریں۔ یا دوست آشنا کام آئیں یا باپ دادا بچالیں۔

آیت نمبر ۴۹

وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ (البقرہ : ۴۹)

ترجمہ : اور جب نجات دی ہم نے تم کو آلِ فرعون سے جو تمہیں بڑی تکلیف دیتا تھا۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتا اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتا اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے کڑی آزمائش تھی۔

ابنِ کثیرؒ لکھتے ہیں کہ فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس سے نمودار ہو کر مصر کے شہروں میں قبطیوں کے گھروں میں داخل ہوئی ہے اور بنی اسرائیل کے گھروں کو چھوڑ کر باقی سب کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ اس خواب سے فرعون ڈر گیا۔

تعبیر پوچھی گئی تو کسی نے کہا۔ کہ فرعون شاہی کا زوال بنی اسرائیل کے ہاتھوں ہونے والا ہے ۔ فرعون کو بتانے والوں نے یہ بھی بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہونے والا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کی وجہ سے انہیں دولت و اقتدار حاصل ہوگا۔ انہیں اطلاعات کی بنا پر فرعون نے عام اعلان کر دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اسے جان سے مار دو۔ اور جو لڑکی پیدا ہو اسے زندہ رہنے دو! علاوہ ازیں فرعون نے بنی اسرائیل سے بڑی ذلیل کن اور گھٹیا قسم کی خدمات لینا شروع کر دیں۔

فرعون تھا کون؟

ابن کثیر کہتے ہیں کہ عمالقہ نام کی قوم اپنے ہر بادشاہ کو "فرعون" کے لقب سے پکارتی تھی' جس طرح روم اور شام کے لوگ اپنے حکمران کو قیصر کے نام سے پکارتے' ایرانی اپنے بادشاہوں کو کسریٰ' یمن والے اپنے حاکم کو تبع' حبشہ والے اپنے بادشاہ کو نجاشی' ہندوستان والے اپنے بادشاہ کو جیپال' چین والے خاقان اور یونان والے اپنے بادشاہ کو بطلیموس کے نام سے پکارتے تھے۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا "فرعون ولید بن مصعب بن ریان" ہے۔ کسی نے کہا اس کا خاندان عملیق بن اود بن ارم بن سام بن نوح سے تھا۔ اس کی کنیت ابو مرہ تھی' فارس نژاد اہل اصطخرا (ایک مقام) سے تھا۔

فتح البیان میں لکھا ہے کہ اہل کتاب کی کتابوں میں اس کا نام "قابوس" تھا۔ چار سو برس سے زیادہ اس کی عمر تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۰۰۲ برس تھی۔

مسعودی کہتے ہیں کہ عربی میں فرعون کے کوئی معنی نہیں۔ جوہری کہتے ہیں کہ فرعون سرکش' جبار' متکبر اور مکار کو کہتے ہیں۔

بَلَاءٌ سے کیا مراد ہے؟

لفظ بَلَاءٌ — خیر اور شر دونوں کے حوالے سے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں اگر بلاء کے معنی خیر لئے جائیں تو خیر یہ تھی اللہ نے ان کے آباء و اجداد کو فرعون کے عذاب سے نجات دی یہی وجہ ہے کہ ابن جریر' مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس جگہ "بلاءٌ" کا ترجمہ نعمتِ عظیم کیا ہے۔

اور اگر مراد شر ہے تو اس شر سے مراد فرعون کا بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کرنا اور بیٹیوں کو زندہ رکھنا مراد ہے۔ سدی اور ابوالعالیہ نے کہا کہ بلاء کے معنی آزمائش ہیں۔ آزمائش کبھی "خیر" اور کبھی "شر" دونوں صورتوں میں ہوتی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں فرمایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً (انبیاء: ۳۵)

اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے

دوسری جگہ فرمایا

بَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (اعراف: ۱۶۸)

اور ہم نے ان کو اچھائیوں اور برائیوں میں آزمایا تاکہ وہ (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔

قرطبیؒ کی رائے میں بلاء سے مراد محض شر ہے! غالباً جمہور کی رائے بھی یہی ہے۔

آیت نمبر ۵۰

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ

(البقرہ: ۵۰)

ترجمہ: اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا اور تم کو نجات دے کر فرعون کی قوم کو (اسی میں) غرق کر دیا' اور تم دیکھ ہی رہے تھے

یہ قصہ تفصیل کے ساتھ سورۂ شعراء میں بیان ہوگا۔ یہاں صرف "تم دیکھ ہی رہے تھے" کے بارہ میں توجہ دلائی جائے گی۔

"دیکھنے" کو یہاں اس لئے اہمیت دی گئی ہے تاکہ بنی اسرائیل کو اپنے دشمن کی غرقابی سے جو تسکین ہوئی تھی اس کی یاددہانی کرائی جائے۔ دشمن ان کے آنکھوں کے سامنے کس طرح ذلیل و خوار ہوا' اس کا احساس دلایا جائے۔

مرغِ سحر کی آواز

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر مصر سے نکلے' فرعون کو اطلاع ہوئی تو اس نے کہا "جب تک مرغ سحر کی آواز نہ سنو ان کا پیچھا نہ کرنا"

اللہ کی شان' اس رات مرغ کی آواز ہی غائب رہی' صبح کے وقت ایک بکرا ذبح کیا اور حکم دیا میرے اس بکرے کی بھونی ہوئی کلیجی کھانے تک چھ لاکھ قبطی جمع ہو جائیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ فرعون اپنی افواج کو لے کر چلا۔

ادھر موسیٰ علیہ السلام جب دریائے نیل کے کنارے آپہنچے تو ان کے ایک ساتھی یوشع بن نون نے کہا اے موسیٰ تیرے رب کا حکم کیا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے دریا پار کرنے کا اشارہ کیا یوشع بن نون گھوڑے سمیت دریا میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اترے مگر غوطہ کھانے لگے پلٹ آئے، پھر موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں گھوڑے سمیت دریا میں اترے، پھر غوطوں کی نوبت آئی تو پلٹ آئے اور کہا یہ کیسا حکم ہے تمہارے رب کا؟

موسیٰ علیہ السلام نے کہا واللہ نہ میں جھوٹا ہوں نہ تم جھوٹے ہو۔ میرے اللہ کا یہی حکم ہے۔

اسی کشمکش میں تھے کہ وحی نازل ہوئی۔ حکم ہوا کہ اپنا عصا دریا کو مارو، موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی عصا مارا تو دریا پھٹ گیا۔ درمیان میں ۱۲ راستے نمودار ہوئے۔

پانی دونوں طرف پہاڑوں کے سلسلہ کی طرح منجمد ہو کر رہ گیا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہمراہ ثابت و سالم ---- ان راہوں سے گزر کر کنارے پہنچ گئے۔

اس اثناء میں فرعون کی افواج بھی اس کنارے آپہنچیں۔ دریا میں موجود راستوں سے گزر کر دوسرے کنارے پہنچنا چاہا مگر درمیان میں پہنچے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کو روانی کا حکم دے دیا۔ جس کے نتیجہ میں فرعون اپنی افواج سمیت غرق ہوگیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم ان کے غرق ہونے کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ کہتے ہیں یہ عاشورہ کا دن تھا۔

یوم عاشورہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اس دن کی خصوصیت کیا ہے جو تم روزہ رکھتے ہو! تو انہوں نے کہا۔ یہ وہ دن ہے جس دن موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے نجات دلائی اور موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ تو نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا حق دار میں ہوں اور پھر روزہ رکھا۔ اور سب کو حکم دیا کہ روزہ رکھو۔ (رواہ احمد) اس حدیث کو مسلم، بخاری، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے انس رضی اللہ عنہ کی مرفوعاً" روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی نجات کے لئے عاشورہ کے دن دریا پھاڑا۔ اسے ابو یعلی نے روایت کیا ہے لیکن سند ضعیف ہے۔ زید عمی اس کے راوی میں ضعف ہے۔ ان کے شیخ یزید رقاشی بھی ضعیف ہیں۔

فتح البیان میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے اس عظیم معجزہ کا اعتراف کرنا بنی اسرائیل پر واجب ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ماضی کے اندھیروں میں چھپے ہوئے اس معجزہ کو "ہو بہو" جیسے واقعہ ہوا اس طرح بیان کرنا اس سے بھی بڑا معجزہ ہے، لہٰذا نبی اکرم صلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو تسلیم کرنا بنی اسرائیل کی آنے والی نسل پر لازم ہے۔

آیت نمبر ۵۱

وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ

ترجمہ: اور جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس رات کا وعدہ کیا تو تم نے ان کے پیچھے بچھڑے کو معبود مقرر کر لیا اور تم ظلم کر رہے تھے۔

پورا واقعہ سورہ الاعراف اور طٰہٰ میں آئے گا۔ سورہ اعراف میں فرمایا

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ (الاعراف: ۱۴۲)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس رات میعاد مقرر کی اور دس راتیں اور ملا کر اسے پورا "چلہ" کر دیا۔

کہتے ہیں کہ ایک مہینہ ذی قعدہ اور دس دن ذی الحج کے تھے۔ اور یہ واقعہ فرعون سے نجات اور دریا سے پار اتر جانے کے بعد ہوا تھا۔ اور "تم ظلم کر رہے تھے" اس لیے فرمایا کہ انہوں نے شرک کیا' شرک سے بڑا کوئی دوسرا ظلم نہیں۔

آیت نمبر ۵۲

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٢﴾

ترجمہ: پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کر دیا تاکہ تم شکر گزار ہو۔

موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد بنی اسرائیل نے ایک بچھڑے کو پوجا تھا۔ اللہ نے ان کا یہ قصور معاف کر دیا' اپنا احسان یاد دلایا۔ کہتے ہیں اس بچھڑے کا نام "بہموت" یا "بہبوت" تھا۔ لفظ موسیٰ عجمی اور عبرانی کا نام ہے۔ "مو" ماء کو کہتے ہیں' "شا" شجر کو بولتے تھے۔ انکو پانی اور درخت کے درمیان سے پایا تھا' اس لیے "موسیٰ" کہنے لگے۔ "ش" تبدیل ہو کر "س" ہو گیا۔ "شکر" کہتے ہیں محسن کی تعریف کرنے کو' اس کا احسان ماننے کو

آیت نمبر ۵۳

وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

ترجمہ: اور جب ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور معجزے عنایت کئے تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔

کتاب سے اس جگہ تورات مراد ہے۔ فرقان وہ ہے جو حق و باطل اور ہدایت و ضلالت میں فرق کر دے۔ کسی نے کہا فرقان یہ تھا کہ فرعون کو ڈبو دیا' کسی نے کہا فرقان وہ ہے جو حلال و حرام میں تمیز پیدا کرے۔ اولیٰ یہ ہے کہ فرقان سے مراد حجت و بیان الٰہی ہے جیسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین' متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عصا" اور "یدبیضا" وغیرہ یعنی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی' معجزات دیئے' اس کے بعد بنی اسرائیل کی توبہ کی تفصیل بیان فرمائی۔

آیت نمبر ۵۴

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اے قوم! تم نے بچھڑے کو معبود ٹھہرانے میں بڑا ظلم کیا ہے۔ تم اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے توبہ کرو اور اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو۔ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا وہ بیشک معاف کرنے والا اور صاحبِ رحم ہے۔

لفظ "بارئ" کے استعمال سے یہ جتلایا کہ وہ تمہارا خالق تھا' تم نے بڑا گناہ کیا اس کو چھوڑ کر غیر کی پوجا کی۔ ابن عباسؓ کا فرمان ہے انکی توبہ یہ تھی کہ جو شخص جس سے ملے باپ ہو یا بیٹا اس کو تلوار سے قتل کرے اور اس چیز کی پرواہ نہ کرے کہ کس نے کس کو مارا۔ جن لوگوں کا حال حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام پر مخفی رہا تھا اور اللہ کو انکے گناہوں کا علم تھا' انہوں نے توبہ کی' اپنے گناہوں کا اقرار کیا' اللہ کا حکم بجا لائے' اللہ نے قاتل و مقتول دونوں کو بخش دیا۔

(نسائی' ابن ماجہ' ابن ابی حاتم)

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ ایک ٹکڑا ہے "حدیث الفتون" کا' سورہ طٰہٰ میں یہ پوری بحث آئیگی۔ ابن عباسؓ کا فرمان ہے' حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا تھا کہ جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی وہ ایک دوسرے کو قتل کریں۔ وہ لوگ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی' خنجر لیکر نکلے اور قتل کرنا شروع کیا' اتنے میں سخت اندھیرا چھا گیا۔ جب اندھیرا دور ہوا تو دیکھا کہ ستر ہزار آدمی مقتول ہوئے تھے' جو شخص قتل ہوا اسکی توبہ قبول ہوئی اور جو بچ گیا وہ بھی تائب ٹھہرا۔

(ابن جریر)

آیت نمبر ۵۵' ۵۶

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٦﴾

ترجمہ: اور جب تم نے موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰؑ ہم اس وقت تک تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ کو سامنے نہ دیکھ لیں گے، پس تم کو بجلی نے آگھیرا اور تم اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ پھر موت آجانے کے بعد ہم نے تم کو از سرِ نو زندہ کیا تاکہ احسان مانو۔

ابن عباسؓ نے کہا "جہرۃ" کے معنی "معاینۃ" ہیں۔ قتادہؒ نے فرمایا "عیاناً" ہیں۔ یہ ستر آدمی تھے جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ لیجانے کیلئے منتخب کیا تھا۔ انہوں نے اللہ کی گفتگو سن کر کہا کہ ہم تب ایمان لائیں گے جب اللہ کو اپنے سامنے دیکھیں گے اس پر بجلی کڑکی، آواز سنکر مر گئے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ "صیحہ" سے مراد آسمانی چیخ ہے، کچھ نے کہا "آگ"۔ سدیؒ نے کہا موسیٰؑ یہ حال دیکھ کر رو دیئے۔ اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ بنی اسرائیل کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ اللہ نے وحی کی یہ وہ ستر اشخاص ہیں جنہوں نے بچھڑا پوجا تھا۔ پھر اللہ نے انکو زندہ کر دیا، ہر کوئی ایک دوسرے کے زندہ ہونے کو دیکھتا تھا۔ ربیع بن انسؒ نے فرمایا یہ موت انکی سزا تھی، اب زندہ رہ کر اپنی عمر پوری کریں گے۔ رازیؒ کا یہ قول کہ یہ سارے لوگ اس کے بعد "نبی" ہو گئے تھے ٹھیک نہیں ہے، اس لئے موسیٰ کے زمانے میں ہارون اور یوشع علیہم الصلوۃ والسلام کے علاوہ کوئی نبی نہیں ہوا۔ اہل کتاب کا یہ قول کہ ان سب آدمیوں نے اللہ کو دیکھا تھا غلط ہے۔ جب موسیٰؑ ہی نہ دیکھ سکے تو دوسرا کوئی دیکھنے کی کہاں تاب لاتا؟

قرطبیؒ نے فرمایا: زندہ ہونے کے بعد بھی وہ اس دنیوی زندگی کے مکلّف رہے اور تکلیف شرعی ان سے ساقط نہیں ہوئی تھی۔

رؤیتِ باری تعالیٰ

معتزلہ کہتے ہیں، اللہ کا دیدار نہ دنیا میں ہو سکتا ہے اور نہ آخرت میں ہوگا۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں اللہ کا دیدار نہیں ہو سکتا مگر آخرت میں ضرور ہوگا۔ صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ لوگ اپنے پروردگار کو دیکھیں گے۔ ان احادیث کی دلالت قطعی ہے۔ دلائل عقیلہ اور قواعد کلامیہ اس لائق نہیں ہیں کہ صحیح احادیث کے مقابل میں حجت ہو سکیں۔ یہ بحث حافظ ابن قیمؒ نے "حادی الارواح" میں مفصل لکھی ہے۔ جمہور سلف و خلف کے نزدیک قیامت کے دن اللہ کا دیدار ہونا کتاب و سنت کے دلائل سے بخوبی ثابت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر ۵۷

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾

ترجمہ : اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے بادل کا تم پر سایہ کئے رکھا اور تمہارے لئے من و سلویٰ اتارتے رہے تاکہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں انکو کھاؤ پیو۔ (اگر تمہارے بزرگوں نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی تو) ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے تھے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔

جب فرعون غرق ہو گیا' بنی اسرائیل جنگ کو چلے' انکے خیمے وغیرہ پھٹ گئے تو سارا دن دھوپ سے بچاؤ کیلئے بادل سایہ فگن رہتا۔ اناج کی جگہ من و سلویٰ نازل ہوتا۔ "مَن" دھنیے کی طرح کے میٹھے دانے تھے جو رات کو شبنم کی صورت میں برستے' لشکر کے گرد جمع ہو جاتے' صبح ہر آدمی اپنی اپنی مرضی کے مطابق چُن لیتا۔ سلویٰ' ایک پرندے کا نام ہے شام کے وقت لشکر کے گرد ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے' اندھیرا ہوتا تو پکڑ کے بھون کر کھا جاتے ایک مدت تک یہ کھاتے رہے۔ عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے کہ بادل عام بادلوں کی طرح نہ تھا بلکہ اس سے کہیں زیادہ ٹھنڈا اور پاکیزہ تھا۔ قیامت کے دن اللہ ایسے ہی بادل کے سائے میں آئے گا۔ بدر کے دن فرشتے ایسے ہی بادل میں آئے تھے۔

یہ بادل بنی اسرائیل کے ساتھ میدان "تیہہ" میں سایہ فگن رہتا تھا۔ "مَن" کہتے ہیں ترنجبین کو' مجاہد نے فرمایا ایک طرح کا گوند تھا۔ عکرمہؒ نے کہا "اوس" مگر گاڑھی تھی' سدیؒ کا فرمان ہے زنجیل کے درخت پر اوس پڑتی تھی۔ قتادہؒ نے فرمایا زمین پر گرتی جس طرح برف گرتی ہے' دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ طلوعِ فجر سے لے کر سورج کے نکلنے تک برستی رہتی' جو شخص ایک دن کی خوراک سے زیادہ لیتا تو خراب ہو جاتی۔ ربیع بن انسؒ نے فرمایا "مَن شہد کی طرح کا ایک مادہ تھا اس کو پانی میں ملا کر پیتے تھے"۔ وھب بن منبہؒ نے فرمایا: من چپاتی کی طرح پتلی روٹی تھی' شعبی نے کہا یہ تمہارا شہد من کا سترواں حصہ ہے۔ زید بن اسلمؒ کا بھی یہی قول ہے۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں مفسرین کی مَن کے بارے میں عبارتیں اور توجیہات ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ کسی نے اسے طعام کہا' کسی نے پانی ٹھہرایا۔ ظاہر یہ ہے کہ من وہ ہے جس کی اللہ نے ان پر "منت" (احسان) رکھی' خواہ وہ طعام ہو یا شراب'

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر چیز بغیر محنت و مشقت کے ملتی' جو کہ آج من کے نام سے مشہور ہے اس کو تنہا کھاؤ تو طعام ہے' پانی سے ملاؤ تو شراب ہے کسی دوسری چیز سے ملاؤ تو کچھ اور بن جاتا ہے۔ لیکن آیت سے وہ "من" اس جگہ مراد نہیں ہے۔ بخاری میں سعید بن زیدؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ "من" کا پانی آنکھ کے لئے باعثِ شفا ہے۔ امام احمدؒ نے اس کو روایت کیا ابوداؤد کے علاوہ سب اہل سنن نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ ترمذیؒ نے اسے حسن "صحیح" کہا' ابن کثیرؒ نے ابن عباسؓ کے حوالے سے لکھا ہے سلویٰ ایک پرندہ ہے جو ثمانی (بٹیر) کے مشابہ ہے۔ یہی بات ابن مسعودؓ اور صحابہؓ کی ایک جماعت نے بھی کہی ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ وہ ایک چڑیا تھی جس طرح جنت کی چڑیا (کنجشک) ہو۔ قتادہؒ نے فرمایا کہ وہ پرندہ نسرخی مائل تھا' مغربی ہوا اس کو لاتی تھی۔ وھب بن منبہؒ نے فرمایا سلویٰ کبوتر کی طرح ایک پرندہ تھا۔ ایک ہفتہ سے دوسرے ہفتہ تک کیلئے اس کو پکڑ رکھتے تھے وہ ایک سیل کے انداز میں ایک نیزہ بلند زمین پر گرتا تھا۔ سدیؒ نے فرمایا

جب بنی اسرائیل صحرا میں گئے تو موسیٰؑ سے کہا کھانا کہاں ہے؟ اللہ نے من و سلویٰ نازل کیا۔ پھر کہا پانی کہاں ہے؟ موسیٰؑ نے پتھر پر "عصاء" مارا بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ پھر کہا سایہ کہاں ہے؟ بادل سایہ فگن ہوگیا' پھر کہا لباس کہاں ہے؟ کپڑا جسم پر عمر کے مطابق بڑھتا رہتا' نہ پرانا ہوتا اور نہ ہی پھٹتا۔

آیت نمبر ۵۸

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ ۚ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾

اور جب ہم نے (ان سے) کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے جی چاہے اور جو دل مانے خوب کھاؤ (پیو) اور دروازے میں سے داخل ہوتے وقت سجدہ کرو اور "حطۃ" کہو ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور ہم نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ دیں گے۔

آیت نمبر ۵۹

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٥٩﴾

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : پس ظالموں نے اس لفظ کو جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا بدل دیا اور اس کی جگہ دوسرا لفظ کہنا شروع کر دیا' پس ہم نے ظالموں پر انکی نافرمانیوں کے سبب آسمان سے عذاب نازل کیا۔

فرعون سے نجات پانے کے بعد میدان تیہ (صحرائے سینا) میں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے پھنسے ہوئے تھے' سورہ المائدہ میں اس کا بیان ہے۔ پھر ایک ہی کھانا کھاتے کھاتے اکتا گئے انکو ایک شہر میں پہنچایا اور حکم دیا کہ شہر کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے کہو "حِطَّۃٌ" (اے اللہ ہمارے گناہ معاف کر دے) بنی اسرائیل نے مذاق سے حطۃ کی جگہ حِنطَۃ "گندم" کا لفظ اختیار کیا اور سجدے کی بجائے بیٹھ کر آگے بڑھنے لگے' شہر میں داخل ہونے کے بعد ان پر طاعون کی وبا پھوٹ پڑی۔

اور دوپہر ہونے تک ستر ہزار آدمی لقمہ اجل بن گئے ابن کثیرؒ نے فرمایا: کہ اس آیت میں موسیٰؑ کے ان ساتھیوں کیلئے ملامت ہے جو مصر سے ان کے ساتھ نکلے تھے' انہیں حکم ہوا تھا کہ تم ارضِ مقدس (بیت المقدس) میں جاؤ۔ وہ تمہارے باپ اسرائیلؑ کی میراث ہے۔ وہاں جو کفار عمالیق رہتے ہیں ان کے خلاف جہاد کر کے انہیں وہاں سے نکال دو مگر انہوں نے پس و پیش کی' ہمت ہار دی اس پر اللہ نے سزا کے طور پر انہیں میدان تیہ میں پھینک دیا۔

ارضِ مقدس کی تحقیق

صحیح ترین قول یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو بیت المقدس شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

يَٰقَوْمِ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْأَرْضَ ٱلْمُقَدَّسَةَ ٱلَّتِى كَتَبَ ٱللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا۟ عَلَىٰٓ أَدْبَارِكُمْ

(المائدہ : ۲۱)

ترجمہ : اے قوم تم ارضِ مقدس میں جسے اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے داخل ہو جاؤ اور (دیکھنا مقابلے کے وقت) پیٹھ نہ پھیر دینا۔

○ ـــــ ایک قول یہ بھی کہ وہ شہر اریحا "قریہ جبارین" تھا' ابن عباسؓ اور عبدالرحمٰن بن زیدؒ کا یہی قول ہے مگر ابنِ کثیر کہتے ہیں کہ یہ بات سیاق و سباق سے بعید ہے اس لئے کہ بنی اسرائیل بیت المقدس کے ارادے ہی سے نکلے تھے۔ "اریحا" بیت المقدس کے قریب زیریں علاقہ میں ایک بستی ہے۔

○ ـــــ ایک قول یہ ہے کہ وہ شہر یا بستی "مصر" تھا۔ ابن کثیرؒ نے اس کو بھی رد کیا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام رازیؒ نے بیت المقدس کو ہی صحیح قرار دیا ہے کیونکہ جب یوشع بن نونؑ کے ساتھ چالیس سال بعد بنی اسرائیل میدانِ تیہ سے نکلے، اللہ نے انکو فتح دی جمعہ کے روز تھوڑی دیر کیلئے تیسرے پہر سورج کو روک دیا گیا یہاں تک کہ انہیں فتح حاصل ہو گئی۔ تو انہیں اسوقت یہ حکم ملا کہ شہر کے دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو جاؤ اور یہ سجدہ اللہ کی طرف سے حصولِ فتح و نصرت کیلئے تھا۔ جس نے کہا کہ اس سے مراد شہر "اریحا" ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ کیونکہ اس شہر کے سات دروازے تھے۔

قاضی بیضاویؒ کا خیال ہے کہ یہ ملک شام کی بات ہے لیکن جمہور مفسرین نے بیت المقدس کو ہی ترجیح دی ہے۔

سجدے کی نوعیت

ابن عباسؓ نے فرمایا سجدے سے اس جگہ رکوع مراد ہے۔ حسن بصریؒ نے کہا سجدہ مراد ہے مگر امام رازی نے اس کی تائید نہیں کی بعض نے کہا اس جگہ سجدے سے مراد خضوع ہے کیونکہ حقیقی سجدے کے معنی نہیں بنتے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ دروازہ قبلہ رُخ تھا۔ بعض نے کہا "باب" سے مراد "قبلہ کی طرف" تھی بعض نے کہا وہ جگہ جو اب تک "بابِ حطہ" کے نام سے معروف ہے۔ بعض نے کہا "باب قبہ" مراد ہے جس طرف موسیٰؑ اور بنی اسرائیل نماز پڑھتے تھے۔

ابن کثیرؒ لکھتے کہ حطہ اور سجدے کا حکم دراصل عاجزی و خاکساری کے اظہار کیلئے تھا تاکہ قول و عمل کے ذریعے اپنے قصور کا اقرار و اعتراف کر کے مغفرت کی دعا کریں اللہ کی نصرت کا شکر بجالائیں کیونکہ اللہ کو ایسے کام محبوب ہیں جس طرح فرمایا

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ
يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾ (سورۃ النصر)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد آپہنچی اور فتح (حاصل ہو گئی) اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرو اس سے مغفرت مانگو، بیشک وہ معاف کرنیوالا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سورت کی تفسیر میں بعض صحابہؓ کا یہ فرمان ہے کہ مراد فتح و نصرت کے وقت کثرتِ ذکر و استغفار ہے۔ مگر ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ اس میں رسول اکرمؐ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت عمرؓ کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔ لیکن ان دونوں اقوال میں کوئی اختلاف نہیں اس لیے کہ پہلے ذکر و استغفار کا حکم دیا پھر ساتھ ہی انتقال کی خبر بھی دے دی، رسول اکرمؐ کی عادتِ طیبہ یہ تھی کہ جب فتح ہوتی تو بہت زیادہ خشوع و خضوع کرتے۔ فتح مکہ کے روز ثنیہ علیا سے شہر میں داخل ہوئے تو بہت متواضع تھے، پھر غسل کر کے آٹھ رکعتیں نماز پڑھی۔

بعض نے کہا چاشت کی نماز تھی بعض نے کہا فتح کا شکرانہ تھا، اس لئے امیر و امام کے لئے مستحب ہے کہ جب کوئی شہر فتح کرے تو شہر میں داخل ہونے کے بعد فوراً آٹھ رکعت نماز پڑھے۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے ایسا ہی کیا جب وہ ایوانِ کسریٰ میں پہنچے تو آٹھ رکعت نماز ادا کی، صحیح یہ ہے کہ یہ نماز دو دو رکعت کر کے پڑھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ساری نماز کے بعد ایک ہی سلام پھیرے۔ واللہ اعلم

بخاری شریف میں ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ تم دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے حِطّۃ کہہ کر داخل ہو تو یہ گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے حطۃ کی بجائے حَبّۃٌ فِیْ شَعَرَۃٍ کہا، ابن اسحٰق نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حِطّۃ کی بجائے حِنطۃ کہا۔ براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہ حِطّۃ کی بجائے "حِنطَۃٌ حَمرَاءُ فِیھَا شُعَیرَۃٌ" کہا۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا "ھَطَا سَمعَاثَا اَزبَۃ مَزبَا" اس کے عربی الفاظ اس طرح ہیں "حَبّۃٌ حِنطَۃٍ حَمرَاءَ مَثقُوبَۃٌ فِیھَا شَعرَۃٌ سَودَاءُ"

مفسرین کے ان اقوال کا نچوڑ یہ ہے کہ اللہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ قول و فعل دونوں میں عاجزی و خاکساری کا اظہار کریں، انہوں نے قول و فعل دونوں میں نافرمانی کی اور اس بے ادبی اور گستاخی پر اللہ کا ان پر عذاب نازل ہوا جیسے قرآن میں ہے

فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ

"کہ ہم نے ان پر فسق و فجور کے سبب آسمان سے عذاب نازل کیا"۔

لفظ "رِجز" کی تحقیق

ثابت ہوا کہ نزولِ عذاب کا سبب نافرمانی ہے، ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں لفظ "رِجز" آیا ہے اس سے مراد عذاب ہے۔ مجاہدؒ، ابو مالکؒ اور سدیؒ نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔ ابوالعالیہ کا قول ہے کہ "رِجز" غضب کے معنوں میں آیا ہے، شعبیؒ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے "رجز" سے طاعون مراد لیا ہے۔ حدیثِ سعدؓ اسامہؓ و خذیمہؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ طاعون رِجز ہے۔

یہ عذاب تھا جو اللہ نے تم سے پہلے لوگوں پر اتارا تھا۔ اسے ابی حاتم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ اسامہ بن زیدؓ سے ایک دوسری روایت مرفوعاً یہ آتی ہے کہ درد و تکلیف اور بیماری "رجز" ہے، تم سے پہلے امتوں پر یہ عذاب آیا تھا۔ اسے ابنِ جریر نے روایت کیا ہے۔

(ف)

اہل علم کا خیال ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ منصوص اقوال کا بدلنا جائز نہیں بلکہ انکے اتباع کی خصوصی ہدایت ہے۔ امام رازیؒ کا فرمان ہے کہ تو قیفی (رسول اکرمؐ کی دی ہوئی ترتیب) اذکار و اقوال کا بدلنا جائز نہیں ----

میں کہتا ہوں کہ جب سے متاخرین نے رسول اکرمؐ کے الفاظ اور نصوصِ قرآنی کو چھوڑ کر مسائل و احکام بیان کرنے میں اپنے تراشیدہ الفاظ و عبارات کو اختیار کیا ہے تب سے اہلِ اسلام میں اختلاف رونما ہوا ہے۔ اگر کتاب و سنت کی نصوص کا مِن و عَن احاطہ کرتے تو تقلید و اتباع رائے وغیرہ کی خرابی پیش نہ آتی۔ امام غزالیؒ "احیاءُ العلوم" میں کئی الفاظ ایسے لکھتے ہیں جن کے معنی سلف کے نزدیک کچھ اور تھے۔ پھر اصطلاحِ خلف میں وہ الفاظ بدل کر کچھ اور معنی اختیار کیے گئے۔ مثلاً "فقہ" صدرِ اول میں فقیہہ اسے کہتے تھے جو دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب ہوتا تھا۔ اب فقیہہ وہ ہے جسے خرید و فروخت، نکاح اور اجارہ وغیرہ کے مسائل معلوم ہوں، کتبِ فروع سے ایسے مسائل نکال کر بتا سکے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے بات بدلنے والوں کو ظالم فاسق کہا، ان پر عذاب اتارا۔ اب بھی یہی دیکھا گیا ہے کہ جب کسی بستی اور شہر میں فسق و فجور کی کثرت ہوتی ہے تو وہاں سے وبا آتی ہے، سینکڑوں ہزاروں کو برباد کر جاتی ہے یہ وبا "رجز" ہے۔ کسی جگہ قحط پڑتا ہے، کسی جگہ زلزلہ آتا ہے، کہیں شکلیں مسخ ہو جاتی ہیں، کہیں زمین دھنس جاتی ہے، کسی جگہ سیلاب و طوفان تباہی لاتا ہے، کسی جگہ طاعون کی وبا پھوٹتی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس "رجز" میں جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا ایک ہی وقت میں ستّر ہزار آدمی مارے گئے۔ یہ "رجز" میدان تیہہ میں نازل ہونے والے عذاب سے الگ تھا۔ سورۃ اعراف میں بجائے یَفْسُقُوْنَ کے یَظْلِمُوْنَ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ وہ جامع ہر دو وصف تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیت نمبر ۶۰ ۞ وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ

لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا

وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾

ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کیلئے (اللہ تعالیٰ سے) پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو (انہوں نے لاٹھی ماری) تو پھر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے' اور تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر (کے پانی پی) لیا (ہم نے حکم دیا کہ) اللہ کی (عطا فرمائی ہوئی) روزی کھاؤ اور پیو مگر زمین میں فساد نہ کرتے پھرنا۔

میدانِ تیہہ میں جب حیران و پریشان پھرتے تھے' پانی میسر نہ تھا تو ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے' بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے' کسی میں لوگ زیادہ تھے اور کسی میں کم ---- ہر قبیلے کی تعداد کے مطابق ایک چشمہ تھا' اس کو پہچان لیا۔ جب لشکر کوچ کرتا تو وہ پتھر ساتھ اٹھا لیتے جب پڑاؤ ہوتا تو رکھ لیتے۔ کہا گیا ہے کہ یہ گز دو گز لمبا نرم پتھر تھا۔ بعض نے کہا آدمی کے سر کے برابر تھا بعض نے کہا گائے کے سر کے برابر تھا۔ بعض کا خیال ہے یہ حضرت موسیٰؑ کے قد کے برابر دس گز لمبا جنت کا پتھر تھا۔ اس کی دو شاخیں تھیں جو رات کو اندھیرے میں چمکتی تھیں۔ وہ پتھر گدھے یا گائے پر لادا جاتا تھا۔ بعض نے کہا وہ پتھر آدمؑ کے ساتھ آیا تھا۔ شعیبؑ کو وہ ملا تھا۔ انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو عصا (لاٹھی) کے ساتھ دیا تھا۔ بعض کا خیال ہے یہ وہ پتھر تھا جو حضرت موسیٰؑ کے کپڑے لیکر بھاگا تھا' جبرائیل نے ان سے کہا تھا تم اس پتھر کو اٹھا لو اسمیں اللہ کی قدرت ہے تمہارے لئے معجزہ ہے۔ ابنِ عباسؓ کا قول ہے کہ پتھر چوکور تھا۔ ہر جانب سے تین تین چشمے بہتے۔ یہ حدیث الفتون میں ہے نسائی نے اسکو روایت کیا ہے۔ ابن کثیرؒ کا فرمان ہے یہ قصہ سورۂ اعراف کے مشابہ ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ مکی سورت ہے اور یہ مدنی ہے وہاں ضمیر غائب کی ہے یہاں خطاب کی۔ وہاں "انبجست" فرمایا (نکلا' بہا) یہاں "فانفجرت" (پھوٹا' بہا) کہا۔ ان دونوں سیاق میں اس وجہ سے فرق ہے جس کا ذکر کشاف میں ہے۔ لیکن مطلب ایک دوسرے کے قریب ہے۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کو منع کیا کہ تم زمین میں فساد نہ کرتے پھرو' پہلے انہیں ظالم فاسق کہا تھا اب گویا مفسد بھی ٹھہرا دیا۔

جو لوگ مفسد نہیں ہوتے انکے لئے آخرت میں اچھائی کا وعدہ ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (قصص: ۸۳)

"وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اسے ان لوگوں کیلئے تیار کر رکھا ہے جو زمین میں ظلم و فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو پرہیز گاروں ہی کا ہے"۔

جس کسی شخص میں ظلم، فسق و فساد جمع ہو جائیں جان لو کہ وہ بنی اسرائیل کی مانند ہے اس کا انجام بھی انہیں کا سا ہوگا۔ (اللھم احفظنا)

موسیٰؑ کا عصا جس سے پتھر کو مارا تھا درخت "آس" کا تھا۔ آدمؑ کے ساتھ جنت سے آیا تھا دس گز لمبا تھا، موسیٰؑ کے قد کے برابر تھا۔ اس کا نام علیق یا بُنعہ تھا۔ بارہ قبیلوں کی تعداد چھ لاکھ تھی انکا پڑاؤ بارہ کوس (۲۰ کلو میٹر تقریباً) ہوتا تھا۔ یہ موسیٰؑ کا بڑا معجزہ ہے کہ ایک چھوٹے سے پتھر سے چھ لاکھ آدمیوں کو پانی ملتا تھا۔ مگر ہمارے رسولِ اکرمؐ کا معجزہ اس سے بھی بڑا ہے کہ دو انگلیوں کے درمیان سے اتنا پانی نکلا کہ ایک جمِ غفیر سیراب ہوا۔

آیت نمبر ۶۱

وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُو بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾

ترجمہ: اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم سے ایک ہی کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا آپ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ ترکاری، ککڑی اور گیہوں، مسور اور پیاز وغیرہ جو نباتات زمین سے اگتی ہیں ہمارے لئے پیدا کرے، موسیٰ نے کہا بھلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے بدلے ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو (اگر یہی چیزیں مطلوب ہیں) تو کسی شہر میں جا اترو وہاں جو مانگتے ہو مل جائے گا اور آخر کار ذلت و رسوائی اور محتاجی و بے نوائی ان پر مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوئے، یہ اس سبب سے ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کر دیتے تھے اور یہ عذاب اس لیے بھی تھا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے آگے بڑھ گئے۔

حسن بصریؒ نے کہا انہیں اپنا پہلا عیش و عشرت یاد آیا' ایک کھانا مَن و سلویٰ کی صورت میں ملتا تھا اس پر صابر نہ ہوئے۔

فوم کو ابن مسعودؓ نے ثوم پڑھا ہے' ثوم کہتے ہیں لہسن کو' سلف کی ایک جماعت ابنِ عباسؓ' مجاہدؒ اور حسنؒ کا بھی یہی قول ہے۔ ث کی جگہ ف کا حرف استعمال ہوا' بعض نے کہا فوم گیہوں (گندم) کو کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے کہا بنی ہاشم کی زبان میں فوم حِنطَۃ کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مجاہدؒ اور عطاءؒ نے کہا فوم سے مراد خبز (روٹی) قدیم لغت میں "فُوّمُوْا" بمعنی "اِخْتَبِزُوْا" (روٹی کھاؤ) آیا ہے۔ جوہری نے بھی فوم کا ترجمہ حِنْطَہ کیا ہے۔ ابن درید نے سُنبلَۃ (خوشہ) گردانا ہے۔ قتادہؓ نے فرمایا جس دانے کی روٹی پکاؤ وہی فوم ہے' بعض کا قول ہے شامی لغت میں فوم چنے کو کہتے ہیں' چنے فروش کو فامی یا فومی کہتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے کہا ایک خیال یہ بھی ہے کہ کھائے جانے والے سب دانے فوم کہلاتے ہیں۔ جس روئیدگی کی بیل نہ چلے اس کو ساگ کہتے ہیں۔ کشاف میں ہے زمین سے جو سبزہ اُگتا ہے اسے بقل بولتے ہیں بنی اسرائیل کی مراد اس سے اچھے پاکیزہ ساگ (سبزیاں) تھے۔ یہ چیزیں اس لئے مانگیں کہ جنگل میں پڑے پڑے اکتا گئے تھے' اس بہانے سے شہر میں جانا چاہا۔ یہ جو فرمایا کہ شہر کو جاؤ یہ بطور اہانت و تذلیل کے تھا۔ اس لئے کہ جنگ میں راستہ مسدود تھا' کسی راستے سے شہر نہ جا سکتے تھے۔ اگر راستہ ڈھونڈ پاتے تو چالیس برس تیہ میں حیران و پریشان زندگی بسر نہ کرتے' یہ بھی ثابت ہوا کہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ اختیار کرنا حماقت و جہالت کی دلیل ہے' ایسی تبدیلی انجام کار نقصان و خسران کا باعث بنتی ہے۔ کتاب و سنت خیرِ محض ہیں رائے و قیاس ادنیٰ ہیں جو لوگ ادنیٰ کو لیتے ہیں خیر کو چھوڑتے ہیں بلندی سے پستی کی طرف آتے ہیں۔

ابن کثیرؒ نے لکھا ہے ذلت' خواری اور محتاجی انکا مقدر بن گئی تھی جس نے ان کو پایا ذلیل و خوار کیا۔ ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ وہ اصحابِ قبالات (جزیہ دینے والے) ہیں۔ یہ انکی ذلت و مسکنت کی دلیل ہے۔ حسن و قتادہ نے کہا وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیتے تھے۔ اللہ نے انکو خوار کر دیا ہے انکی کوئی قوت باقی نہ رہی مسلمانوں کے ہاتھوں پامال ہوئے جب اِس اُمت نے انکو پایا تو وہ مجوس کے جزیہ گزار تھے۔ سدیؒ نے کہا مسکنت سے مراد فاقہ کشی ہے' عطیہ عوفی نے کہا خراج ہے۔ ضحاکؒ نے کہا جزیہ ہے' شوکانی نے کہا یہ جو اللہ نے خبر دی سب زمانوں میں نظر آتی ہے۔ یہود سے زیادہ ذلیل و خوار اور محتاج و فقیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی فرقہ نہیں۔ کسی جگہ کہیں بھی انہیں شوکت و جمعیت نہ ملی۔ ہر زمانے میں جہاں رہے غلاموں کی طرح رہے۔ اتفاقاً اگر ان میں کوئی مالدار بھی ہوتا ہے تو وہ محتاجی و فقیری ظاہر کرتا ہے تاکہ اس کے مال میں کسی کو طمع نہ ہو۔ خواہ اس طرح کہ ان پر جزیہ بڑھا دے یا اس طرح کہ بطور ظلم انکا مال چھین لے' غرضیکہ ساری قوموں میں ان سے بڑھ کر نہ کوئی ذلیل ہے اور نہ مال کا حریص۔ گویا سب کے سب فقراء و گدا ہیں اگرچہ آسودہ حال کیوں نہ ہوں۔

ضحاکؒ نے کہا "بَآءُوا بِغَضَبٍ" کا مطلب ہے کہ اللہ کے غضب کے مستحق ٹھہرے یہ سزا انہیں اس لئے ہوئی کہ انہوں نے اتباعِ حق سے تکبر کیا' اللہ کی آیتوں کا انکار کیا' انبیاء کو معہ انکے پیروکاروں کے خوار کیا حتی کہ انہیں قتل کر دیا اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا۔ حدیث میں ہے۔ کبر کہتے ہیں ردِ حق اور انسانی تحقیر کو۔ یعنی اپنے آپ کو بڑا ٹھہرانا' اوروں کو ذلیل سمجھنا اور حق کا انکار کرنا بنی اسرائیل نے جب یہ کام کئے اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا' دنیا میں ذلیل و خوار کیا۔ ابن مسعودؓ کا فرمان ہے بنی اسرائیل ایک ایک دن میں اول وقت میں تین تین سو انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ تیسرے پہر کو سبزی ترکاری کا کاروبار کرتے۔ شعیاء' زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو انہیں نے قتل کیا' حدیثِ ابن مسعودؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس آدمی کو ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا وہ گمراہی میں امام مانا جاتا تھا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے' عصیان کہتے ہیں منع کئے گئے کام کو کرنا اور اعتداء کہتے ہیں حد سے آگے بڑھ جانے کو۔ اس قوم میں یہ دونوں وصف تھے۔

آیت نمبر ۶۲

إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَٱلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلنَّصَٰرَىٰ وَٱلصَّٰبِـِٔينَ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾

ترجمہ: بے شک جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست (یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو انکو انکے اعمال کا اللہ کے ہاں صلہ ملے گا (اور قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

اجر و ثواب کسی خاص فرقے کیلئے موقوف نہیں بلکہ اللہ پر یقین لانا اور نیک عمل کرنا شرط

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' جس آدمی نے جس دور اور جس زمانے میں اور جہاں نیک عمل کیا اس نے ثواب پایا۔
بنی اسرائیل کو گھمنڈ تھا کہ وہ پیغمبروں کی اولاد ہیں اور ہر طرح اللہ کے قریب ہیں۔
"نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ"

حضرت موسیٰ کی امت یہود کہلاتی ہے۔ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی امت کا نام ہے اور صائبین ایک فرقہ تھا جو حضرت ابراہیم کو مانتا تھا۔ ابن کثیرؒ کہتے ہیں اللہ نے اس فرقے کا حال بیان کر دیا جس نے اللہ کی نافرمانی کی' زواجر کا مرتکب ہوا۔ محارم کو جائز قرار دیا تو اس بات پر آگاہ کیا گیا کہ گزشتہ امتوں میں سے جنھوں نے نیک عمل کئے انکو اچھا بدلہ ملے گا۔ یہی حکم تا قیام قیامت قائم ہے۔ جو بھی نبی اکرمؐ کی اتباع کرے گا اس کے لئے سعادتِ ابدی ہے نہ اس کو آئندہ کچھ ڈر ہے اور نہ کسی چیز کے فوت ہو جانے پر کچھ غم ہے۔

أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ (یونس: ۶۲)

ترجمہ: جان لو جو اللہ کے دوست ہیں انکو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ
ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ
ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَ ۝٣٠ (حم السجدہ: ۳۰)

ترجمہ: جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے
ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو
اور جس جنت کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے اسکی خوشی مناؤ۔

حضرت سلمانؓ نے رسول اکرمؐ سے ان لوگوں کے دین کے بارے میں پوچھا جن کے وہ ہمراہ رہتے تھے اور انکی نماز و عبادت کا ذکر بھی کیا تو اس پر یہ آیت اتری (ابن حاتم نے اسکو روایت کیا ہے) سدیؒ نے فرمایا یہ آیت حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ یہودیوں کا ایمان تھا کہ سنتِ موسوی اور تورات کی پیروی لازمی ہے۔ جب عیسیٰؑ آئے تو جس کسی نے تورات اور سنتِ موسوی کو چھوڑ کر انکا اتباع نہ کیا وہ ہلاک ہوا۔

نصاریٰ کا ایمان تھا کہ انجیل اور حضرت عیسیٰؑ کی شریعت پر عمل ہونا چاہیے مگر جب رسول اکرمؐ تشریف لائے تو جس کسی نے انجیل اور عیسوی شریعت چھوڑ کر آپ کا اتباع نہ کیا وہ ہلاک ہوا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اس کے بعد یہ آیت اتری

وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقۡبَلَ مِنۡهُ وَهُوَ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ مِنَ ٱلۡخَٰسِرِينَ
(آل عمران: ۸۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا"۔

ثابت ہوا کہ کسی شخص سے کوئی عمل یا طریقہ مقبول نہیں ہے جب تک کہ وہ رسول اکرمؐ کی شریعت کے موافق نہ ہو۔ ہاں آپ کی بعثت سے پہلے جس نے اپنے زمانے کے رسولؑ کا اتباع کیا وہ طریقِ ہدایت اور سبیلِ نجات پر تھا اس آیت میں فقط اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔ رسولؐ کا ذکر نہیں ۔ یہ اس لیے کہ اتباعِ رسولؐ کے بغیر کوئی شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لا سکتا۔

اللہ پر وہی آدمی ایمان لائے گا جو پہلے رسولؐ پر ایمان لا چکا ہوگا۔ بعض نے کہا "اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا" سے مراد منافقین ہیں اس لیے کہ ان کا ذکر ان تینوں فرقوں کے ساتھ کیا گیا ہے اولیٰ یہی ہے کہ یہاں اٰمَنُوا سے مراد سچے مومنین ہی ہیں۔ گویا اللہ نے اس امت اور پہلی امتوں کا حال بیان فرمایا ہے کہ مرجع ان سب کا اسی ایک حکم کی طرف ہے کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں اور عملِ صالح کریں ایمان سے مراد وہی ہے جو حدیثِ جبرائیل میں آیا ہے۔

ان تومن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر و تو من بالقدر خیرہ وشرہ

سو ایمان اسی کو ملتا ہے جو ملتِ اسلامیہ میں داخل ہوتا ہے جو رسول پر ایمان نہ لایا، قرآن کو نہ مانا وہ ہرگز مومن نہیں ہے۔

جس نے ان دونوں کو نہ مانا وہ مسلمان ایمان دار ہوا نہ یہودی رہا نہ نصرانی نہ مجوسی۔ "یہود" یہوذ بن یعقوبؑ کی اولاد کو کہتے ہیں۔ "ذال" "دال" میں بدل گئی ہے یا تَہَوَّدَ سے مشتق ہے تہود کا معنی توبہ کرنا ہے جیسے قرآن میں ہے "اِنَّا ھُدْنَا اِلَیْکَ" اَیْ تُبْنَا یا تہود کہتے ہیں ہلنے کو یہودی توراۃ کی تلاوت کے وقت ہلتے تھے جس طرح بچے مکتب میں سبق پڑھتے وقت ہلا کرتے ہیں۔ جب عیسیٰؑ آئے تو ان پر انکی تابعداری واجب ہوئی جنہوں نے انکا دین قبول کیا وہ نصاریٰ کہلائے انہیں انصار بھی کہتے ہیں۔ جیسے قرآن میں ہے

قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

یا اس لیے نصاریٰ کہلائے کہ ناصرہ نامی بستی میں آکر آباد ہوئے۔ پس جب رسولِ اکرمؐ تشریف لائے تو تمام بنی آدم جو رسولؐ بن کر آئے ان پر انکی تصدیق فرض ہوئی جنہوں نے آپ کو مانا وہ سچے مومن کہلائے۔ امت محمدیہؐ کا نام مومنین ٹھہرا اس لئے کہ اس امت کا ایمان زیادہ ہے، تصدیق نہایت شدید ہے کیونکہ یہ سارے پہلے انبیاء پر ایمان لائے ہیں آئندہ کے غیوب پر یقین رکھتے ہیں۔

جہاں تک صائبین کا معاملہ ہے وہ یہود و نصاریٰ اور مجوس کے اندر ہی ایک گروہ تھا ان کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی دین نہیں تھا' لامذہب تھے ایک جماعتِ سلف کا قول ہے وہ اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے تھے اسی لئے امام ابو حنیفہؒ اور اسحقؒ کہتے ہیں انکا ذبیحہ حلال ہے' انکی عورتوں سے نکاح درست ہے' حسنؒ نے کہا یہ مجوس کی طرح تھے۔ دوسرا خیال یہ بھی ہے کہ یہ فرشتوں کو پوجتے تھے' زیادؒ نے کہا وہ قبلہ رو ہو کر پنجگانہ نماز پڑھتے تھے۔

ابو الزناد نے کہا عراق کے متصل بستی "کوثی" میں رہتے تھے' سب نبیوں کو مانتے تھے' تیس روزے رکھتے' یمن کی طرف منہ کر کے نماز پنجگانہ پڑھتے۔ وہب بن منبہؒ نے کہا صابی وہ شخص ہے جو نہ موحد ہو' نہ کفر کرے اور نہ کسی شریعت پر چلے۔ ابن زید نے کہا کہ جزیرہ موصل میں رہنے والوں کا دین تھا۔ "کلمہ لاالٰہ الا اللہ" کہتے نہ عمل کرتے نہ کسی کتاب پر ایمان لاتے نہ رسول کو مانتے فقط یہی کلمہ کہتے۔ اسی لئے مشرکوں نے صحابہؓ کو صائبین کہہ دیا تھا۔ خلیلؒ نے کہا وہ ایک فرقہ تھا انکا دین نصاریٰ سے ملتا جلتا تھا۔ انکا قبلہ بادِ جنوب کی طرف تھا ان کو یہ گمان تھا کہ "حضرت نوحؑ" کے دین پر ہیں۔ مجاہدؒ نے فرمایا انکا دین یہود اور مجوس سے مل کر بنا ہے اس لئے نہ انکا ذبیحہ جائز ہے اور نہ نکاح کرنا۔ قرطبیؒ نے فرمایا وہ مُوحد تھے مگر ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے۔ ستاروں کو فاعل مانتے تھے اس لئے خلیفہ قادر باللہ کے استفسار پر ابو سعید اصطخری نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ رازیؒ کا مذہب یہ ہے کہ یہ ستارہ پرست تھے ان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ نے ستاروں کو قبلۂ عبادت و دعا ٹھہرایا ہے یا اس دنیا کی تدبیر ان کو سونپی ہے پھر کہا یہ قول کشرانیین کی طرف منسوب ہے جن کے ردوابطال کیلئے حضرت ابراہیمؑ آئے تھے۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں سب سے زیادہ ترجیحی قول مجاہدؒ و ابن منبہؒ کا ہے کہ وہ نہ یہود و نصاریٰ کے دین پر تھے نہ مجوس و مشرکین کے دین پر بلکہ اپنی فطرت پر باقی تھے۔ ان کا کوئی دین نہ تھا اس لئے مشرک لوگ مسلمانوں کو صابی کہتے تھے۔ یعنی سارے اہل ارض کے سب اَدیان سے باہر اور مختلف

ع ہم طرزِ جُنوں اور ہی ایجاد کریں گے

بعض علماء کا خیال ہے کہ صائبین وہ ہیں جنہیں کسی نبیؑ کی دعوت نہیں پہنچی بعض نے کہا وہ صابی بن شیث بن آدم کے دین پر تھے (واللہ اعلم)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

شیخ الحدیث مفتی محمد عبدہ الفلاح

امام بخاریؒ اور الجامع الصحیح

حضرت مولانا مفتی محمد عبدہ الفلاح صاحب کی شخصیت جماعتی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ اکابر علماء میں سے ہیں۔ آپ نے جہاں قریباً نصف صدی وطن عزیز کے اہم جامعات و مدارس کو اپنی تدریسی خدمات سے سرفراز فرمایا وہاں آپ کی تصنیفی و تالیفی خدمات بھی ملت کے علمی سرمائے میں گرانقدر اضافے کا موجب بنیں۔ پاکستان بھر میں آپ کے فیض یافتہ علماء کی ایک بڑی تعداد دینی خدمات میں مصروف ہے۔ تدریس کے میدان میں تو آپ یگانہ روزگار شخصیت ہیں۔ دورانِ تعلیم مشکل سے مشکل عبارتوں اور مسائل کو عام فہم انداز میں حل کردینا آپ کی تدریس کا امتیازی وصف رہا ہے۔ آپ معروف مدارس میں سالہا سال تک شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے ہیں۔

تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ تصنیف و تحقیق کے میدان میں آپ کے رشحاتِ فکر علم و تحقیق کے شائقین کی الجھنوں کو رفع کرنے کا باعث بنتے رہے۔ حضرت کی بڑی تصانیف میں قرآن کریم کی تفسیر موسوم باشرف الحواشی اور امام راغب کی المفردات کا اردو ترجمہ مع حواشی شامل ہیں۔ کتاب احکام الجنائز میں آپ نے مسائل جنازہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ علم حدیث سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔ آپ کی تحریر محققانہ اسلوب میں ڈھلی ہوئی ہے۔ فن حدیث میں آپ نے گرانقدر تصنیفی خدمات بھی انجام دی ہیں جن میں مراسیل ابی داؤد کو مسند بنا کر اسکی تخریج و تحقیق بھی شامل ہے۔ موجودہ دور میں ذوق حدیث روبہ زوال ہے۔ ان حالات میں آپ جیسے استاذ علم کی نگارشات علماء و طلباء کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں۔

زیر نظر مضمون موصوف کا طویل و عریض مقالہ ہے جو امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری کی علمی زندگی کے تعارف اور ان کی جامع صحیح سے متعلقہ علمی مباحث کا خزانہ ہے۔ امید ہے قارئین محدث اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

(ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرة بن بروزبہ ا البخاری

۱۹۴ھ ---------------------- ۲۵۶ھ

ان اوراق میں ہم اولاً" امام المحدثین کی علمی زندگی کا مختصر سا خاکہ پیش کریں گے۔ اس کے بعد "الجامع الصحیح" کا تعارف' اس کی فنی اور فقہی اہمیت کو واضح کریں گے۔ فقہاء و افاضل کی نظر میں اس کی قدر و قیمت کیا ہے؟ یہ مقالہ "الجامع الصحیح" کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہوگا اور اس کی دراست میں علمی فوائد کو موضوعِ بحث بنایا جائے گا۔

امام بخاری کی علمی زندگی

تمام مآخذ اور مراجع اس پر متفق ہیں کہ امام بخاری ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ امام المحدثین کے والد گرامی امام اسماعیل بن ابراہیم ممتاز محدث اور صاحب اِسناد تھے انہوں نے امام مالکؒ سے حدیث کا سماع کیا حماد بن زید سے شرف روایت حاصل ہوا اور امام عبداللہ بن مبارک کے ساتھ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کی نسبت حاصل کی۲۔ ابن حبان کتاب الثقات میں لکھتے ہیں اور ابن ابی حاتم وراق البخاری نے بھی "کتاب شمائل البخاری" میں تصریح کی ہے:

إسماعيلُ بنُ ابراهيمَ والد البُخاريِّ يَروِى عَنْ حَمادِ بْنِ زَيدٍ وَ مالكٍ وَ رَوٰى عَنهُ العِراقيونَ

حافظ ابن حجر اس پر اضافہ کرتے ہیں: ۳۔

روىٰ عنه يحيى بن جعفر البيكندى وغيره

"آپ سے یحییٰ بن جعفر بیکندی وغیرہ نے روایت کی ہے"

یہ یحیی بن جعفر امام عبدالرزاق کے تلامذہ سے تھے اور انہوں نے امام عبدالرزاق کی کتابیں جمع کی تھیں۔ امام بخاری نے امام عبدالرزاق کی کتابیں انہی سے حاصل کی تھیں۔ مشہور ہے کہ جب امام بخاری نے بصرہ سے یمن جانے کا ارادہ کیا تاکہ عبدالرزاق سے سماع کریں تو بیکندی نے امام بخاری کو بتایا کہ عبدالرزاق فوت ہوچکے ہیں اس پر امام بخاری نے

۱۔ كذا فى تهذيب الاسماء ۱/۶۷/۱ و معناه الزراع وفى وفيات الاعيان ۴/۱۹۰: وقيل بَرْدِزْبَهْ أوْبَرْدِذْبَهْ اسلم المغيرة على يدى اليمان الجعفى حاكم بخارى و كان مجوسيا و طلب اسماعيل بن ابرهيم العلم قال الخطيب (۶/۲) "وكان هذا هو ابوجد عبدالله بن محمد المسندى"

۲۔ التاريخ الكبير ۱/۳۴۲' هدى السارى ص ۴۷۷' طبقات المفسرين للداؤدى ۲/۱۰۱

۳۔ التهذيب ج ۱ ص ۲۷۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یمن کا سفر چھوڑ دیا حالانکہ امام عبدالرزاق زندہ تھے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

یحیٰ بن جعفر فی نفسہٖ ثقہ ہیں ان کو غلط خبر پہنچی تھی جو انہوں نے شائع ۴۔ کر دی۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری "سیرت بخاری" صفحہ نمبر ۴۱ میں مزید لکھتے ہیں:

"اھل عراق، احمد بن حفص اور نصر بن الحسین وغیرھا اسماعیل کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں"۔

الغرض امام بخاری کو خاندانی طور پر علمی شرف حاصل تھا۔ باپ بیٹا دونوں نامور محدث تھے اور امام بخاری نے مال کے ساتھ علم بھی ورثہ میں پایا تھا۔ عبداللہ بن المبارک اور وکیع کی کتابیں اور جامع سفیان ثوریؒ وغیرہ جیسی کتب امام بخاری کے خاندانی کتب خانہ میں موجود ۵۔ تھیں، جو تحصیل حدیث میں ان کے لئے معاون ثابت ہوئیں۔ علامہ قسطلانی اسی خاندانی ورثہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقد ربی فی حجر العلم حتی ربی وارتضع ثدی الفضل فکان فطامه علی هذا اللباء

"پس آپ نے علم کی گود میں نشوونما پائی حتی کہ آپ کی رضاعت اور پرورش علم و فضل میں ہوئی اور دودھ چھڑانے کا زمانہ بھی اسی کمیں پر گزرا" ۶۔

علم حدیث کا سماع

دس سال کی عمر میں ہی حفظ حدیث کا شوق دامن گیر ہوگیا۔ چنانچہ کُتّاب (مکتب) سے نکل کر بخارا اور اس کے اطراف و اکناف میں محدثین کی مجالس حدیث میں شریک ہونا شروع کر دیا۔ بخارا میں اس وقت محمد بن سلام البیکندی (۲۲۵ھ)، محمد بن یوسف البیکندی، عبداللہ بن محمد المسندی (م ۲۲۹ھ)، ابراھیم بن اشعث اور علامہ داخلی ۷۔ کے حلقاتِ دروس قائم تھے۔ امام بخاری نے ان شیوخ سے سماع حدیث کیا اور سب سے پہلا سماع علامہ داخلی سے ۲۰۳ یا ۲۰۵ھ میں ہے۔ امام بخاری کے شیخ اول علامہ داخلی کا نام ۹۔ تو معلوم نہیں ہوسکا البتہ ان کے حلقہ درس میں امام بخاری کی علمی دلچسپیوں کے بعض واقعات مراجع میں ملتے ہیں۔

۵۔ تاریخ بغداد ۱۱/۲ ۴۔ تہذیب ص مذکور

۶۔ مقدمہ قسطلانی

۷۔ قال الحافظ ابن حجر لم اقف علی اسمه ولم یذکر ابن السمعانی ولا الرشاطی هذه النسبه واظن انها نسبته الی "المدینه الداخله" بنیشاپور واللہ اعلم التغلیق ج ۵ صفحہ ۵۸۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ داخلی جو بخارا میں اس وقت بڑے پایہ کے محدث تھے اور ان کی درسگاہ بڑی پُر رونق اور مشہور تھی، حسب معمول درس دے رہے تھے کہ انہوں نے ایک حدیث کی سند یوں بیان کی: "سفیان عن ابی الزبیر عن ابرٰھیم الخ" اس پر امام بخاری نے عرض کی "اِن ابا الزبیر لم یرو عن ابرھیم" یعنی سند میں توھّم ہے۔ اس پر شیخ جھلائے، پہلے تو برھم ہوئے مگر جب دوبارہ سنجیدگی سے وضاحت کی کہ اگر آپ کے پاس اصل ہے تو اس کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اصل کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ امام بخاری ٹھیک کہہ رہے ہیں اور اپنی اس غلطی پر متنبہ ہوگئے اور امام بخاری سے سند دریافت کی۔ امام بخاری نے اصل سند بیان کی "الزبیر وھو ابن عدی عن ابرٰھیم" تو اس کے مطابق استاذ نے اپنے اصل کو درست کرلیا۔امام بخاری کا بیان ہے کہ اس وقت میری عمر دس برس کی تھی۔ ۸؎

امام بخاریؒ کے وَرّاق ابن ابی حاتم نے امام بخاری کی زبانی ایک دوسرا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے

کان شیخ یمرّ بنا فی مجلس الداخلی فاخبرہ بالاحادیث الصحیحۃ مما یعرض علیّ وآخبرہ بقولھم فاذا ھو یقول یوماً یا ابا عبداللہ! رئیسنا فی «ابوجاد» وقال بلغنی آن ابا عبداللہ شرب دواء الحفظ یقال له «بلاذر» فقلت له یوماً خلوةً: ھل من دواء یشرب الرجل فینفع به الحفظ فقال لا اعلم، ثم اقبل علیّ وقال لا اعلم شیئا انفع للحفظ من نھمة الرجل ومدا ومته النظر

"شیخ ـــ امام داخلیؒ کی مجلس میں ہمارے پاس سے گزرا کرتے تھے۔ تو انہوں نے اِن کو اُن صحیح حدیثوں کے بارے میں بتایا جو مجھ پر پیش کی جاتی تھیں۔ اور اِن کو اُن کے قول کی بھی خبر دی کہ اُن کو ایک دن کہہ رہے تھے اے ابو عبداللہ جو ہمارا رئیس ابو جاد میں ہے ان سے کہا۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابو عبداللہ نے حافظے کے لیے دوائی بھی لی ہے جس کو "بلاذر" کہا جاتا ہے۔ میں نے انہیں ایک دن خلوت میں کہا۔ کیا کوئی ایسی دوائی ہے جسکے پینے سے آدمی کے حافظے کو نفع پہنچتا ہے تو کہنے لگے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں حافظے کے لیے آدمی کے شوق اور اس کے ہمیشہ غور و فکر سے زیادہ نفع والی چیز کوئی نہیں جانتا" ۱۰؎

۸؎ مقدمہ فتح الباری

۱۰؎ مقدمہ فتح الباری و تاریخ بغداد والنبلا ۱۲۵/۳۹۲ وفیہ المراجع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ داخلی کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی بخاری نے فنون حدیث کا وافر ذخیرہ جمع کیا، خاص طور پر علامہ بیکندی (محمد بن سلام) جو بڑے پایہ کے محدث تھے اور وہ امام بخاری کی ذہانت و فطانت سے بہت متاثر تھے حتی کہ امام بخاری کی موجودگی میں حدیث بیان کرنے سے خوف کھاتے۔ بعض شیوخ نے بیان کیا ہے کہ اس دور میں امام بخاری نے سولہ سال کی عمر تک ستّر ہزار احادیث حفظ کرلی تھیں۔

علاوہ ازیں امام بخاری اسی نو عمری کے زمانہ میں فقہاء اہل الرائے کی مجالس میں بھی چکر لگاتے رہے۔ وراق کا بیان ہے کہ امام بخاری نے فرمایا:

اختلف الی الفقهاء بمرو وانا صبی حتی حفظت کتب ابن المبارک ووکیع و عرفت کلام هٰؤلاء یعنی اهل الرائی ۔۱۱

"میں مرو میں بچپن سے ہی فقہاء کی طرف آیا جایا کرتا تھا یہاں تک میں نے ابن المبارک اور وکیع کی کتابوں کو حفظ کر لیا۔ اور اہلِ رائے کی کلام کو بھی سمجھ لیا"۔

رحلاتِ علمیہ

الغرض جب امام بخاری سولہ سال کی عمر کو پہنچے اور بخارا اور اس کے اطراف و اکناف سے علم حدیث جمع کرلیا تو ۲۱۰ھ میں اپنی والدہ محترمہ اور اپنے بھائی احمد بن اسماعیل کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے لئے، حجاز کو روانہ ہوئے اور حج سے فراغت کے بعد والدہ محترمہ اور بھائی تو واپس چلے آئے اور امام موصوف طلب علم کے لئے حجاز ہی ٹھہر گئے۔

امام بخاری اس سے قبل عرصہ چھ سال نیشاپور اور اس کے نواح میں طلب علم کے لئے سفر کرچکے جو ان کی "رحلاتِ قدیمہ" کے نام سے مشہور ہیں ۱۲۔ اور ہم ان کو داخلی رحلات بھی کہہ سکتے ہیں۔ اب محدثین کے طریق پر سماع حدیث کے لئے مراکز اسلامی حجاز، عراق، شام اور مصر کی طرف رحلات کا آغاز کیا تاکہ ان بلاد اسلامیہ کے مشائخ حدیث سے حدیث کا سماع اور اس کی کتابت کی جائے۔

محدثین کی رحلاتِ علمیہ بہت سے فوائد کا موجب بنیں۔ اول یہ کہ مختلف بلاد میں حدیث کا منتشر ذخیرہ یکجا ہوتا گیا۔ محدثین اگر صعوباتِ سفر اٹھا کر حدیث جمع نہ کرتے تو حدیث کا ضیاع یقینی ہو جاتا۔ دوم یہ کہ رحلات سے مختلف مراکزِ حدیث کا بھی علم ہوتا گیا اور ہر مرکز میں مشائخ حدیث تاریخ میں مدوّن ہوتے گئے اور تحریکِ اہلحدیث کی تاریخِ تدوین

۱۱۔ مقدمہ فتح الباری صفحہ مذکور

۱۲۔ تاریخ بغداد ۲/۷، تہذیب الکمال ۱۱۶۹، طبقات للسبکی ۲/۲۱۶، مقدمہ الفتح ۴۷۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سہولت پیدا ہوگئی نیز علو اسناد کے حصول میں مدد ملی۔

چنانچہ امام بخاری بھی ان رحلات میں علو اسناد سے مشرف ہوئے اور اس علو کا حال یہ ہے کہ آپ کے بعض شیوخ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے ہم طبقہ نظر آتے ہیں مثلاً" محمد بن عبداللہ انصاری' ابونعیم' علی بن عیاش' عبیداللہ بن موسیٰ' خلاّد بن یحی اور عصام بن خالد وہ شیوخ ہیں کہ ان کے صحابہ تک صرف دو یا تین واسطے ہیں اور امام مکی بن ابرھیم کی ثلاثیات تو مشہور و معروف ہی ہیں۔

الغرض سب سے پہلے آپ نے حجاز کی طرف رحلت (سفر) کی جو علوم اسلامیہ کا مرکز اول ہے جبکہ آپ کی عمر سولہ سال کی تھی اور ابن مبارک اور وکیع کی کتابوں کو حفظ کرچکے تھے جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں اور پھر فقہ اہل الرئے پر بھی کامل دسترس حاصل ہوچکی تھی۔ امام بخاری خود ہی اس حجازی سفر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لقیت اکثر من اَلفا شیخ من اھل الحجاز مکة و المدینة
والبصرة وواسط و بغداد و الشام

"میں نے اہل حجاز' مکہ' مدینہ' بصرہ' واسط' بغداد اور شام کے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے ملاقات کی"

اور پھر اپنے سفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں شام اور جزیرہ گیا اور دو مرتبہ مصر پہنچا اور چار مرتبہ بصرہ اور پورے چھ سال حجاز میں اقامت کی اور پھر محدثین خراسان کے ساتھ کتنی مرتبہ کوفہ اور بغداد میں پہنچا۔ ۱۳

رحلتِ جزیرہ

حافظ ابن حجر نے تو جزیرہ کی طرف سفر کا ذکر کیا ہے اور تاریخ ابن عساکر' تاریخ حاکم اور طبقات سبکی میں بھی جزیرہ کی طرف سفر کا ذکر ملتا ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ جزیرہ جاکر احمد بن عبدالملک بن واقد الحرانی' احمد بن ولید الحرانی' اسماعیل بن زرارۃ الرقی اور عمر بن خالد سے سماع کیا۔ لیکن علامہ المزی لکھتے ہیں کہ یہ توہّم ہے کیونکہ امام بخاری نے جزیرہ پہنچ کر مذکورہ شیوخ سے سماع نہیں کیا بلکہ احمد بن ولید سے تو امام بخاری نے بالواسطہ روایت کی ہے۔ اسی طرح ابن زرارہ سے بھی سماع حاصل نہیں البتہ اسماعیل بن عبداللہ سے روایت کی

۱۳۔ ھدی الساری ۴۷۸ و النبلاء ۱۲/۳۹۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تاہم یہ دراصل اسماعیل بن ابی اویس ہیں اور ابن واقد سے بغداد میں سماع کیا ہے اور عمرو بن خالد سے مصر میں۔ ۱۴ھ

پھر جن ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) شیوخ سے امام بخاری نے حدیث لکھی، ان کے مسلک کے متعلق خود امام موصوف فرماتے ہیں:

کتبت عن الف و ثمانین لیس فیہم الا صاحبُ

حدیث ولم اکتب الا من قال: الایمان قول و عمل

"اور ایک ہزار انہی شیوخ سے حدیث لکھی جو سارے اصحابِ حدیث تھے اور جن کا یہ اعتقاد تھا کہ "ایمان قول اور عمل کا نام ہے"

اور دوسری روایت میں ہے: ۱۵ھ کتبت عن الف شیخ من العلماء و زیادۃ و لیس عندی حدیث الا اذکر اسنادہ —

"میں نے ایک ہزار سے زائد علماء سے حدیث نقل کی ہے اور میرے پاس ایسی کوئی حدیث نہیں جسکی سند مجھے یاد نہ ہو"

مزید امام بخاری کے وراق کا بیان ہے:

پھر جب میں بلخ گیا تو لوگوں نے املاء کی درخواست کی چنانچہ میں نے ایک ہزار شیخ سے ایک ہزار حدیث لکھوائی یعنی ہر ایک سے ایک حدیث، گویا یہ امام بخاری کی معجم تھی۔ ۱۶ھ

نیز اپنے شیوخ کے متعلق فرماتے ہیں:

میرے شیوخ میں معتد بہ حصہ ان شیوخ کا ہے جو سماعِ قدیم اور علوِ اسناد کے ساتھ متصف تھے۔

امام حاکم نے ایسے شیوخ کی تعداد نوّے بتائی ہے اور بلا ستیعاب ان کی فہرست دی ہے اور امام نوویؒ نے امام حاکم کی دی ہوئی فہرست "تہذیب الاسماء" میں مکمل طور پر نقل کردی ہے ۱۷ھ - اس فہرست میں اس دور کے کبار آئمہ محدثین شامل ہیں۔ ہم چند کے نام بطور مثال ذکر کرتے ہیں۔

(۱) مکی بن ابرھیم (۲۱۵ھ)

۱۴ھ راجع ھوامش النبلاء ذہبی نبہ علی ذالک المزی فیما رأیتہ بخطہ

۱۵ھ تہذیب ۹/۴۹، تاریخ بغداد ۲/۲۳ - ۲۷

۱۶ھ النبلاء ۱۲/۳۹۵ ۱۷ھ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۷۱ - ۷۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)	عبداللہ بن موسیٰ العبسی	(۲۱۳ھ)
(۳)	محمد بن یوسف الفریابی	(۲۱۲ھ)
(۴)	اسحاق بن راھویہ	(۲۳۸ھ)
(۵)	ابوبکر الحمیدی	(۲۱۹ھ)
(۶)	امام احمد بن حنبل	(۲۴۱ھ)
(۷)	امام العصر علی بن المدینی	(۲۳۴ھ)

حجازی رحلت میں جن سے استفادہ کیا ان میں ابوالولید احمد الازرقی (صاحب تاریخ مکہ) اور علامہ الحمیدی صاحبُ المسند معروف ہیں۔ آپ ۲۱۲ھ کو مدینہ النبی وارد ہوئے اور مسجد میں چاندنی راتوں میں "التاریخ الکبیر" کا مسودہ تیار کیا اور حجاز کے سفر میں آپ نے سب سے پہلی کتاب "قضایا الصحابہ" مدون کی۔

بصرہ میں عاصم النبیل' حافظ ابوالولید الطیالسی وغیرھما سے احادیث کی روایت اخذ کی۔ الغرض جملہ بلاد اسلامیہ کا چکر لگایا۔ بغدادی لکھتے ہیں

رحل البخاری الی محدثی الامصار و کتب عنھم

"امام بخاری نے محدثینِ امصار کی طرف سفر کیا اور ان سے حدیث لکھی"

کتابتِ حدیث کا طریق

امام بخاری کتابت حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ۱۸؎

لم تکن کتابتی للحدیث کما کتب ھٰؤلاء، کنت اذا کتبت عن رجل سألته عن اسمه وکنیته ونسبه وعلة الحدیث ان کان الرجل فھما، فان لم تکن مسالته ان یخرج الی اصله ونسخته واما الآخرون فلایبالون ما یکتبون ولا کیف یکتبون ــ

"میرا حدیث لکھنا عام لوگوں کی طرح نہیں تھا۔ کیونکہ جب میں کسی آدمی سے حدیث لکھتا تو اس سے اس کے نام اور اس کی کنیت اور نسب کے بارے میں سوال کرتا اور اگر آدمی ذوفہم ہوتا تو حدیث کی علت کے بارے میں بھی سوال کرتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس سے مطالبہ کرتا کہ اسکے اصل نسخہ کو میرے سامنے پیش کر دے۔ باقی رہے دوسرے لوگ تو وہ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ کیا لکھتے ہیں اور کیسے لکھتے ہیں"۔

۱۸؎ التعلیق ج ۵ ص ۳۸۹' النبلاء ۱۲/۴۰۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عباس دوریؒ کا بیان ہے

"میں نے محمد بن اسماعیلؒ سے بہتر کسی طالبِ حدیث کو نہیں دیکھا۔ وہ کوئی اصل اور فرع نہ چھوڑتے مگر اس تک پہنچ جاتے پھر دوریؒ ہمیں مخاطب کرکے کہتے

لا تدعوا من کلامه شیئا الا کتبتموه ۱۹

کہ ان کی ہر بات نوٹ کرتے جاؤ۔

شیوخِ بخاری کے مراتب

علماء نے امام بخاری کے شیوخ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

(الف) طبقہ اعلیٰ یعنی وہ شیوخ جنہوں نے تابعین سے حدیث روایت کی ہیں۔ ان میں ابو عاصم النبیلؒ (۲۱۲ھ)' مکی بن ابراھیم (۲۱۴ھ)' محمد بن عبداللہ انصاری (۲۱۵ھ)' عبید اللہ بن موسیٰ بذام العبسی (۲۱۳ھ)' ابو نعیم الملائی (۲۱۸ھ) اور ابوالمغیرۃ وغیرھم شامل ہیں۔

(ب) وہ شیوخ جو اوزاعی' ابن ابی ذئب' شعبہ' ثوری اور شعیب بن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ مثلاً" ایوب بن سلیمان (۲۲۴ھ)' حجاج بن منہال (۲۱۷ھ) اور آدم بن ابی ایاس الخراسانیؒ (۲۲۰ھ) وغیرھم شامل ہیں۔

(ج) وہ شیوخ جو امام مالک' امام اللیث' حماد بن زید اور ابی عوانہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ اس تیسرے طبقہ میں احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)' اسحاق بن راھویہ (۲۳۸ھ)' یحیٰ بن معین (۲۳۳ھ)' اور علی بن عبداللہ بن جعفر (۲۳۴ھ) وغیرھم شمار ہوتے ہیں۔

(د) اس طبقہ کے شیوخ میں ابن المبارک' ابن عیینہ' ابن وھب اور ولید بن مسلم کے اصحاب شامل ہیں۔

(ھ) جو امام بخاری کے ہم عصر بھی ہیں مثلاً" محمد بن یحیٰ الذھلی (۲۵۸ھ)' ابو حاتم رازی' عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (۲۵۵ھ) وغیرھم اور ان میں وہ بھی شامل ہیں جو سنّ و اسناد کے اعتبار سے امام بخاری کے تلامذہ کے برابر تھے ۲۰۔ اور شیوخ کا یہ طبقہ وہ ہے جن سے امام بخاری نے مستقل طور پر ان کی مجالس میں حدیث حاصل نہیں کی بلکہ اصل شیخ کی مجلس میں کوئی حدیث رہ گئی تو ان سے اخذ کرلی۔ شیوخ کے اس طبقہ کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

۱۹۔ ایضاً" النبلاء

۲۰۔ تاریخ بغداد ۲/۳۳' مقدمہ الفتح ج ۲ ص ۲۵۱' سیرۃ النعمان وسیرۃ البخاری ص ۳۱۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفقاءه فی الطلب ومن سمع قبله قلیلاً کمحمد بن یحیی الذهلی وغیره

"آپؒ کے طلبِ حدیث کے رفقاء اور وہ جنھوں نے آپ سے تھوڑی دیر قبل پہلے سماع کیا جس طرح محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہ"۔

جُملہ معترضہ

علامہ شبلی "سیرۃ النعمان" میں لکھتے ہیں کہ امام ذہلیؒ نے امام بخاری کو "لفظی بالقرآن مخلوق" کی وجہ سے اپنی مجلس سے نکال دیا تھا' حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ کیونکہ امام بخاری جب ان کے تلامذہ سے ہی نہیں تھے جو باقاعدہ مجلس میں بیٹھتے تو پھر نکال دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ امام ذہلی نے جب یہ اعلان کرایا کہ جو شخص "لفظی بالقرآن مخلوق" کا قائل ہے وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو تو امام مسلم سخت بَر انگیختہ ہو کر ذہلی کی مجلس سے اٹھ کر چلے آئے اور امام ذہلی سے جو مسودے لکھے تھے وہ سب ذہلی کے پاس واپس بھیج دیئے اور ان سے کوئی روایت نہیں کی۔

تصنیف و تالیف کا آغاز

امام بخاری نے فرمایا

"جب میں اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچا تو تصنیف و تالیف کی ابتداء کر دی"

ان کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں روضہ اطہر کے جوار میں بیٹھ کر چاندنی راتوں میں تاریخ لکھا کرتا تھا' حافظ ابن حجر لکھتے[۲۱] ہیں

اٹھارہ سال کی عمر میں مدینہ پہنچے اور اسی سفر میں انہوں نے تاریخ کبیر (ا) کا مسودہ چاندنی راتوں میں لکھا

"التاریخ الکبیر" امام بخاری کا وہ شاہکار ہے جسے دیکھ کر امام اسحاق بن راھویہ نے فرطِ مسرت سے "سحر" فرمایا۔ امام بخاری کا قول ہے[۲۲]۔

قل اسم فی التاریخ الاوله عندی قصة الا انی کرهت ان یطول الکتاب

"تاریخ میں ایسا کم ہی کوئی نام ہوگا جس کے بارے میں میرے پاس کوئی قصہ نہ ہو مگر کتاب کی طوالت کی وجہ سے میں نے اس کو ذکر نہیں کیا"

۲۱۔ مقدمہ الفتح ج ۲ ص ۲۵۰ ۲۲۔ حوالۂ سابق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تاریخ پر بعض علماء نے حواشی بھی لکھے ہیں جن میں مسلمہ بن قاسم کا حاشیہ معروف ہے ۲۳۔

بہت سے علماء نے امام بخاری سے اس کتاب کو روایت کیا ہے، بطور مثال

(۱) ابو عبداللہ احمد بن محمد بن سلیمان بن فارس

(۲) ابوالحسن محمد بن سہل اللغوی النسوی

(۳) الدلال عبدالرحمٰن بن الفضل

الدلال ابن الفضل، اور ابن السہل کی روایات کو ابن خیر نے "الفہرستہ" میں صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵ میں ذکر کیا ہے اور ابن فارس کی روایت کو الرّوَدانی (۱۰۹۴ھ) نے "صلۃ الخلف" میں اور ابن سہل کی روایت کو حافظ ابن حجر نے التغلیق میں ذکر کیا ہے ۲۴۔ اور ابن سہل والا نسخہ حیدر آباد سے طبع ہو کر شائع ہوچکا ہے۔ اور مصحح عبدالرحمٰن معلمی نے اس کی تصحیح میں جو صعوبات اٹھائی ہیں تعلیقات میں ان کے اشارے ملتے ہیں ۲۵۔ اور ہم پورے دعویٰ سے نہیں کہہ سکتے کہ پورا نسخہ کماحقہ، محقق اور صحیح ہے۔

امام حاکم کبیر اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں : ۲۶۔

وکتاب محمد بن اسماعیل فی التاریخ لم یسبق الیه ومن الف بعده شیئاً في التاریخ او الاسماء والکنی لم یستغن عنه فمنهم من نسبه الی نفسه مثل ابی زرعة و ابی حاتم ومنهم من حکاه عنه فالله یرحمه فانه اصل الاصول —

"اور محمد بن اسماعیل کی تاریخ میں کتاب ایسی ہے جس پر کسی نے سبقت نہیں کی اور جس شخص نے بھی ان کے بعد تاریخ اسماء اور کنیٰ میں کچھ تالیف کیا وہ ان سے مستغنی نہیں ہوا اور بعض نے تو اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسے ابو زرعہ اور ابو حاتم ہیں اور بعض نے اس کو آپ سے حکایت کیا ہے اللہ اُن پر رحم کرے۔ پس آپؒ اصلُ الاصول ہیں"

تاریخ میں امام بخاری نے الاوسط (۲) اور الصغیر (۳) بھی لکھی ہیں اور یہ تینوں تواریخ ثلاثہ کے نام سے معروف ہیں تاہم اوسط اور صغیر میں کچھ خلط ملط ہے۔ تاریخِ صغیر تو مطبوع ہے لیکن اوسط کے متعلق کچھ علم نہیں ہوسکا۔

۲۳۔ دیکھئے کشف الظنون

۲۴۔ دیکھئے التغلیق ۴۵۹/۶

۲۵۔ جزء ثالث کے سوا شیخ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی کی تحقیق سے چھپی ہے۔

۲۶۔ الطبقات ج ۲ ص ۳۲۵ وسیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۹۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض کا خیال ہے کہ التاریخ الصغیر دراصل "کتاب الضعفاء" کا دوسرا نام ہے اور جو صغیر مطبوع ہے وہ دراصل اوسط ہے ۲۷۔

معلمی نے حیدر آباد میں مطبوع کو ہی تاریخ صغیر قرار دیا ہے[۲۸] اور الاوسط کا بعض مکتبات کے حوالہ سے ذکر کر دیا ہے۔

الاوسط کا راوی زنجویہ بن محمد اور عبداللہ بن احمد الخفاف ہیں۔ ابن خیر نے ان دونوں کے طریق سے ذکر کیا ہے اور ابن حجر نے "الھدی" میں بھی ان دونوں کی روایت بتائی ہے۔ لیکن الصغیر کے راوی بقول ابن حجر، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الاشقر ہیں ۲۹۔ اور الاشقر کے طریق سے الرودانی نے "صلۃ الخلف" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ ذہبی "المیزان" میں قیس بن الربیع کے متعلق الاوسط سے نقل کرتے ہیں اور وہ عبارت بعینہ مطبوع میں پائی جاتی ہے ۳۰۔ بروکلمن لکھتے ہیں: التاریخ الأوسط وهو مرتب حسب الازمنة

"تاریخ اوسط یہ کتاب زمانوں کے اعتبار سے مرتب ہے"

اور الصغیر کے متعلق الرودانی "صلۃ الخلف" میں لکھتے ہیں:

وهذا التاريخ خاص بالصحابة وهو اول مصنف فى ذلك —

"اور یہ صحابہ کے ساتھ خاص ہے اور یہ اس موضوع پر پہلی تصنیف ہے"

ابن ابی حاتم نے خطأ البخاری فی تاریخہ کے نام سے امام بخاری کا رد کیا ہے اور اس سلسلہ میں ابو زرعہ اور اپنے والد ابو حاتم کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوزرعہ اور ابو حاتم نے حرف بحرف تاریخ بخاری کو بنظر غائر پڑھا ہے اور کتاب الجرح و التعدیل لابن ابی حاتم سے اگر ابو حاتم، ابوزرعہ، ابن معین اور احمد کے کلام کو تعلیل و تجریح کے سلسلہ میں نکال دیا جائے تو یہ تاریخ بخاری ہی ہے اور انہوں نے جو کچھ لکھا ہے امام بخاری سے از خود مرفوع نظر آتا ہے اور یہاں امام بخاری کا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔

کتاب الکنی (۴): امام مسلم نے اپنے "الکنی" میں اس سے خوب استفادہ کیا ہے اور ابو احمد الکبیر نے بھی اپنے "الکنی" میں اس کتاب سے فائدہ اٹھایا ہے۔ حیدر آباد دکن سے

۲۷۔ راجع فہرستہ ابن خیر (۲۰۰ - ۲)
۲۸۔ تاریخ جرجان ص ۸ حاشیہ
۲۹۔ دیکھئے الھدی ۴۹۲ کتاب التعلیق ۴۵۹/۵ و سیر اعلام النبلاء للذہبی ۳۱۲/۲۰
۳۰۔ المیزان ۳۹۶/۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع ہو کر شائع ہوچکی ہے۔

الضعفاء الصغیر (۵) : یہ تاریخ صغیر کے علاوہ ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

رواه عن البخاری ابو بشر الدولابی و ابوجعفر مسبح بن سعید و آدم بن موسی الخوارزمی

اسکو امام بخاری سے ابو بشر الدولابی اور ابو جعفر بن سعید اور آدم بن موسیٰ الخوارزمی نے روایت کیا ہے"

مسبح کی روایت کو ابن خیر نے اپنی فہرست میں ذکر کیا ہے اور آدم بن موسیٰ والی روایت مطبوع ہے جوکہ ابو نعیم الاصبہانی کی روایت سے ہے۔

الادب المفرد (۶) : یہ احمد بن محمد البزاز کی روایت سے ہے اور یہ بزاز وہ نہیں ہے جو صاحبِ مسند ہے۔ یہ کتاب متعدد مرتبہ متحدہ ہندوستان اور مصر میں طبع ہوچکی ہے۔ محمد فواد عبدالباقی کی تصحیح سے جو نسخہ شائع ہوا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔

خلقُ افعالِ العباد (۷) : یہ کتاب طبع ہوچکی ہے لیکن مصنف تک سند مذکور نہیں ہے ہاں الرودانی نے "صلۃ الخلف" میں فربریؒ کے طریق سے روایت کی ہے۔فہرستہ لابن خیر میں بھی فربری اور یوسف بن ریحان کی روایات مذکور ہیں۔ اس ضمن میں کلام اللہ اور کلام العباد میں فرق مذکور ہے اور امام بخاری نے تصریح کی ہے کہ جو شخص میری طرف "لفظی بالقرآن مخلوق" کی نسبت کرتا ہے وہ کذّاب ہے میں نے تو صرف یہ کہا ہے "افعال العباد مخلوقۃ" مگر "دَاءُ الحسدِ لیسَ لہٗ دَوَاءٌ"۔

جزءُ رفع الیدین (۸) : یہ رسالہ متعدد مرتبہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکا ہے مگر پوری صحت کے ساتھ شائع نہیں ہوا اور پھر معلوم نہیں ہوسکا کہ اس رسالہ کا نام "قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلاۃ" کہاں سے اخذ کیا گیا ہے۔

القراءۃُ خلفَ الامام (۹) : یہ رسالہ محمود بن اسحاق الخزاعی عن البخاری کی روایت سے ہے اور یہ رسالہ حافظ ابن حجر کی مرویات سے ہے کَمَا ذکرہٗ فی مُقدّمۃِ الفتحِ امام بیہقی نے بھی "القراءۃ خلف الامام" کتاب لکھی ہے۔

(۱۰) کتاب الرقاق

اب ہم ان کتابوں کا ذکر کرتے ہیں جو تاحال طبع نہیں ہوئیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"غیر مطبوعہ کتب"

امام بخاری کی وہ تالیفات جو تاحال طبع نہیں ہوئیں وہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) **اخبار الصفات** ظاھریہ دمشق کے حوالہ سے ابن سزکین ترکی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۳۱۔ ممکن ہے کہ یہ کتاب التوحید کا ہی حصہ ہو۔

(۲) **اَسامی الصحابہ** ابن مندہ نے ابن فارس کی روایت سے اس کا ذکر کیا ہے اور بغوی کبیر نے معجم الصحابہ اور ابن مندہ نے معرفۃ الصحابہ میں اس کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے الھدی (ھدیٰ الساری) میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳) **کتاب الاشربۃ المفرد** علامہ دار قطنی نے "**المؤتلف والمختلف**" میں کیسنہ کے ترجمہ میں کتاب الاشربہ کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے۳۲۔ اور الجامع الصحیح کا یہ حصہ نہیں ہے بلکہ الادبُ المفرد کی طرح الگ کتاب ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی اہل الرائے کے رد میں ہے۔

(۴) **برالوالدین** یہ محمد بن دلویہ الوَرّاق کی روایت سے ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ۳۳۔ ہیں "**وَھُوَ مَوجُودٌ مَروِیٌ لَنَا**" "اور وہ مروی ہمارے پاس موجود ہے" الرودانی نے "صلۃ الخلف" میں محمد بن احمد بن دلویہ کے طریق سے اپنی مرویات میں اس کو ذکر کیا ہے۔

(۵) **التفسیر الکبیر المفرد** فربرَی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجر خاموش ہیں۔

(۶) **کتاب التوحید المفرد** ابن سزکین نے اپنی تاریخ میں (۲۵۹/۱/۱) مکتبہ ظاھریہ دمشق کے نسخہ کے حوالہ سے اس کا ذکر کیا ہے اور ایک مصری نسخہ ہے جس پر الصعیدی نے "کفایۃ المقتصد" کے نام سے شرح لکھی ہے۔ موجودہ دور کے بعض اسکالرز نے اس کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ کتاب التوحید دراصل الجامع الصحیح کا ہی حصہ ہے۔

(۷) **الجامع الکبیر** ابن طاہر نے اس کا ذکر کیا ہے اور یہ تواریخِ ثلاثہ اور قضایا الصحابہ و التابعین کے بعد کی تصنیف ہے حافظ ابن کثیر کے قلم سے لکھا ہوا نسخہ دارُالعلوم' المانیا (جرمنی) میں موجود ہے۔

۳۱۔ تاریخ (۲۵۹/۱/۱) ۳۲۔ دیکھئے الھدی الساری ص ۴۹۲ ۳۳۔ الھدی ص ۴۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) **الضعفاء الکبیر** الضعفاء الصغیر میں اس کا ذکر آچکا ہے۔

(۹) **کتاب العلل** ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کو محمد بن عبداللہ بن حمدون عن ابی محمد عبداللہ بن الشرقی عن البخاری روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجر اس سلسلہ میں خاموش ہیں۔ غالباً اس موضوع پر یہ پہلی کتاب ہے "کتاب العلل لابن المدینی" بھی طبع ہوچکی ہے اور عِلل پر امام بخاری کی برتری کو امام مسلم نے بھی تسلیم کیا ہے اور امام ترمذی نے اپنی الجامع میں امام بخاری کے اقوال نقل کیے ہیں۔ وَسَیَأتِی البَحثُ

(۱۰) **کتاب الفوائد** امام ترمذی نے "کتاب المناقب" کے اثنا میں اس کا ذکر ۳۴۔ کیا ہے۔ حافظ ابن حجر خاموش ہیں۔

(۱۱) **کتاب المبسوط** خلیلی نے "الارشاد" میں اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مُھیب بن سلیم نے (   ) امام بخاری سے اس کو روایت کیا ہے۔

(۱۲) **المسند الکبیر** حافظ ابن حجرؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ علامہ فربرؔی نے روایت کی ہے۔

(۱۳) **کتاب الھبۃ المفرد** حافظ ابن حجرؒ "ھدی الساری" میں لکھتے ہیں:

امام بخاری کے وَرّاق کا بیان ہے کہ امام بخاری نے کہا میں نے "کتاب الھبہ" میں پانچ صد احادیث جمع کی ہیں۔ جبکہ امام وکیع کی کتاب الھبہ میں صرف دو یا تین مسند احادیث ہیں اور ابن المبارک کی کتاب میں پانچ کے قریب احادیث مسند ہیں باقی ان دونوں کتابوں میں آثار و اقوال ہیں۔

(۱۴) **کتاب الوُحدان** اس میں ان صحابہ کا ذکر ہے جن سے صرف ایک ہی راوی روایت کرتا ہے۔ ابن مندہ نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے امام مسلم اور امام نسائی رحمھم اللہ نے بھی اسی طرز پر "کتاب الوحدان" لکھی ہیں۔

(۱۵) **الاعتقاد والسنہ** لالکائی نے شرح السنہ (۱/۱۷۲—۱۷۶) میں عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالرحمٰن بخاری کے طریق کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

سمعت ابا عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری

۳۴۔ کتاب المناقب باب مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ قال فی آخرہ سمعت محمد بن اسماعیل یحدث بھذا عن ابی کریب و وضعہ فی کتاب الفوائد (تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۳۳۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ترمذی العلل الکبیر اور العلل الصغیر میں اکثر طور پر امام بخاری سے نقل کرتے ہیں اور لکھا ہے "اکثر ما ناظرت بہ محمد بن اسماعیل البخاری" اسی طرح "کتاب التجریح والتعدیل لاصحاب الحدیث" لابن الجارود میں امام بخاری کے اکثر اقوال مذکور ہیں۔

امام بخاری کے تلامذہ

علامہ مزیؒ نے امام بخاری کے شیوخ اور تلامذہ کو حروف معجم کی ترتیب سے مرتب کیا ہے اور تلامذہ میں امام ترمذی' امام مسلم اور امام نسائی کو بھی شمار کیا ہے' علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں

روی عنه مسلم فی غیر صحیحه و قیل ان النسائی روی عنه فی الصیام من سننه ولم یصح لکن قدحکی النسائی فی کتاب الکنی له اشیاء عن عبدالله بن احمد الخفاف عن البخاری

"آپ سے امام مسلم نے اپنی صحیح کے علاوہ روایت کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ امام نسائی نے اپنی سنن کے کتاب الصیام میں امام بخاری سے حدیث روایت کی ہے اور یہ بات صحیح نہیں۔ لیکن امام نسائی نے کتاب الکنی میں امام بخاری سے عبداللہ بن احمد الخفاف کے واسطے سے کچھ چیزیں نقل کی ہیں" ۔۳۵

حاشیہ "النبلاء" میں مذکور ہے

بل روی عنه النسائی. وقع له ذلك فی کتاب الایمان لابن مندة

"بلکہ امام نسائی نے آپ سے حدیث روایت کی ہے اس کا ذکر کتاب ایمان لابن مندہ میں موجود ہے" (حدثنا حمزة' حدثنا النسائی' حدثنا محمد بن اسماعیل)

کتاب الصیام میں ہے:

"حدثنا محمدُ بنُ اسماعیلَ ثنا حفصُ بنُ عُمَرَ بنِ الحارثِ بنِ حَمزَةَ الکِنَانِی احسن بن الخضر الاسیوطی" اور ابن حیویہ کے نسخہ میں ایسے ہی ہے لیکن صوریؒ کے نسخہ میں جو ابن النحاس بن حمزہ الکنانی عن النسائی ہے' اس میں وضاحت مذکور ہے۔

۳۵۔ عبداللہ بن احمد الخفاف النیشاپوری نزیل مصر حدث عن البخاری وغیرہ ولازم البخاری حدث عنہ ابو عبدالرحمن النسائی وحوا سند منہ وروایتہ النسائی عنہ فی الکنی توفی ۲۹۴ھ' النبلاء ۸۹/۱۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حدثنا محمد بن اسماعیل وھو ابوبکر الطبرانی" صرف ابن السنیؒ کی روایت میں حدثنا محمد بن اسماعیل البخاری کی تصریح ہے' علامہ مزیؒ لکھتے ہیں

ولم نجد للنسائی غیر ذا ان کان ابن السنی حفظه وما نسبه من عنده معتقداً انه البخاری

"اور ہمیں امام نسائی سے اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ملی اگرچہ ابن السنیؒ نے اسے محفوظ کیا ہے اور اس کو اپنی طرف سے منسوب نہیں کیا یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ یہ محمد بن اسمٰعیل بخاری ہیں"

یعنی اگر ابن السنی نے اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا اور روایت کو حفظ کیا ہے تو پھر یہ صحیح ہے۔

ویسے امام نسائی عموماً" محمد بن اسماعیل بن ابراھیم سے روایت کرتے ہیں لیکن وہ ابن عُلیّہ ہیں۔ ہاں کتاب الکنی میں عبداللہ بن احمد الخفاف کے واسطہ سے امام بخاری سے چند احادیث درج کی ہیں۔

لہٰذا یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ امام بخاری سے ان کی ملاقات نہیں ہے۔ باقی رہے امام مسلم اور ترمذیؒ تو ان کا تلمذ مشہور ہے لیکن امام مسلم نے الصحیح میں امام بخاری سے کوئی حدیث درج نہیں کی اور نہ ہی امام ترمذی نے کوئی مسند حدیث امام بخاری سے روایت کی ہے۔ جبکہ امام مسلم اور ابوداؤد سے ایک ایک روایت جامع ترمذی میں مذکور ہیں۔ چنانچہ امام مسلم سے حدیث (اَحصُوا ھِلالَ رَمضانَ لِشعبانَ) روایت کی ہے۔ ۳۶۔

علامہ عراقی لکھتے ہیں کہ "امام ترمذی نے امام مسلم سے صرف یہ حدیث روایت کی ہے اور یہ "من قبیلِ روایتِ الاقران" ہے کیونکہ یہ دونوں بہت سے شیوخ میں مشترک ہیں" ۳۷۔

اور "باب ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر" ۳۷۔ اس میں حدیث عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مرفوعاً" ذکر کرنے کے بعد' عبداللہ بن زید بن اسلم سے مرسلاً" روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں

میں نے ابو داؤد سجزی یعنی سلیمان بن اشعث سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے متعلق امام احمد بن حنبل سے سنا کہ اس کے بھائی عبداللہ کے متعلق کوئی باس نہیں اور امام بخاری نے علی بن المدینی سے نقل کیا ہے کہ عبدالرحمٰن ضعیف ہے اور عبداللہ ثقہ ہے۔

۳۶۔ تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۳۳

۳۷۔ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۴۳ نیز دیکھئے الہدایہ لابن کثیر ۱۱/ ۳۳ و تہذیب التہذیب ۱۲۶/۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ امام ابوداؤد سے مسند حدیث نقل نہیں کی۔ بلکہ عبدالرحمٰن پر جرح نقل کی ہے اور امام بخاری سے تلمذ پر ہم نے امام ترمذیؒ پر اپنے مقالہ میں مفصل لکھا ہے۔

الجامع الصحیح کی تالیف

تالیف کی ابتداء

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ امام المحدثین نے تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں تصنیف و تالیف کا آغاز کردیا تھا اور کتاب "قضایا الصحابۃ والتابعین" اور تواریخ ثلاثہ کے مسودات حجاز میں ہی تیار کرلئے تھے اور پھر اپنی تمام احادیث صحیحہ کو "المبسوط" کے نام سے تالیف کرلیا تھا۔ اب وقت کا تقاضا تھا کہ ایک ایسی کتاب تالیف کی جائے جس میں ان احادیث صحیحہ کو الگ جمع کیا جائے جن کی صحت پر ابتک کے محدثین متفق چلے آرہے ہیں اور ان میں آثار صحابہ و تابعین کی آمیزش بھی نہ ہو جیسا کہ مؤطا وغیرہ کتب میں احادیث مرفوعہ اور آثار و فتاوی کو جمع کیا گیا ہے۔

بواعثِ تالیف

امام بخاری سے پہلے مسانید اور جوامع جمع ہوچکی تھیں اور مصنفات کے نام سے مجموعے تیار ہوچکے تھے۔ امام بخاری نے اپنے سے پہلے محدثین کی مساعی پر نظر ڈالی، مؤطا امام مالک کو دیکھا اور جانچا کہ اس میں فقہی تراجم کے تحت احادیث کو جمع کیا گیا ہے اور احادیثِ صحیحہ کے ساتھ فتاویٰ و آثار صحابہ و تابعین کو مخلوط کردیا گیا ہے اور پھر ہر باب میں عملِ اہل مدینہ نمایاں نظر آتا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ جامع صحیح بخاری کے اسباب تالیف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلما رأى البخاری رحمه الله هذه التصانيف ورواها وانتشق رياها واستحلى محياها ووجدها بحسب الوضع جامعة بين مايدخل تحت الصحيح والتحسين والكثير منها يشمله التضعيف، فلايقال لغثه سمين فحرک همته لجمع الحديث الصحيح الذی لايرتاب فيه امين

"پس جب امام بخاری رحمہ اللہ نے ان تصانیف کو دیکھا اور ان کو روایت کیا اور ان کی آبیاری کی اور ان کے وجود کو شیریں جانا اور ان کو وضع کے اعتبار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس طرح پایا کہ ان میں بعض صحیح اور بعض حسن کے درجے میں داخل ہیں اور اکثر ان میں سے ضعیف ہیں۔

آپ نے صحیح حدیث جس کی صحت میں کوئی امانت دار شک نہیں کر سکتا ۔۳۸ کو جمع کرنے کیلئے اپنی ہمت کو حرکت دی"

شاہ ولی اللہ دہلوی نے شرح التراجم اور اپنی دیگر تصنیفات میں بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"باید دانست کہ بخاری بعد مائتین ظاہر شد و قبل از وے علماء درفنون چند از علوم دینیہ تصانیف ساختہ بودند' امام مالک و سفیان ثوری درفقہ تصنیف کردہ بودند' وابن جریج در تفسیر و ابوعبیدہ در غریب قرآن و محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ درسِیَر وابن مبارک در زہد و مواعظ و کسائی دربدء الخلق و قصص انبیاء و یحیی بن معین و غیراو در معرفت احوال اصحاب و تابعین و جمع دیگر رسائل داشتند در رؤیا و ادب و طب و شمائل و اصولِ حدیث و اصول فقہ ورد برمبتدعین مثل جہمیہ' بخاری ایں ہمہ علوم مدونہ را تأمل فرمود و جزئیات و کلیات را انتقاء نمود پس قدرے از علوم کہ با حادیث صحیحہ کہ بر شرط بخاری است بطریق صراحت یا دلالت یافت درکتاب خود آورد تابدست مسلماناں در امہات ایں علوم حجت قاطعہ بودہ باشد کہ در آن تشکیک رامدخل نہ بود"

یعنی دو صد سال کے بعد جب امام بخاری کا زمانہ آیا تو انہوں نے دیکھا کہ بہت سے علوم و دینی فنون جمع ہوچکے ہیں اور متعدد علماء نے مختلف الانواع مجموعے تیار کرلئے تھے امام بخاری نے ان مدّونہ علوم کو غور سے دیکھا تو انہیں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ ان تمام فنون کو ایک مختصر اور جامع کتاب میں جمع کر دیا جائے۔ پھر اس اثنا میں امام المحدثین کے شیخ محدث اسحاق بن راھویہ نے بھی امام بخاری کی مقدرتِ علمی اور معرفتِ حدیث میں کمالِ نمو کے پیشِ نظر ان پر زور دیا کہ حدیث میں ایک مختصر جامع کتاب کی ضرورت ہے۔ جس سے امام بخاری کا عزم پختہ ہوگیا اور ساتھ ہی امام بخاری نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکھیاں اڑا رہے ہیں۔ جس کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے کذب بیانی کی آمیزش کو دور کریں گے۔

۳۸۔ التعلیق ج ۵ ص ۴۲۰ و مقدمہ الفتح ج ۱ ص ۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض یہ جملہ اسباب و بواعث تھے جو امام بخاری کے لئے صحیح کی تالیف کا سبب بنے، چنانچہ انہوں نے اس کام کا آغاز کردیا۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

وقوی عزمه علی ذلك لما سمعه من استاذه امیر المؤمنین فی الحدیث والفقه اسحق بن ابراهیم الحنظلی المعروف بابن راهویه انه قال له: لوجمعتم کتابا مختصراً لصحیح سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فوقع ذلك فی قلبی فاخذت فی جمع الجامع

"اور اس پر آپ کا عزم اسوقت پختہ ہو گیا جب آپ نے اپنے استاذ حدیث اور فقہ میں امیر المؤمنین اسحاق بن ابراہیم الحنظلی المعروف بابن راہویہ سے سُنا کہ انہوں نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ایک مختصر کتاب جمع کر دیں۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ بات میرے دل کو لگی تو میں نے الجامع الصحیح المسند المختصر من حدیث رسول اللہ وسننہ وایامہ کو جمع کرنے کا آغاز کر دیا" ۳۹۔

یعنی استاذ کی یہ بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے الجامع الصحیح کی تالیف کا آغاز کردیا۔

الجامع الصحیح کا پورا نام

الجامع الصحیح یا صحیح البخاری اس کتاب کا مختصر نام ہے اور امام نے خود ہی الجامع الصحیح کے نام سے اس کو موسوم کیا ہے تاہم اس کتاب کا پورا نام بروایت حافظ ابن حجر اس طرح مذکور ہے:

الجامع الصحیح المسند المختصر من حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم وسننه وایامه

مگر ابن صلاح اور نووی نے الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسُننہ و ایامہ ذکر کیا ہے ۴۰۔ یعنی المسند کو الصحیح پر مقدم ذکر کیا۔

ان دونوں میں کوئی جوہری اختلاف نہیں ہے۔ نورالدین عتر نے اپنے رسالہ میں ابن صلاح والی روایت کو قرین قیاس اور راجح بتایا ہے کیونکہ اکثر نے اسی کو ذکر کیا ہے ۴۱۔ مگر

۳۹۔ تدریب الراوی ص ۲۴ و تاریخ بغداد ۹/۲ و تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۶۱ ھدی الساری ج ۱ ص ۱۸ و تہذیب الکمال ۱۱۶۹ و طبقات السبکی ۲۲۱/۲

۴۰۔ ابن الصلاح ص ۱۱ مقدمہ الفتح ج ۱ ص ۵ ۴۱۔ حاشیہ نمبر ۱ ص ۳۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر کی روایت کے مؤیدات موجود ہیں۔ اول یہ کہ خود مصنف نے الجامع الصحیح کا لفظ ذکر کیا ہے اور یہ مختصر نام متعدد مراجع میں مذکور ہے ۴۲۔ لہٰذا راجح روایت حافظ ابن حجر کی ہے۔

آغاز اور تکمیل

امام المحدثین نے الجامع الصحیح کی تالیف کا آغاز تقریباً ۲۱۶ یا ۲۱۷ھ کو کیا جبکہ آپ کی عمر ۲۳ سال تھی اور سولہ سال کی لگا تار محنت سے اس کو مکمل کیا اور تین مرتبہ اس پر نظر ثانی کی۔ چنانچہ امام بخاری کے وراق کا بیان ہے کہ امام بخاری نے فرمایا ۴۳۔

صنفت الجامع فی ست عشرة سنة وخرجته من ست مائة الف حدیث وجعلته حجة فیما بینی وبین الله تعالٰی

"میں نے اس جامع کو سولہ سال میں جمع کیا اور چھ لاکھ حدیث سے منتخب کیا اور اس کو میں نے اپنے اور اللہ کے مابین حجت بنایا"

پھر جب تکمیل کے بعد اپنے کبار اساتذہ اور محدثین عصر کے سامنے پیش کی' جن میں امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)' یحییٰ بن معین (۲۳۴ھ) اور علی بن المدینی (۲۳۴) خاص طور پر قابل ذکر ہیں' تو سب نے اس کی تحسین کی اور اس کی احادیث کو صحیح قرار دیا چنانچہ عقیلی کا بیان ہے۔ ۴۴۔ فاستحسنوه وشهد واله بالصحة الا اربعة احادیث والقول فیها قول البخاری وهی صحیحة

"پس علماء نے اسکی تحسین کی اور اس کی صحت کی گواہی دی ماسوائے چار احادیث کے اور ان کے بارے میں بخاری کا قول ہی معتبر ہے کہ وہ صحیح احادیث ہیں"

علامہ اسماعیلی اپنی کتاب "المدخل الی المستخرج" میں لکھتے ہیں:

امام بخاری کی الجامع واقعی "سنن صحیحہ" کی جامع ہے اور مسائل مستنبطہ پر حاوی ہے اور ایسی کتاب وہی لکھ سکتا ہے جو علم حدیث کا ماہر ہو اور رواۃ حدیث کے تراجم پر پورا عبور رکھتا ہو اور جسے علل الحدیث' فقہ اور لغت پر رسوخ حاصل ہو۔

۴۲۔ مقدمہ شرح نووی ص ۷ مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۱ تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۷۳

۴۳۔ الہدی الساری ۴۸۹' تہذیب الاسماء ۱/۷۴' تاریخ بغداد ۲/۱۴' وفیات ۴/۱۹۰' طبقات ۲/۲۲۱

۴۴۔ الہدی الساری تاریخ بغداد ۲/۸' تہذیب التہذیب ۹/۵۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عدی، امام بخاری سے ناقل ہیں
میں نے اپنی الجامع میں صرف صحیح حدیثیں جمع کی ہیں اور بہت سی صحیح احادیث کو چھوڑ دیا ہے تاکہ طوالت نہ ہو۔
پھر احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اپنی الصحیح میں کوئی حدیث اس وقت تک درج نہ کرتے جب تک کہ لکھنے سے پہلے غسل کرکے دوگانہ ادا نہ کرلیتے اور اس کی صحت کا یقین نہ ہو جاتا۔
کتاب کی تالیف کا آغاز بیت الحرام میں ہوا اور تراجمِ ابواب مسجدِ نبوی میں روضہ اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھے۔
چونکہ یہ کتاب یحیٰی بن معین (۲۳۴ھ) کی نظر سے بھی گذری ہے۔ معلوم ہوا کہ ۲۳۳ھ تک مکمل ہوگئی تھی کیونکہ ابنِ معین کی وفات ۲۳۳ یا ۲۳۴ھ ہے۔

تراجمِ ابواب

امام بخاری نے اپنی کتاب میں استخراج مسائل فقہیہ کو موضوع بنایا ہے اوراس مقصد کی تکمیل کے لئے اپنی ساری علمی اور دماغی توانائیاں "فقہ الحدیث" کے مرتب کرنے پر صرف کردی ہیں اور تراجم ابواب میں جو فقہ مرتب کی ہے وہ فقہ المذاہب اور تقلیدی انداز کی فقہ نہیں ہے بلکہ مصنف کے اپنے اجتہاد و استنباط کے ثمرات ہیں اور یہ مصنف کا ایسا کارنامہ ہے جسے ہم پہلی اور آخری کوشش کہہ سکتے ہیں اس لئے واقعہ میں یہ مقولہ صحیح ہے۔
«فقه البخاری فی تراجمه» "بخاری کی فقہ اس کے تراجم میں ہے"
لیکن امام بخاری سید الفقہاء تھے اور ان کی فقہ دیکھنا مقصود ہو تو تراجمِ بخاری پر نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ اس بنا پر نعیم بن حملو فرماتے ہیں: ۴۵۔

محمد بن اسماعیل فقیه هذه الامة کہ امام بخاری اس امت کے فقیہ تھے۔ کتاب الجامع الصحیح کے اس فقہی امتیاز کا اعتراف شارحین اور علماء نے برملا کیا ہے امام نووی لکھتے ہیں: لیس مقصوده بهذا الکتاب الاقتصار علی الحدیث وتکثیر المتون بل مراده الاستنباط عنها والاستدلال لابواب ارادها من الاصول والفروع والزهد والاداب والامثال وغیرها من الفنون وهذا المعنی اخلی کثیرا من الابواب من اسناد الحدیث واقتصر فیه فلان الصحابی عن النبی وغیر ذلك وذکر فی التراجم کثیراً من الآیات القرآنیه وربما اقتصر فی بعض الابواب علیها لایذکر معها شیئا اصلاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"محمد بن اسماعیل اس اُمت کے فقیہ ہیں ان کی کتاب سے مقصود صرف صحیح حدیث پر اقتصار اور کثرتِ متون نہیں بلکہ اس سے مراد ان سے استنباط اور ان ابواب کیلئے استدلال ہے جنکا مصنف نے ارادہ کیا خواہ انکا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے' زُہد سے ہو یا آداب سے۔ اَمثال سے ہو یا دیگر فنون سے اس مقصد کیلئے بہت سے ابواب کو حدیث کی سندوں سے خالی کر دیا ہے اور اس لفظ پر اختصار کیا ہے (فلانٌ الصحابي عن النبي وغیر ذالک) اور آپ نے تراجم میں بہت زیادہ قرآنی آیات ذکر کی ہیں بسا اوقات بعض ابواب میں ان آیات پر ہی اقتصار کیا ہے اور ان کے ساتھ کوئی حدیث ذکر نہیں کرتے"

دراصل امام بخاری اس نظریہ کے پر زور حامی نظر آتے ہیں کہ کتاب و سنت میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ لہٰذا قیاس و رائے کی ضرورت نہیں' امام المحدثین فرماتے ہیں ۴۶۔

لا اعلم شیئاً یحتاج الیه الا وهو الکتاب والسنة

"میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جس کی طرف احتیاج ہو اور وہ کتاب و سنت میں نہ ہو"

اس پر امام بخاری کے وراق نے سوال کیا کہ کیا کتاب و سنت سے ہر مسئلہ کی معرفت ممکن ہے اس پر امام نے فرمایا:

"کہ ہاں یہ ممکن ہے"۔

اور ممکن ہی نہیں بلکہ امام بخاری نے الجامع الصحیح میں عملاً اس کا مظاہرہ بھی کیا ہے اور ایک ایک حدیث پر متعدد تراجم قائم کرکے فقہ الحدیث کے لئے دروازہ کھول دیا ہے جیسا کہ فقہ البخاری کے تحت ہم اصول فقہ کی طرز پر اس کی امثلہ پیش کریں گے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ امام ابن حزم نے فقہ اسلامی میں "المحلّٰی" لکھ کر اس نظریہ کی تکمیل کردی ہے۔

تجریدِ احادیثِ صحیحہ کی پہلی کوشش

الغرض "الجامع الصحیح" تجرید احادیث صحیحہ کی پہلی کوشش ہے اور امام بخاری نے اس میں یہ کمال کر دکھایا ہے کہ تراجم ابواب میں اقوال صحابہ و فتاوی تابعین کو مناسب طور پر جمع

۴۵۔ تاریخ بغداد ۲/۲۲ و تہذیب الکمال ۱۷۱

۴۶۔ الھدی الساری و تاریخ بغداد ۸/۲ و تہذیب التہذیب ۵۴/۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا ہے جس کے دو فائدے ہیں اول یہ کہ تجرید احادیث سے یہ نہ سمجھا جائے کہ محدثین کے نزدیک اقوال و آثار صحابہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ محدثین کے نزدیک مخصوص شرائط کے تحت ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس سے پیشتر موطا امام مالک کی مثال موجود ہے۔

امام بخاری نے استخراج مسائل اور استنباط کے ذریعہ قوانین نقلیہ کو قواعد عقلیہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی ہے اور دوسرے الفاظ میں ان کو معیارِ عقل پر پرکھا ہے جسے درایت سے تعبیر کرسکتے ہیں۔ اور یہ وہ خوبی ہے جو امام بخاری کے بعد حافظ ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ ارشد ابن قیم کی تحریرات میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اور پھر ابن حزم اور ابن تیمیہ نے تو عقل و نقل کی مطابقت پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن پر جدید اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے امام کی اس کوشش کی داد دی ہے۔ شرح تراجم میں لکھتے ہیں: وكثيرا ما يستخرج الاداب المفهومة بالعقل من الكتاب والسنة بنحو من الاستدلال والعادات الكائنة فى زمانه صلى الله عليه وسلم ومن ذلك لايدرك حسنه الا من مارس كتاب الآداب واجال عقله فى ميدان آداب قومه ثم طلب لها من السنة اصلاً

> "اور عموماً ایسے تراجم ابواب ذکر کرتے ہیں جو کتاب و سنت میں انتہائی غور کے بعد حاصل ہوتے ہیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہونے والی عادات سے استدلال اور اس میں وہ بھی چیزیں ہیں جن کے حسن کا ادراک وہی شخص کر سکتا ہے جو صاحبِ فن ہے اور جس نے آداب کی کتاب پر مشق اور ہیشگی کی اور اپنی عقل کو اپنی قوم کے آداب کے میدان میں سرگرداں رکھا۔ پھر اس کے لیے سنت سے دلیل تلاش کی"

اور امام بخاری نے اس ضمن میں جو کمال کر دکھایا ہے ابن حجر نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ مقدمہ "الفتح" میں لکھتے ہیں: ۷۴۔ كذالك الجهة العظمى الموجبة لتقديمه وهى ماضمنته ابوابه من التراجم التى حيرت الافكار وادهشت العقول و الابصار

۷۴۔ مقدمہ الفتح ۱۳؍۲ ولذا قال ابو مصعب الزبیری: لوادرکتَ مالکا و نظرتَ الی وجہہ و جہ محمد بن اسماعیل لقلت کلاهما واحد فی الفقہ والحدیث (تہذیب الکمال ۱۱۷۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اسی طرح دوسری بڑی وجہ جو اس کی تقدیم کی موجب ہے یہ ہے کہ ایسے تراجم ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہے جنہوں نے افکار کو حیرت میں ڈال دیا اور عقلوں اور نظروں کو مدہوش کر دیا"

یہی نہیں بلکہ موجودہ دور کے علماء نے بھی تراجم کی لطافت کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ مولانا انور شاہ کشمیری "فیض الباری" میں لکھتے ہیں ان المصنف سباق غایات و صاحب آیات فی وضع التراجم لم یسبق به احد من المتقدمین ولم یستطع احد ان یحاکیه احد من المتأخرین فهوالفاتح لذالك الباب وصار الخاتم، وضع فی تراجمه آیات تناسبها مما یتعلق من هذا الباب ونبه علی مسائل مظان الفقه فی القران بل اقامهامنه ودل علی طرق التأسیس من القرآن وبه یتضح ربط الفقه والحدیث بالقرآن بعضه مع بعض وهذا من رفعة اجتهاده و ذقته فی الاجتهادیات و بسطها فی التراجم قیل : ان فقه البخاری فی تراجمه. فکان فی تراجم المصنف علوم متفرقة فی الفقه واصوله والکلام اوما الیها باختصار وایجاز

"بے شک مصنف مقاصد میں آگے بڑھنے والے ہیں اور متحیر العقول تراجم ذکر کرتے ہیں متقدمین میں سے اس کام پر کسی نے پہل نہیں کی اور نہ ہی متاخرین میں سے کسی نے آپ کے مقابلے کی ہمت کی ہے۔ پس آپ ہی اس دروازے کو کھولنے والے ہیں اور آپ اس فن میں آخری ثابت ہوئے۔ آپ نے اپنے تراجم میں باب سے متعلق مناسب آیات بھی ذکر کی ہیں اور قرآن میں مذکورہ فقہی مسائل کی نشاندہی کی ہے بلکہ قرآن سے ان کو ثابت کیا ہے اور قرآن سے احکام اخذ کرنے کے طریقے بتائے ہیں۔ اسی وجہ سے فقہ اور حدیث کا قرآن سے اور قرآن کے بعض حصے کا بعض سے ربط واضح ہوتا ہے اور یہ آپ کے اجتہاد کی رفعت اور اجتہادیات میں صاحبِ ذوق ہونے کی علامت ہے آپ نے ان چیزوں کو تراجم میں بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مصنف کے تراجم میں فقہ، اصول اور علم کلام کے متعلق مختلف علوم موجود ہیں۔ جس کی طرف بڑے اختصار و ایجاز کے ساتھ اشارہ کیا ہے"

اور پھر استنباط فقہ اس خوبی سے کیا ہے کہ ایک ہی حدیث سے مختلف مسائل کا استخراج کرتے چلے گئے اس طرح بعض احادیث متعدد ابواب کے تحت مکرر آگئی ہیں لیکن فقہ اسلامی میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توسیع کا دروازہ کھولا ہے اور یہ ایسا کارنامہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی اس سے متاثر ہو کر برملا اعتراف کرتے ہیں: وارادایضا ان یفرغ جھدہ فی الاستنباط من حدیث رسول اللہ و یستنبط من کل حدیث مسائل کثیرۃ

"اس طرح آپ نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے مسائل کے استنباط میں اپنی پوری کوشش صرف کر دیں اور ہر حدیث سے بہت زیادہ مسائل استنباط کریں"

اس طریق سے ہم آج بھی فقہ اسلامی کو فروغ دے سکتے ہیں موجودہ دور کے علماء میں احمد محمد شاکر محدث مصریؒ نے جب مسند احمد کی تبویب شروع کی تو انہوں نے بھی یہی طریق اختیار کیا مگر افسوس یہ کام مکمل نہ ہو سکا تاہم ان کے کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

الغرض امام نوویؒ، حافظ ابن حجر اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے الجامع الصحیح کے تراجم ابواب کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اور علامہ کرمانی لکھتے ہیں اِنَّ ھٰذَا فَھِمُ عَجَزَ عَنْہُ الْفُحُوْلُ اور حقیقت یہ ہے کہ کسی مصنف کی فہم و فراست، تبوغ و تفقہ کا اندازہ کتاب کے عنوانوں سے ہو جاتا ہے اور امام بخاری نے عموماً" ظاہر حدیث کو چھوڑ کر اس کے خفی پہلو سے استنباط کیا ہے اور پھر اہم تراجم ابواب میں آثار صحابہ و تابعین درج کرکے کہیں تو اپنے اختیار کردہ مسلک کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض مواقع میں حدیث کی تاویل کے پہلو کو واضح کیا ہے اور تراجم ابواب کے ساتھ حدیث کی مناسبت یا مطابقت بیان کردی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری کے حل تراجم پر علماء نے مستقل تصانیف لکھی ہیں جن میں سے چند کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) کتاب ترجمان التراجم لابی عبداللہ محمد بن عمر بن رشید البستی (م ۷۲۱ھ) حافظ ابن حجر عموماً" اس کتاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ تاہم یہ کتاب الصوم تک نامکمل ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: اطال فیہ النفس ولم یکمل وصل الی کتاب الصیام و لوتم لکان فی غایۃ الافادۃ وانہ کثیر الفائدۃ مع تقصر

"اس میں آپ نے طویل عرصہ لگایا لیکن مکمل نہ کر سکے صرف کتاب الصیام تک پہنچے۔ اگر یہ کام مکمل ہو جاتا تو انتہائی مفید ثابت ہوتا۔ اگرچہ اب بھی مختصر ہونے کے باوجود کثیر الفائدہ ہے"

ابن رشید کا ترجمہ "لحظ الالحاظ" میں ابن فہد نے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عال الاسناد. صحیح النقل، تام العنایۃ بصناعۃ الحدیث

" عالی الاسناد۔ نقل میں صحت اور فنِ حدیث کا مکمل اہتمام رکھتا ہے"

(۲) کتابَ مناسباتِ تراجم البخاری ۔ تصنیف قاضی القضاۃ الامام بدرالدین ابن جماعۃ یہ ابن المنیر کی کتاب کا ملخص ہے۔

(۳) المتواری علی تراجم البخاری، علامہ ناصر الدین احمد بن المنیر خطیبِ اسکندریہ (۶۸۳)اس میں چار سو منتخب ابواب کی شرح نہایت بسط کے ساتھ کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے "ھدیٰ الساری" میں اس کا ذکر کیا ہے اور فتح الباری کا مأخذ ہے۔ متعدد مواضع میں اس کے حوالہ جات مذکور ہیں۔ علامہ زین ابن المنیر کی شرح بخاری ہے جو دس جلدوں سے زائد ہے۔ ولہٗ حواش علی ابن بطال

(۴) علامہ محمد بن منصور السجلماسی نے "فالکُ اغراضُ البُخاری المُبھمۃ فی الجمع بین الحدیثِ والترجمۃ" لکھی جس کے نام سے کتاب کی افادیت واضح ہے صرف ایک سو منتخب تراجم کی شرح ہے۔

(۵) بدر الدین الدمامینی (۸۲۸ھ) کہ انہوں نے "تعلیق المصابیح علی ابواب الجامع الصحیح" لکھی ہے۔ ان کی "مصابیح الجامع" شرح بخاری بھی ہے۔

(۶) شرح التراجم پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے "شرح تراجم الابواب" کے نام سے لکھا ہے۔ شروع میں تراجم کے متعلق چند اصول ذکر کئے ہیں پھر چار سو سے زائد تراجم پر مفصّل بحث کی ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔

علاوہ ازیں شارحین نے بھی تراجم پر شرح و بسط کے ساتھ بحث کی ہے جن میں ابن حجر اور علامہ عینی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اس بحث کے آخر میں تراجم کے متعلق علامہ ابن خلدون کی رائے نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں۔ وہ اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

فاما البخاری فاعلاھا رتبۃ واستصعب الناس شرحہ واستغلقوا سخاہ من اجل ما یحتاج الیہ من معرفۃ الطرق المتعددۃ و رجالھا من اھل الحجاز والشام والعراق و معرفۃ الاحوال واختلاف الناس فیھم و لذالک یحتاج الی امعان النظر فی التفقہ فی تراجمہ لانہ یترجم الترجمۃ ویورد فیھا الحدیث بسند او طریق ثم یترجم اخریٰ ویورد فیھا ذلک الحدیث بعینہ لما تضمنہ من المعنی الذی ترجم بہ الباب وکذلک فی ترجمۃ وترجمۃ الی ان یتکرر الحدیث فی ابواب کثیرۃ بحسب معانیہ واختلافھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جہاں تک امام بخاری ہیں تو اس معاملہ میں اعلیٰ رتبہ کے حامل ہیں لوگوں نے اس کی شرح کو صعب گردانا اور انہیں ابواب کی شرح میں انتہائی مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے کیونکہ ان کی شرح کے لئے متعدد طرق کی معرفت اور احادیث کے رجال جو کہ حجاز' عراق اور شام تک پھیلے ہوئے ہیں کے حالات سے واقفیت اور لوگون کے اختلافات کا علم از حد لازی ہے۔ مزید برآں فقہ تراجم البخاری میں شارح کا عمیق النظر ہونا بھی لازی وصف ہے کیونکہ آپ ایک جگہ ایک ترجمہ ذکر کرتے ہیں اور اس میں سند یا طریق کے ساتھ حدیث ذکر کرتے ہیں پھر کسی اور مقام پر بعینہٖ اُسی حدیث کو کسی دوسرے ترجمہ کے تحت دوبارہ لاتے ہیں کیونکہ یہ حدیث اس دوسرے مضمون کو بھی شامل ہوتی ہے۔ اور جا بجا مختلف تراجم میں یہ معاملہ ہوتا ہے حتی کہ ایک حدیث مختلف معانی کی مناسبت اور اختلاف کے باعث متعدد مقامات پر ذکر ہو جاتی ہے۔"

الغرض امام بخاری نے "الجامع الصحیح" کو اس پہلو سے بھی جامع بنایا ہے کہ تراجم میں تقلیدی فقہ کی بجائے تحقیقی فقہ پیش کی ہے اور فقہ اہل الرائے پر تنقید کی ہے۔ نیز امام بخاری نے ان نظریاتی تحریکات کا بھی جائزہ لیا ہے جو اس دور میں اسلامی معاشرہ کے لئے چیلنج کی حیثیت اختیار کرچکی تھیں۔ معتزلہ و جہمیہ نے صفاتِ باری تعالیٰ کی نفی کردی تھی اور خوارج و مرجئہ نے ایمان و کفر کے پیمانے مقرر کر رکھے تھے اور شیعہ و خوارج نے نظریہ خلافت و حکومت کے سلسلہ میں انتشار پھیلا رکھا تھا۔ امام بخاری نے الجامع میں ان تمام نظریات کو سامنے رکھ کر اپنی کتاب کو مرتب کیا ہے۔ مولانا عبدالسلام المبارکپوی کتاب کی جامعیت اور صحت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صحیح بخاری ہی ایک ایسی کتاب ہے جس پر صحیح اور جامع دونوں کا اطلاق ہوتا ہے جامعیت کی یہ حالت ہے کہ کیفیت وحی اور ابتدائے وحی (جس سے اسلام کی بناء قائم ہوتی ہے) سے لے کر تمام فنون عقائد و عبادات معاملات' سیر' بدءُ العالم' غزوات و تفسیر' فضائل طب' آداب' رقاق اور توحید وغیرہ ۵۴ فنونِ اسلامیہ کی جامع کتاب لکھی۔ ملکی سیاسی قوانین کے علاوہ روز مرہ کے جزوی معاملات کس طرح صاف اور روشن دلائل سے مستنبط کئے۔ غرض بَعدَ کتابِ اللہ یہ ایسی کتاب ہے جو دین اور دنیا دونوں کے معاملات کو سلجھاتی ہے اور مصنّف کے تمام فنون میں قابلیت کی شہادت دیتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اس کے بعد بھی مخالفین اگر صحیح بخاری کی عام قبولیت پر شور و شغب مچائیں تو کب قابل التفات ہے۔

ع: مہ نورے فشاند و سگ بانگ میزند

امام بخاری نے کتاب العلم میں مصطلح الحدیث یا درایت حدیث کے اہم اصول واضح شکل میں مدوّن کردیئے اور اس دور میں یونیورسٹیوں کے نظامِ تعلیم میں بہت سے اصول ایسے ہیں جو اسلامی طریقِ تعلیم سے ماخوذ ہیں اور امام بخاری نے ان اصولوں کو محدثانہ انداز میں کتاب و سنت سے ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں مصنف نے "الجامع الصحیح" میں قواعد فنیّہ مصطلحہ کا بھی بھرپور مظاہرہ کیا ہے اور ان کی رعایت سے اپنے فنِ کمال کو اوج تک پہنچا دیا ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد صحیح بخاری کی فنی حیثیت پر بحث میں آرہا ہے۔

فی الحال ہم صحیح بخاری کے چند فقہی اصولوں کی نشان دہی کرتے ہیں جو کتاب الاعتصام یا کتاب الاحکام میں امام بخاری نے صراحتاً یا اشارۃً بیان کئے ہیں:

(۱) کتاب و سنت چونکہ جوامع کلمات پر مشتمل ہیں اس لئے ان دونوں سے ہر مسئلہ مستنبط ہوسکتا ہے (کمامر)

(۲) دینِ اسلام، اصول و احکام کی حد تک مکمل ہوچکا ہے لہٰذا ان سے تمام مسائل کا استنباط ہوسکتا ہے۔

(۳) سنت قولی فعلی اور تقریری حجت ہے نیز "احسنُ الهدی هدی محمد صلی الله علیه وسلم" کے تحت آپ کے شمائل بھی سنت میں داخل ہیں اور علماء نے شمائل نبوی پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

(۴) جو حکم سنت سے ثابت ہو وہ کتاب الٰہیہ میں داخل ہے۔

(۵) اگر رائے و قیاس نصوص کتاب اللہ کے خلاف ہوں تو مذموم ہیں اور اگر قیاس کی بناء کتاب و سنت پر ہو تو وہ قیاسِ محمود ہے۔

(۶) فرضی طور پر رائے و قیاس کا استعمال وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ میں داخل ہے۔

(۷) کسی حکم کی تفہیم کے لئے تشبیہ و تمثیل سے کام لیا جاسکتا ہے اور یہ رائے و قیاس نہیں ہے۔ اس کو امام بخاری "تَشْبِيْهُ أَصْلٍ مَعْلُوْمٍ بِأَصْلٍ مُبَيَّنٍ" سے بیان کرتے ہیں ابنِ بطال لکھتے ہیں کہ تشبیہ و تمثیل دراصل قیاس ہی کی ایک صورت ہے۔

(۸) اجماعِ امت حجت ہے اور امام مالک کے نزدیک اجماعِ اہلِ مدینہ بھی حجت ہے۔

علامہ کرمانی لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعبارة البخاری مشعرة بان اتفاق اھل الحرمین کلیھما اجماع

"اور امام بخاری کی عبارت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اہلِ حرمین کا اتفاق "اجماع" ہے"

تاہم اجماع سکوتی حجت نہیں ہے جیسا کہ .... میں اشارہ پایا جاتا ہے۔

(۹) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں اجتہاد کے مجاز تھے؟ آیت "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْئٌ" عمومِ نفی پر دالّ ہے۔

(۱۰) رافضہ اور خوارج کا یہ زعم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کسی پر مخفی نہیں رہ سکتے لہٰذا جو احکام بعض سے مخفی ہیں وہ حجت نہیں ہوسکتے۔

امام بخاری نے اس نظریہ کا ردّ کیا ہے اور اخبار آحاد پر عمل کرنے کو اِجماعی مسئلہ جتایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری حدیث کی حجیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماعِ سکوتی حجت نہیں ہے۔

(۱۱) "بابُ الاحکامِ تعرفَ بالدلائلِ" کے تحت بیان کردہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر دلیلِ خاص نہ ہو تو دلیلِ عام سے استدلال کیا جائے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حُمر کے متعلق سوال پر "وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ" آیت تلاوت فرمائی۔

(۱۲) جب حکم مُجمل ہو تو اس کی وضاحت قرائن سے کی جائے گی

(۱۳) اشارہ سے حکم مستنبط کرنا جائز ہے جیسا کہ (فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ) اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ابوبکرؓ آپؐ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔ (قولِ حکیم دہلوی)

(۱۴) امام بخاری "سدِّ الذرائع و اعتبارُ المقاصد" کے قائل ہیں۔ حافظ ابن حجر حدیث "انما الاعمال بالنیات" کے تحت لکھتے ہیں:

والاستدلال بھذا الحدیث علی سد الذرائع و ابطال التحیل من اقوی الادلة وتبع ف ذلك مالکاً

فتح الباری ۱۵/۳۶۰

"اس حدیث سے سدِّ ذرائع اور حیل کے باطل ہونے پر استدلال کرنا چند قوی دلائل میں سے ایک ہے اور اس میں وہ امام مالک کے تابع ہیں"

(۱۵) نصوص کی موجودگی میں نظر و قیاس سے استدلال جائز نہیں۔ (قالہٗ المھلب)

(۱۶) نہی تحریم کے واسطے ہے اور صیغۂ امر وجوب کے لئے مستعمل ہے الّا یہ کی اباحت یا کراہت پر کوئی دلیل ہو جیسا کہ حضرت جابر کا قول ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد الاهلال من العمرة اصیبوا من النساء ولم یعزم علیهم وقول ام عطیة نهینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا

"رسول اکرمؐ نے عمرہ سے اہلال کے بعد فرمایا کہ عورتوں کے پاس جاؤ اور یہ ان پر لازم نہیں کیا گیا تھا۔ اور جس طرح امّ عطیہ کا فرمان ہے کہ ہم جنائز کے پیچھے جانے سے روکے گئے اور یہ ہم پر لازمی بھی نہیں ہے۔"

اور امام مالک اور شافعی کا بھی یہی مسلک ہے کہ

ای الامر علی الایجاب والنہی علی التحریم حتی یقوم دلیل علی خلاف ذلك قال ابن بطال وهذا قول جمهور و قول اکثر الشوافع الامر علی الندب والنهی علی التحریم حتی یدل دلیل علی الوجوب فی الامر و دلیل التحریم فی النهی انتهٰی ۔

"یعنی امر کی دلالت وجوب پر ہے اور نہی تحریم کے لئے ہے حتی کہ کوئی دلیل اس کے خلاف واقع ہو۔ ابن بطال نے کہا اور یہی جمہور کا قول ہے اور اکثر شوافع کا قول یہ ہے کہ اَمر نَدب کے واسطے ہے اور نہی تحریم کے لئے حتیٰ کہ کوئی ایسی دلیل پائی جائے جو امر کی وجوب پر دلالت کروائے اور نہی کی تحریم پر۔"

(۱۷) حدیث تقریر سے استدلال کرتے ہیں (باب ضربُ الدف ج ۱۱ ص ۱۰۸)

قصّہ نکاح عبدالرحمٰن بن عوف (۱۱ / ۳۸)

——— اطلاق سے استدلال جیسا کہ آیت وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً کہ اس میں صدقات مطلق ہے اسی طرح فریضتہ اور حدیث میں ہے "ولو خاتما من حدید"

——— استدلال بالالحاق وھو نوع من القیاس (باب المھر بالعروض و خاتم من حدید، باب استعارة الثیاب وغیرھا) قال الحافظ :

لیس من شئی من احادیث الباب ذکر و انما یوخذ منها بطریق الالحاق ومن مقتضی قول عائشة

"احادیث میں ترجمہ سے کوئی ظاہری مناسبت نہیں تاہم یہ مناسبت حضرت عائشہ کے قول کے مقتضیٰ اور طریقِ الحاق سے ہی پائی جا سکتی ہے۔"

——— کبھی ایسے لفظ سے استدلال کرتے ہیں جس میں دو معنی کا احتمال ہوتا ہے۔

——— "عدمُ المفہوم" سے استدلال صحیح ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاستدلال بعدم المفهوم (واهجر وهن فی المضاجع) اشار فی هجرة النبی صلی الله علیه وسلم نسائه بانه لیس لقوله تعالی فی المضاجع مفهوم

"اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بیویوں سے دور رہنے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "فِي الْمَضَاجِعِ" میں مفہوم نہیں"

——— تقیید مطلق سے استدلال کرلیتے ہیں بشرطیکہ وہاں پر تقیید کے دلائل موجود ہوں (باب مایکرہ من ضرب النساء)

——— "مفہوم" امام بخاری کے نزدیک حجت ہے۔

——— نبی کریمؐ کے تمام افعال مطلقاً حکم پر دلالت نہیں کرتے جیسا کہ آپ کا فرمان "اِنِّي لَا آكُلُ مُتَّكِئًا" منع پر دالّ نہیں ہے۔ (ص ۷۱۴)

باب الترغیب فی النکاح لقوله تعالی: فانکحوا ماطاب لکم (الآیة) قال الحافظ: ووجه الاستدلال انها صیغة امرتقتضی الطلب واقل درجاته الندب فثبت الطلب

——— ضمیر خطاب یا صیغۂ تخاطب، مخاطبین کے ساتھ حکم کی تخصیص نہیں کرتے۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا

اشار ان الشفاهی لایخص وهو کذلك اتفاقا وانما الخلاف هل یخص نصا او استنباطاً

"اس میں یہ اشارہ ہے کہ تخاطب خصوصیت کا فائدہ نہیں دیتا اور یہ متفقہ بات ہے اختلاف اس میں ہے کہ کیا یہ نصاً" خاص کرتا ہے یا استنباطاً""

. الاستدلال باللزوم: باب تزویج المعسر (حدیث ابن مسعود) تزویج الثیبات (حدیث ام حبیبة)، باب الی من ینکح (الخ) قال الحافظ: اشتملت الترجمة علی ثلاثه احکام و تناول الاول والثانی واضح واما الثالث فیوخذمنه باللزوم

——— لزوم سے استدلال: جیسا کہ تنگدست کی شادی کروانے کے باب میں ابن مسعودؓ کی حدیث اور بیوہ عورتوں کی شادی کے بارے میں حدیثِ ام حبیبہؓ ہے اور کس سے شادی کی جائے کے باب میں ——— حافظ ابن حجر نے فرمایا

"یہ ترجمہ تین احکام کو شامل ہے اور پہلے، دوسرے کا مفہوم تو واضح ہے اور تیسرے کا معاملہ یہ ہے کہ وہ لزوم سے اخذ کیا جائے گا" الخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

---- جو باتیں نبی اکرمؐ کی خصوصیات سے نہیں ہیں ان میں دوسرے بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ اس پر "عورت کا اپنے نفس کو نبی اکرمؐ کے لئے پیش کرنے والے قصہ" سے استدلال کیا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا ومن لطائف البخاری انه

لما علم الخصوصية فى قصة الواهبة استنبط من الحديث مالا خصوصية فيه وهو جواز عرض المرءة على الرجل الصالح رغبة فى صلاحه فيجوز له ذلك

"لطائفِ بخاری" میں سے یہ بھی ہے کہ "واہبہ" کے قصہ میں انہیں خصوصیت کا علم ہوا تو انہوں نے اس سے وہ بات اخذ کی جس میں کوئی خصوصیت نہیں اور وہ ہے ---- عورت کا اپنے آپ کو کسی نیک آدمی پر اس کی نیکی کی وجہ سے پیش کرنے کا جواز---"

---- يستدل بالعموم لوجود الصلاحية الا ما دل الدليل على اعتباره وهو استثناء الكافر (باب الكفاءة فى الدين و قوله تعالى (وهو الذى خلق من الماء بشرا فجعله نسباً و صهراً) حافظ ابن حجر نے فرمایا

ذهب الى مذهب مالك فى اعتبار الكفاءة بالدين فان فى النسب من لايحل نكاحه وصهر عام الا ما خصه الدليل فلا تحل نكاح المسلمة بالكافر اصلا ولم يثبت فى اعتبار الكفاءة بالنسب حديث وما ورد من الاحاديث فليست بصحيحة والى اعتبار الكفاءة بالدين ذهب ايضا الشافعى والله اعلم

----باب مايتقى من شؤم المرأة وقوله تعالى ان من ازواجكم (الاية) فان من ههنا للتبعيض قال الحافظ ابن حجر: كانه يشير الى اختصاص الشؤم ببعض النساء دون بعض مما دلت عليه الآية من التبعيض

باب لايتزوج اكثر من اربع اس میں رافضہ کا رد ہے کہ وہ تحدید کے قائل نہیں ہیں۔ مصنف نے تحدید کے لئے آیت "مَثْنیٰ وَ ثُلَاثَ وَ رُبَاعَ" سے استدلال کیا ہے کہ واوؔ بمعنی اَوؔ ہے اور اعداد مذکور میں تخییر ہے۔ جیسا کہ اس کے بعد "فَإِنْ خِفْتُمْ فَوَاحِدَةً" سے مفہوم ہوتا ہے' پس آیت میں جمع سے نکاح کی اجازت دی ہے نہ کہ مجموع سے جیسا کہ آیت "اُولِیْ اَجْنِحَةٍ مَثْنیٰ وَ ثُلَاثَ وَ رُبَاعَ" میں واوؔ بمعنی اَوؔ ہے اور حدیث سے اس کی تبیین ہوتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی بن حسین نے مثنیٰ و ثلاث و رباع کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ واؤ بمعنی اَوْ ہے یعنی تنویع کے لئے ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: وھذا من احسن الادلة علی الرافضة لکونه من تفسیر زین العابدین وھو من ائمتھم الذین یرجعون الی قولھم ویعتقدون عصمتھم ـــ واللہ اعلم

علامہ کرمانی نے "الردود و النقود" میں فقہ الصحیح پر خصوصی توجہ دی ہے۔

شروط البخاری

اس باب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) نے نہایت دقیق و مفید بات کی ہے وہ اپنی کتاب "فتح الباری" میں لکھتے ہیں:

حدیثِ صحیح کی روایت میں امام بخاری کی شروط کو دو طریق سے اخذ کیا جاسکتا ہے

(i) خود کتاب کے نام سے جو امام بخاری نے رکھا ہے

(ii) امام کے تصرف سے استقراء کے ذریعہ جو عموماً ائمہ نے بیان کی ہیں

پہلی بات ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی کتاب کا نام "الجامع الصحیح المسند المختصر من حدیثِ رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم وسُنَنِہٖ و ایامِہٖ" رکھا ہے۔

۱) الجامع کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے حدیث کی کسی ایک صنف کو خاص نہیں کیا بلکہ حدیث کے "انواعِ ثمانیہ" سے انتخاب کیا ہے۔ اس بنا پر اس کا نام الجامع رکھا ہے۔

۲) "الصحیح" کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ضعیف روایت درج نہیں کی گئی۔ چنانچہ امام بخاری نے خود بھی تصریح کی ہے ما ادخلت فی الجامع الا ماصح

"میں نے اپنی "الجامع" میں صحیح احادیث ہی درج کی ہیں"

۳) "المسند" اس سے بتایا ہے کہ اصل میں وہ احادیث لائیں گے جن کی اسناد متصل اور مرفوع ہوگی' عام اس سے کہ وہ حدیث قولی' فعلی ہو یا تقریری۔ اور اگر کسی موقع پر اس کے خلاف آیا ہے وہ تبعاً" اور عرضاً" آیا ہے نہ کہ اصل مقصود کے لحاظ سے۔

اب رہی دوسری صورت یعنی مصنف کے تصرف سے استقراء اور تتبع' تو علماء نے اس پر طبع آزمائی کی ہے اور یہ دراصل امام بخاری کے نزدیک صحیح حدیث کی تعریف جاننے پر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقوف ہے اور امام بخاری کے نزدیک صحتِ حدیث کے لئے اتصالِ اسناد شرط ہے۔ یعنی راوی کی اپنے مروی عنہ سے لقاء ہو جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں کہ امام بخاری اس راوی کی حدیث لاتے ہیں جو "اکثر صُحبَتَہ مَعَ شیخِہٖ وَاَعْرَفُھُم بِحَدِیثِہٖ" ہو۔ اور اگر اس صفت پر نہ ہو تو اس کی روایت متابعات میں لے آتے ہیں جبکہ قرینہ ہو کہ راوی نے اس کو ضبط کیا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء نے صحیح بخاری کو "اصح الکتب" کہا ہے' اب ہم استقراء کے متعلق علماء کے خیالات مفصل بیان کرتے ہیں۔

علامہ حازمی کی رائے

اوپر جو کچھ حافظ ابن حجر کے حوالہ سے ذکر کیا گیا ہے دراصل یہ علامہ حازمی[۱] کی رائے ہے جو انہوں نے "شروط الائمہ الخمسہ" میں امام بخاری کی شرط کی وضاحت کے سلسلہ میں ذکر کی ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

جن محدثین نے حدیثِ صحیح لانے کا التزام کیا ہے وہ مشائخ سے راوی عدل کا التزام کرتے ہیں اور جس سے وہ روایت کرے وہ بھی عدل ہو۔ کیونکہ مشائخ سے روایت کرنے والے صحیح اور موصول دونوں قسم کی روایت کرتے ہیں اور یہ دوسری قسم شواھد و متابعات میں لانے کے قابل تو ہو سکتی ہے' اصول میں لانے کے قابل نہیں ہوتی۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم رواۃ کو پانچ طبقوں میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ صحیحین اور سُنن کی روایات میں تفاوتِ درجات کی نشان وہی ہو سکے۔

طبقاتِ رواۃ

ہر راوی الاصل یعنی جو کثیر الروایہ راوی ہو' علماء نے اس کے اصحاب کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے اور ہر طبقہ کا مقام و مرتبہ متعین کیا ہے مثلاً" امام زھری کے تلامذہ کے پانچ طبقے ہیں:

(۱) جو عدل و اتقان میں تام ہوں اور کمالِ حفظ کے ساتھ متصف ہوں اور پھر ان کو زھری کے ساتھ طولِ ملازمت کا شرف بھی حاصل ہو اور حضر و سفر میں امام زھری کے ساتھ رہے ہوں' امام زھری کی احادیث کو جانچنے کا موقعہ ملا ہو۔ اس طبقہ کی روایت امام بخاری اصالتاً" لاتے ہیں۔

(۲) عدل و ضبط میں پہلے طبقہ کے ساتھ شریک ہو مگر طبقہ اولیٰ کی مثل طولِ ملازمت

(۱) ھو الحافظ زین الدین ابی عبداللہ محمد بن موسیٰ الحازمی المتوفی ۵۸۴ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل نہ ہو اور نہ ہی روایات کی پوری طرح ممارست کا موقع ملا ہو اور اتقان میں بھی پہلے طبقہ سے کمتر ہو۔ اس طبقہ کی روایات امام مسلم تو اصالتہً لاتے ہیں لیکن امام بخاری متابعات اور شواھد میں لاتے ہیں۔

(۳) وہ جماعت جو طبقہ اولی کی طرح امام زھری سے اتصال تو رکھتی ہو لیکن عوامل جرح سے سالم نہ رہی ہو یعنی ردّ و قبول میں بین بین سی ہو یہ امام ابوداؤد اور امام نسائی کی شرط ہے یعنی اس طبقہ کی روایت کو وہ بطور استدلال لے آتے ہیں۔

(۴) جو جرح و تعدیل میں طبقۂ ثالثہ کے ہم درجہ ہوں لیکن زھری کی حدیث کی ممارست بھی بہت کم کی ہو کیونکہ زھری کے ساتھ رہنے کا ان کو بہت کم موقع ملا ہو۔ ایسے رُواۃ جامع ترمذی کی شرط ہیں۔

(۵) طبقہ ضعفاء و مجھولین جن کی روایات ابوابِ احکام کی کتابوں میں صرف اعتبار و استشہاد کے طور پر لائی جاسکتی ہیں' جیسا کہ اصحابِ سنن کرتے ہیں۔ شیخین ان کے نزدیک تک نہیں جاتے۔

آمدم برسرِ مطلب

اس کے بعد علامہ حازمیؒ لکھتے ہیں:

امام بخاری کا مقصود پہلے طبقہ کی روایت کو جمع کرنا ہے مگر کبھی دوسرے طبقہ کے اعیان سے بھی لے آتے ہیں۔ اور امام مسلم دوسرے کے بعد تیسرے طبقہ کے اعیان کی روایت لے آتے ہیں اور امام ابوداؤد تیسرے کے بعد چوتھے طبقہ کے مشاھیر سے بھی۔ حازمی کے اس کلام کی تلخیص کے بعد ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ۲۔

"طبقاتِ رواۃ کی یہ درجہ بندی کثرین کے حق میں ہے۔ لہٰذا زھری کے اصحاب پر نافع' اعمش اور قتادہ وغیرھم کے اصحاب کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔

باقی رہے غیر کثرین' تو شیخین صرف انہی کی حدیث پر اعتماد کرتے ہیں جو ثقہ عدل ہوں اور قلتِ خطا کے ساتھ متصف ہوں' پھر جس پر اعتماد قوی ہو۔ تفرد کی صورت میں بھی اس کی روایت لے آتے ہیں جیسے یحیٰی بن سعید انصاری وغیرہ اور جس پر اعتماد قوی نہ ہو تو اس کی روایت مقرون لاتے ہیں"۔

اب اس کے بعد مقدسی اور امام حاکم کی تتبع اور استقراء پر نظر ڈالیں۔ حافظ ابوالفضل بن طاہر المقدسی اپنی کتاب "شروط الائمہ" میں لکھتے ہیں

(۲) الھدی الساری ج ۱ ص ۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولم ينقل عن و احدمنهم انه قال شرطت ان اخرج فی کتابی مابکون علی الشرط الفلانی و من سبرکتبهم بعلم بذلك شرط کل رجل منهم

"ان میں سے کسی نے بھی نہیں کہا کہ میں نے اپنی کتاب فلاں شرط ملحوظ رکھتے ہوئے ترتیب دی ہے۔ جو آدمی ان کتب کا بغور مطالعہ کرتا اور کھنگالتا ہے وہ استقراء کے ذریعے ان شروط کو پا سکتا ہے"

اس کے بعد تتبع اور استقراء سے صحیحین کی شروط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اعلم ان شرط البخاری و مسلم ان یخرجا الحدیث المتفق علی صحته نقله الی الصحابی المشهور من غیر اختلاف بین ثقات الاثبات اویکون اسناد متصلا غیر مقطوع وان کان للصحابی راویان فصاعداً فحسن وان لم یکن له الا راو واحد وصح الطریق الیه اخرجاه

"جاننا چاہیئے کہ امام بخاری اور مسلم رحمہم اللہ کی یہ شرط ہے کہ ایسے راوی سے حدیث لیں گے جس کی صحت متفقہ ہو اور وہ اس حدیث کو ثقات، ضابط راویوں کے اختلاف کے بغیر اتصالاً مشہور صحابی سے روایت کرے، اور اگر صحابی سے دو یا دو سے زیادہ راوی روایت کریں تو بہت بہتر ہے تاہم اگر ایک ہی راوی صحیح طریق سے مع اتصالِ سند روایت کرے تو اس کی روایت بھی کتاب میں لے آئیں گے"

لیکن امام حاکم "معرفۃ علوم الحدیث" اور "المدخل" میں صحابہ سے نیچے ہر درجہ میں دو راویوں کا ہونا شیخین کی شرط قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

امام بخاری اور مسلم نے صحیح احادیث کے اقسام میں درجہ اولیٰ کو اختیار کیا ہے یعنی وہ حدیث جو صحابیٔ مشہور، رسول اللہ سے روایت کرے، پھر اس سے دو ثقہ تابعین روایت کریں اور تابعی سے دو متقن اور مشہور تبع تابعین روایت کریں، پھر اس سے طبقہ رابعہ کے راوی روایت کریں اور بخاری اور مسلم کے شیوخ بھی حافظ متقن اور مشہور ہوں۔ ۳۔

ایک اعتراض علامہ حازمی نے شروط بخاری میں جو طولِ ملازمت کی شرط لگائی ہے اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ امام بخاری تو صحتِ حدیث کے لئے مطلق لقاء کی شرط لگاتے ہیں "وَلَوْ مَرَّةً" تو یہ ملازمتِ طویلہ کی شرط کہاں سے آگئی۔۔؟

(۳) شروط الائمہ الستہ ص ۱۰ والتعلیق ج ۵ ص ۴۳۳ و ۴۳۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ لِقَاءَةٌ مَرَّةٌ کی شرط طبقہ ثانیہ میں ہے جن کی احادیث توابع اور شواہد کے طور پر لائی جاتی ہیں۔ چنانچہ ابن الوزیر "التنقیح" میں لکھتے ہیں:۴۔

وانه قد يخرج احيانا عن اعيان الطبقه التى تلى هذه فى الاتقان والملازمة لمن رواعنه فلم يلازموه الا ملازمة يسيرة

"اور کبھی کبھی وہ اس طبقہ سے بھی روایت لیتے ہیں جو اتقان اور ملازمت کے اعتبار سے اس طبقے سے کمتر ہیں اور انہوں نے فقط ایک مرتبہ ملاقات کافی سمجھی ہے۔"

لہٰذا اس پر کچھ اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی تضاد ہے۔

بعض اوقات ایک راوی ثقہ ہوتا ہے لیکن بعض دوسرے رجال سے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے جیسے حماد بن سلمہ کے متعلق ہے "اَثْبَتُ النَّاسِ فِی ثَابِتِ الْبُنَانِی" لیکن محدثین نے لکھا ہے کہ ثابت کے علاوہ کسی دوسرے سے روایت میں ضعیف ہے۔ مثلاً" ایوب' داؤد بن ابی ھند' یحیی بن سعید' عمرو بن دینار وغیرھم سے اس کی روایت ضعیف ہے "لِاَنَّهٗ يُخْطِئُ فِیْ حَدِيْثِهِمْ كَثِيْرًا" تو ایسے ثقہ سے شیخین روایت لے آتے ہیں۔

اسی طرح بہت سے ثقات جو "متھم بالبدعۃ" ہیں ان کی ایک جماعۃ سے بھی شیخین نے روایت لی ہے جو "داعی الی البدعۃ" نہ تھے اور اکثر محدثین نے ایسے اھلِ بدعت سے احتجاج کیا ہے۔ ۵۔

ابن طاہر المقدسی' امام حاکم کے اس بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام حاکم کی بیان کردہ شرط حسن ہے لیکن یہ قاعدہ "غرائبُ الصحیحین" میں ٹوٹ جاتا ہے مثلاً" امام بخاریؒ اور مسلمؒ وفات ابی طالب کے قصہ میں "مسیب بن حزن" کی حدیث لائے ہیں مگر اس سے یہ حدیث سعید بن مسیب نے ہی روایت کی ہے اس طرح امام بخاری عمرو بن تغلب کی حدیث "اِنِّی لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ" لائے ہیں جبکہ عمرو بن تغلب سے صرف حسن بصری نے ہی روایت کی ہے۔ اس طرح امام مسلم اپنی الصحیح میں کتاب الایمان و النذور "باب من حلف باللات و العزی" میں زھری کی روایت کے بعد لکھتے ہیں:

(۴) ص ۱۰۳ و شروط الائمہ حازمی

(۵) تدریب الراوی ۲۱۷ ـ ۲۱۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ابوالحسین (مسلم) لایرویه احد غیر الزهری قال: للزهری نحوتسعین حرفا (حدیثا مرسلا) لایشارکه فیها احد باسانید جیاد

"امام ابوالحسین مسلمؒ نے فرمایا کہ زہریؒ کے علاوہ اس سے کوئی روایت نہیں کرتا اور کہا' زہری کی اس سے تقریباً ۹۰ روایات ایسی ہیں جو مُرسل ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی اعلیٰ سند کے ساتھ شریک نہیں ہوا ہے"

علامہ ذہبی لکھتے ہیں: عدی بن عمیر

الکندی و مرادس السلمی اخرج لهما مسلم وما روی عنهما غیر قیس بن ابی حازم وقطبة ابن مالک خرج له مسلم وما حدث عنه سوی زیاد بن علاقة وخرج مسلم لطارق بن اشیم ومارروی عنه الا ولده ابومالک الاشجعی وخرج لبشة الخیر ومارروی عنه الا ابوالملیح الهذلی

"عدی بن عمیر الکندی اور مرداس اسلمی کی احادیث امام مسلمؒ نے ذکر کی ہیں۔ قیس بن ابی حازم اور قطبہ بن مالک کے ماسوا کوئی دوسرا ان دونوں سے روایت کرے تو اس کی روایت بھی لے آتے ہیں سوائے زیادہ بن علاقہ کے۔ اور امام مسلم طارق بن اشیم اور طارق سے اس کے بیٹے ابومالک الاشجعی کی بھی روایت لے آتے ہیں اپنی کتاب میں۔ بُشہ بن خیر کی روایت اور جو ان سے روایت کرے ان کی بھی امام مسلم اپنی کتاب میں احادیث لائے ہیں لیکن جب ابوالملیح الہذلی بشہ سے روایت کرے تو نہیں ذکر کرتے"

یہ چند امثلہ ہم نے ذکر کی ہیں جو امام حاکم کے دعویٰ کی تردید کے لئے کافی ہیں کہ شیخین صرف انہی سے روایت کرتے ہیں جن سے دو یا دو سے زیادہ راوی ہوں۔

امام حاکم کے اس قول سے علامہ حازمی نے یہ سمجھا ہے کہ امام حاکم اول تا آخر دو راوی عدل قرار دیتے ہیں اور ابوالعباس قرطبی نے بھی حازمی کے بالتبع امام حاکم پر اعتراض کیا ہے کہ "اثنین عن اثنین" والی روایات تو صحیحین میں بہت کم پائی جاتی ہیں ۶۔ تاہم امام حاکم کا یہ مطلب نہیں ہے ۷۔ کیونکہ صحیحین میں غرائب بھی ہیں مثلاً" ابوجمیلہ ــــــ کہ ان سے زہری کے سوا کسی نے بھی صحت سند کے ساتھ روایت نہیں کی۔ ۸۔

(۶) شروط الائمہ للحازمی ص ۳۳-۳۵ (۷) جامع الاصول مقدمہ (۸) شروط الائمہ ۳۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربیعہ بن کعب سلمی کہ ان سے صرف ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ہی راوی ہیں ۹۔ اور امام ذہبی نے بخاری میں دس ایسے صحابہ کے نام ذکر کیے کہ ان سے صرف ایک ہی راوی ہے۔ ۱۰۔

صحابہ کی حد تک تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو تو امام حاکم نے بھی مستثنیٰ کیا ہے جیساکہ سخاوی نے لکھا ہے۔ ۱۱۔ اور غیر صحابہ کے سلسلہ میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ۱۲۔

والشرط الذی ذکرہ الحاکم وان کان منتفضاً فی حق بعض الصحابة الذین اخرج لھم لکنه معتبر فی حق من بعدھم فلیس فی الکتاب حدیث اصل من روایة من لیس له الا راو واحد فقط

"اور وہ شرط جس کو امام حاکم نے ذکر کیا ہے اگرچہ صحابہ اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن بعد میں آنے والے راویوں میں یہ شرط معتبر ہے۔ کتاب میں ایسے راوی کی کوئی حدیث نہیں ہے جس سے صرف ایک راوی نے روایت کی ہو"۔

پس امام حاکم کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کے بعد کے رُواۃ صحیحین کے ہر راوی سے فی الجملہ دو کا روایت کرنا ضروری ہے تاکہ جہالت سے نکل جائے یہ نہیں کہ اس خاص حدیث میں یہ ضروری ہے۔ پھر حافظ لکھتے ہیں:

"علوم الحدیث" میں تو حاکم نے فی الجملہ حدیثِ صحیح کے لئے دو کی روایت کو شرط قرار دیا ہے مگر "المدخل" میں صرف صحیحین کی حدیث کے لئے اس کو شرط قرار دیا ہے لہٰذا "المدخل" کی بنسبت "علوم الحدیث" کی عبارت پر زیادہ اعتراض ہے۔"

ابو حفصؒ المیانجی نے حازمی سے بڑھ کر دعویٰ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ شیخین نے اپنی کتابوں میں صحتِ حدیث کے لئے عدد کی شرط لگائی ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب "مالا یَسَعُ المحدّثَ جہلہ" میں لکھتے ہیں: ۱۳۔ ان شرط الشیخین فی صحیحھما ان لا یدخلا فیھا الا ماصح عندھما وذلك مارواہ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم اثنان فصاعدا ونقله عن کل واحد من الصحابة اربعة من التابعین فما کثروا وان یکون عن کل واحد من التابعین اکثر من اربعة

(۹) شروط الائمہ للمقدسی ۱۵ (۱۰) سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۲۵۳۔۲۵۴ وایضا ج ۱۲ ص ۴۷۰
(۱۱) فتح المغیث ص ۱۸ (۱۲) ہدی الساری ج ۱ ص ۶ (۱۳) ص ۹' النکت لابن حجر ۲۴۱ ج ۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"شیخین نے اپنی صحیح میں یہ شرط لازم کی ہے کہ صرف اسی سے روایت لیں گے جو ان کے نزدیک صحیح ہو اور وہ نبیؐ تک دو یا دو سے زیادہ راویوں سے روایت کرے اور لازمی ہے کہ صحابہ سے اس حدیث کو چار تابعین نے سنا ہو اور تابعین سے بھی کم از کم چار راویوں نے اس حدیث کا سماع کیا ہو"۔

ابو حفصؒ کے اس قول کی تردید کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شیخین میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا اور صحیحین میں کتنی ایسی احادیث ہیں جن کو صرف ایک ہی صحابی نے روایت کیا ہے اور ان میں کتنی ایسی احادیث ہیں جن کو صرف ایک ہی تابعی نے روایت کیا ہے جیسا کہ امام مسلم کی تصریح گزر چکی ہے۔

اور مطلق صحیح حدیث میں عدد کی شرط تو ابراھیم بن اسماعیل بن علیہ وغیرہ سے بھی منقول ہے۔ امام شافعی نے الرسالہ (۳۶۹ - ۴۵۸) میں خبر واحد کے وجوبُ العمل ہونے پر باب قائم کیا ہے اور اصولِ فقہ کی اصطلاح میں اخبار آحاد "ان اخبار کو کہا جاتا ہے جو متواتر نہ ہوں عام اس سے کہ اس کا راوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ"۔

معتزلہ نے قبولِ خبر کے لئے چار کی شرط لگائی ہے۔ ابو علی الجبائی المعتزلی ابی الحسین کی کتاب المعتمد کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ۱۴

ان الخبر لایقبل اذا رواہ العدل الواحد الا اذا انضم الیہ خبر عدل آخر (الخ)

"اس عادل راوی کی اس وقت تک حدیث قبول نہ کی جائے گی جب تک کہ وہ اکیلا روایت کرے۔ حتی کہ اس کے ساتھ ایک اور عادل راوی کی روایت بھی مل جائے"۔

علاوہ ازیں ابو منصور البغدادی نے "اثنین عن اثنین" کی شرط لگائی ہے اور انہوں نے اپنے دلائل میں چار احادیث پیش کی ہیں:

. قصۃ ذی الیدین فی السھو فی الصلاۃ، قصۃ ابی بکر فی میراث الجدۃ. قصۃ عمر مع ابی موسی الاشعری فی الاستیذان. قصۃ علی استحلاف من حدثہ

" (i) ذوالیدین کا نماز میں بھولنے والا قصہ (ii) ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دادی کی میراث والا واقعہ (iii) عمر بن خطابؓ کا حضرت موسی اشعریؓ سے اِستیذان والا قصہ (iv) حضرت علی کا روایت پر قسم لینے والا واقعہ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : ان چاروں احادیث کا جواب بالکل واضح ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے

۱ ۔ ذوالیدین کی خبر قبول کرنے میں توقف اس ظاہری شک کی وجہ سے تھا کہ اکابر صحابہ کی موجودگی میں یہ اکیلا خبر دے رہا تھا ورنہ متعدد مواقع پر آپؐ نے اکیلے کی خبر پر اعتماد کیا ہے دیکھئے بخاری' کتاب اخبار الاحاد

۲ ۔ حضرت صدیق اکبر نے محض تثبت کے لئے توقف کیا ورنہ حضرت صدیق نے کفن کی مقدار میں حضرت عائشہ اکیلی کی روایت پر عمل کیا۔۔۔۔ وغیرہ

۳ ۔ حضرت عمرؓ بھی تثبت چاہتے تھے کیونکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر کے انکار پر یہ حدیث سنائی تھی ورنہ حضرت عمرؓ نے مجوس ہجر سے جزیہ کے بارے میں اکیلے عبدالرحمٰن بن عوف کی خبر پر عمل کیا۔ اسی طرح طاعون سے فرار کے سلسلہ میں بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی خبر پر عمل کیا علاوہ ازیں بہت سے واقعات ہیں جن میں حضرت عمر نے خبر واحد پر اعتماد کیا۔

۴ ۔ حضرت علیؓ کے استحلاف والی روایت اولاً تو ضعیف ہے کہ اس کے تمام طرق میں اسماء بن الحکم الفزاری ہے۔ امام بخاری "التاریخ الکبیر" میں لکھتے ہیں:

لم یروعنه الاهذا الحدیث و حدیث الاخرلم یتابع علیه

"اس سے اس حدیث کے علاوہ کسی حدیث کی روایت نہیں کی گئی اور دوسری حدیث کی متابعت نہیں ہے"

اور صحابہ کرام روایات پر قسم نہیں لیتے تھے۔

الغرض اسماء بن الحکم مجہول ہے اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو تو احتیاط میں مبالغہ پر محمول ہے

صحیحین کی ارجحیت

اب یہاں ہم صحیحین کی ارجحیت کی طرف اِشارہ کرتے ہیں جس کا تعلق صحیحین کی شرط سے ہے اور احناف نے اس کی نفی کر کے حنفی فقہ کو مؤید کرنے کی کوشش کی ہے۔

ابن الھمام "التحریر فی الاصول" اور "فتح القدیر" شرح ھدایہ میں لکھتے ہیں :

کون ما فی الصحیحین راجحاً علی ماروی برجالهما فی غیرهما اوما تحقق فیه شرطهما بعدامامة المخرج تحکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی صحیحین کی ارجحیت ان کے رجال کے معتبر شروط کی وجہ سے ہے۔ اگر وہی شروط ان رواۃ کی حدیث میں پائی جائیں جو حدیث کی دوسری کتابوں (سنن وغیرہ) میں ہے تو پھر ما فی الصحیحین پر اصحیت کا حکم لگانا سراسر تحکم ہے۔ ۱۵۔

ابن الھمام کی دونوں جگہ کلام کا مطلب ایک ہی ہے یعنی دوسری حدیث کی کتابوں میں بھی انہی رجال کے ساتھ حدیث پائی جائے تو پھر صحیحین کو راجح کہنا خلافِ واقعہ ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں

کسی معین راوی پر یہ حکم لگانا کہ اس میں شروطِ عدالت و ضبط قطعی طور پر پائی جاتی ہیں یہ بھی خلافِ واقع ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس میں شروطِ قبولیت متحقق نہ ہوں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحیح مسلم میں بہت سے رواۃ ہیں جو عوامِل جرح سے بری نہیں ہیں۔ یہی حال صحیح بخاری کا ہے کہ رواۃ کی ایک جماعت پر جرح کی گئی ہے معلوم ہوا کہ ائمہ اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرتے ہیں کہ فلاں راوی متصف بصفاتِ قبولیت ہے اور فلاں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ایک محدث ایک راوی کی تضعیف کرتا ہے اور دوسرا اس کی توثیق کرتا ہے اور دونوں اپنے اپنے علم کے مطابق حکم لگاتے ہیں۔ واقعہ کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے۔

ابن الھمام کے اعتراض کا جواب

اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ صحیحین کی ارجحیت صرف رجال اور شروط پر موقوف نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو بلاشبہ انہی رواۃ سے خارج از صحیحین روایت بھی صحیحین کی روایت کی مثل ہوسکتی تھی۔ مگر یہاں پر ارجحیت کے دیگر عوامل بھی ہیں جو صحیحین کے سوا دوسری کتابوں میں نہیں پائے جاتے۔

علماء نے احادیثِ صحیحہ کی درجہ بندی کی ہے اور ان کے سات درجے قرار دیئے ہیں اور وہ درجہ بندی جو مقدمہ ابن الصلاح میں مذکور ہے ۱۶۔ تمام علماء اس پر متفق ہیں:

(i) ما اتفق علیہ البخاری و مسلم (ii) ما انفرد بہ البخاری
(iii) ما انفرد بہ مسلم (iv) صحیح علی شرطھما ولم یخرج واحد منھما

(۱۴) المعتمد لابی الحسین البصری ج ۱ ص ۶۲۲
(۱۵) التحریر مع التیسیر ج ۳ ص ۱۶۶ و فتح القدیر
(۱۶) ابن الصلاح ص ۲۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(v) صحیح علی شرط البخاری (vi) صحیح علی شرط مسلم
(vii) صحیح عند غیرھما

پس صرف رجالِ اسناد کی بات نہیں ہے بلکہ صحیحین کو تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے بھی ارجحیت حاصل ہے اور اس فضیلت میں کوئی دوسری کتاب ان کی سہیم و حصہ دار نہیں ہے۔

دراصل مثل رجال قرار دینے سے احناف کی غرض یہ ہے کہ فقہاء حنفیہ اور محدثین کے مابین معارضہ پیدا کرکے حنفیت کی تائید کے لئے راستہ ہموار کیا جائے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی "شرح سفر السعادۃ" کے مقدمہ میں ابن ہمام کی اس تنقید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وھذا مفید نافع فی غرضنا من شرح ھذا الکتاب وھو تائید المذھب الحنفی

"اس کتاب کی شرح ہمارے مقصد کے اعتبار سے مفید اور نفع بخش ہے اور اس میں حنفی مذہب کی تائید ہے"۔

شیخ دہلوی کی اس تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ ابن الھمام اس تنقید سے حنفیہ کے لئے راستہ نکالنا چاہتے ہیں کیونکہ صحیحین دو ایسی کتابیں ہیں جن میں حنفیت کے خلاف زیادہ مواد پایا جاتا ہے۔ کاش احناف یہ کوشش نہ کرتے اور امام بخاری کے بلند مرتبہ ہونے پر حسد سے کام نہ لیتے امام بخاری کی شخصیت وہ ہے کہ ابن المدینی جیسے علل حدیث کے علامہ ان کی قدر و منزلت کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر صحیحین کے فضل و مرتبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لم یق

سبیل الی ضبط مااراعاہ واحتاطاہ علی مبلغ کمالھما وخبرتھما فی دقائق التصحیح والعلل فی کتابیھما وقد لبث انھما اخرجھما عن الوف من الصحاح الثابتۃ عندھما حتی قال البخاری احفظ مائۃ الف حدیث صحیح ومائتی الف حدیث غیر صحیح وقال مسلم لیس عندی کل شئی من الصحیح وضعتہ ھھنا وانما وضعت ھھنا ما اجمعوا علیہ فدققنا النظر فی الصحیح عندھما واخرجنا منھا اللب

"شیخین نے انتہائی احتیاط اور فنِ تصحیح و علل میں اپنی کمال واقفیت کی بنا پر اپنی صحیحین میں احادیث درج کرنے میں محنت میں کوئی کمی نہیں کی اور تحقیق میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں جانے دیا جبکہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے لاکھوں صحاح احادیث سے ان روایات کو اپنی کتاب میں درج کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے اخذ کیا۔ حتی کہ امام بخاری نے فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث حفظ ہیں اور امام مسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی تمام صحیح روایات اِس کتاب میں جمع نہیں کر دیں بلکہ فقط وہ احادیث شامل کی ہیں جن کی صحت پر اجماع ہے۔ مزید برآں بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے ان احادیث کی صحت کی چھان پھٹک میں بہت دقتِ نظر سے کام لیا ہے"

اور یہ تدقیق اور مغز کا نکالنا ان کی شروط کی بنا پر ہے اور چونکہ شروط کی انہوں نے تصریح نہیں کی لہٰذا ضروری ہے کہ بعینہٖ ان رجال سے روایت لائی جائے اور امام نووی بھی لکھتے ہیں: "علماء کا کسی روایت کو علیٰ شرطِ شیخین کہہ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس روایت کے راوی صحیحین کے رجال میں سے ہیں" (مقدمہ)

اور شیخین کے زمانہ اور اس کے بعد شیخین کے برابر کا کوئی حاذقِ فن نہیں ہوا' لہٰذا علی شرط الشیخین کا مطلب یہی ہے کہ ان کے رجال سے روایت لائی جائے اور انہی رجال سے روایت لانے سے شیخین کی ارجحیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یعنی ارجحیت پھر بھی قائم رہے گی اس کی متعدد وجوہ ہیں:

۱) شیخین کا کسی حدیث کی تصحیح کا مدار صرف راوی کی عدالت اور اتصال پر نہیں ہے بلکہ راوی کے اپنے مروی عنہ سے طولِ ملازمت اور اس کی حدیث کی ممارست پر ہے۔ (کما مر فی بیان الطبقات)

۲) بسا اوقات شیخین ان ثقات سے روایت کرتے ہیں جو مخصوص اشخاص سے روایت میں ضعیف سمجھے گئے ہیں لیکن شیخین ان سے ان لوگوں کی حدیث لاتے ہیں جن میں ضعف نہیں ہوتا مثلاً" ہشیم ثقہ ہے مگر زہری سے اس کی روایت ضعیف ہے۔ اسی طرح ہمام ثقہ ہے مگر ابنِ ہمام سے اس کی روایت ضعیف ہے حالانکہ یہ دونوں راوی صحیحین کے ہیں لیکن شیخین ان کی روایت زہری اور ابن جریج سے نہیں لاتے جن سے ان کی روایت ضعیف سمجھی گئی ہے۔ اس بنا پر ابن الصلاح لکھتے ہیں: (مقدمہ شرح مسلم لابن الصلاح: ص ۸)

من حکم لشخص بمجرد روایة مسلم عنه فی صحیحه بانه من شرط الصحیح فقد غفل واخطأ بل ذلك یتوقف علی النظر فی کیفیة روایة مسلم عنه وعلی ای وجه اعتمد علیه

"جو آدمی فقط امام مسلم کا کسی شخص سے اپنی کتاب میں روایت لانے کو اس کا پیمانہ سمجھ بیٹھے کہ یہ تو راوی علیٰ شرطِ صحیح ہے تو ایسا آدمی واضح غلطی پر ہے۔ اسے دیکھنا ہوگا کہ امام مسلم نے اس سے کس کیفیت میں حدیث حاصل کی اور کن باتوں کو ملحوظ خاطر رکھا اور کس بنا پر اعتماد کیا؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳) جو لوگ ان کے رجال سے ملفق اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں اسے بھی علی شرط صحیحین نہیں کہہ سکتے مثلاً"

سماک عن عکرمہ عن ابن عباس

کہ سماک رجال مسلم سے ہے اور عکرمہ رجال بخاری سے لہٰذا ملفقا" ان کی روایت کو علی شرط الشیخین نہیں کہہ سکتے۔

۴) شیخین نے ایک راوی سے اختلاط سے قبل روایت لی ہوتی ہے اب اختلاط سے بعد والی روایت کو علی شرط احدھما نہیں کہہ سکتے مثلاً" احمد بن عبدالرحمٰن ابن اخی عبداللہ بن وھب کی روایت جو ۲۵۰ھ کے بعد (جب امام مسلم مصر سے چلے آئے تھے) مختلط ہوگیا تھا لہٰذا اختلاط سے بعد والی روایت کو علی شرط مسلم نہیں کہہ سکتے۔

۵) امام مسلم بعض ضعفاء کی روایاتِ صحیحہ درج کرتے ہیں جیسا کہ معترض نے بیان کیا ہے مگر وہ روایات متابعات و شواھد میں لاتے ہیں اصالۃً نہیں۔ لہٰذا صحیح کے مقصد کے خلاف نہیں ہیں پس ایسی روایت کو علی شرط مسلم نہیں کہہ سکتے۔

٦) بعض اوقات امام مسلم غیر اثبات کی اس روایت کو بھی لے آتے ہیں جو اثبات نے بھی ان شیوخ سے روایت کی ہوتی ہے لیکن وہ سند نازل کے ساتھ ہوتی ہے اور امام مسلم علو والی روایت لاتے ہیں مثلاً" اسباط بن نصر' قطن اور احمد بن عیسٰی سے روایت پر جب ابوزرعۃ نے ملامت کی تو امام مسلم نے معذرت کی اور کہا

انما أدخلت من حديثهم مارواه الثقات عن شيوخهم الا انه ربما وقع الى عنهم بارتفاع ويكون عندى برواية اوثق منهم بنزول فاقتصره على ذلك

"میں نے اپنی صحیح میں ان ثقہ راویوں کی حدیث ذکر کی ہے جو اپنے ثقہ شیوخ سے حدیث بیان کریں الا یہ کہ میرے پاس کسی ثقہ راوی کی عُلو والی روایت ہو اور اس سے اوثق کی روایت بھی موجود ہو جو کہ نازل ہو تو تب میں عالی روایت کو ذکر کرتا ہوں اور اوثق کی روایت ترک کر دیتا ہوں"

(مقدمہ صحیح مسلم للنووی")

اور اس کا باعث صرف عُلو ہی نہیں ہوتا بلکہ متہم راوی کی روایت میں متعدد محاسن بھی پائے جاتے ہیں مثلاً" بخاری کی بعض اسانید میں مروان مذکور ہے تاہم وہ روایت دوسرے طریق سے بھی آئی ہوتی ہے اس لئے امام بخاری مروان والی روایت لے آتے ہیں تو یہ کوئی اعتراض کی چیز نہیں ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً" علی بن حسین بن علی بن ابی طالب عن مروان بن الحکم والی روایت! تو جو حقیقت حال سے آگاہ نہیں وہ مروان کو علی بن حسین کا شیخ سمجھ لیتا ہے وَھٰذَا وَاللّٰہِ لَخَفَاءٌ عَظِیْمٌ اور محدثین باوجود اس کے کہ ان کو کسی راوی کے کذاب ہونے کا علم ہوتا ہے مگر اس سے وہ روایت لے لیتے ہیں جو کذب نہیں ہوتی کیونکہ وہ ثقات سے مروی ہوتی ہے سفیان کے متعلق مشہور ہے وہ کہا کرتے : حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ وَھُوَ کَذَّابٌ

پس ہمارے اس بیان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دوسروں کی شیخین کے رجال سے روایت مساوات کی مقتضی نہیں ہے۔

۷) اگر ابن ماجہ وغیرہ کی بعض اسانید کو صحیحین کی اسانید کے برابر بھی فرض کرلیں تو پھر بھی دوسری کتابوں کی مرویات صحیحین کے مساوی نہیں ہوسکتیں کیونکہ علل متن کی معرفت میں دوسرے مشائخ امام بخاری اور مسلم کے برابر نہیں ہوسکتے لہٰذا صحیحین کی روایت اصحاب التصانیف میں ارجحیت کا وصف قائم رہے گا۔ ابن الصلاح نے مقدمہ میں ایسی امثلہ ذکر کی ہیں جو صحتِ سند کے باوجود معلول ہیں۔

۸) ہم ذکر کر آئے ہیں کہ صحیحین کو تلقی بالقبول کی خصوصیت حاصل ہے جو تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اور یہ ایسی خصوصیت ہے کہ جو دوسری کسی کتاب کو حاصل نہیں ہے اور اس کا تعلق نفسِ صحت کے ساتھ ہے' اس بنا پر صحیحین کی آحاد بھی وجوبِ عمل میں قطعی ہیں اور جن اسانید پر جرح کی گئی ہے ان میں بھی ہم کہتے ہیں کہ شیخین نے ان کی روایت کے شفاف ہونے میں اپنی طاقت صرف کی ہے اور ان اسانید کی تصحیح کی ہے اور جرح کرنے والے شیخین کے مقابلہ میں ہیچ ہیں لہٰذا ان کی جرح غیر معتبر ہے۔ اور علماء نے ہر حدیث پر اعتراض کے جوابات دیئے ہیں اور اس پر مستقل رسالے لکھے گئے ہیں اور پھر امام دار قطنی وغیرہ جرح کرنے والے بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا تدارک ہوسکتا ہے۔ صحیحین کی ارجحیت کی یہ آٹھ وجوہ ہیں ان میں سے بعض کی تفصیل آئندہ قول "الحاکم علی شرطھما" میں آرہی ہے۔

یہ بحث دراصل شرط الصحیحین کا تتمہ ہے جسے الگ شذرہ کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

(مرتب)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول الحاکم علی شرطھما

امام حاکم کی "المستدرک" پر مختلف علماء نے اظہار خیال کیا ہے۔ جن میں ابنُ الصلاح اور ان کے بالتبع ابن دقیق العید اور امام ذہبی ہیں۔ ابن الصلاح لکھتے ہیں

امام حاکم شرطِ صحیح میں متساھل ہیں' اس لئے ان کے بارے میں توسط سے کام لیا جائے جس حدیث پر صحت کا حکم لگانے میں منفرد ہوں اگر وہ صحیح نہیں ہے تو من قبیلِ حسن ہے لہٰذا وہ قابل عمل و احتجاج ہے الا یہ کہ اس میں سبب ضعف ظاہر ہو جائے۔ ۱۸؎

علامہ مالینی کی رائے

اس کے برعکس علامہ مالینی لکھتے ہیں: ۱۹؎

طالعت المستدرک علی الشیخین الذی صنفه الحاکم من اوله الی آخره فلم ار فیه حدیثاً علی شرطهما

"میں نے امام حاکم کی تصنیف "مستدرک علی الشیخین" کا شروع تا آخر مطالعہ کیا ہے اور مجھے اس میں کوئی بھی حدیث شیخین کی شرط پر نہیں ملی"

حافظ عبدالغنی المقدسی (۶۰۰ھ) کا قول ہے: نظرت الی وقت املائی علیک هذا الکلام فلم اجد حدیثا علی شرط البخاری ومسلم لم یخرجاه الاثلاثة احادیث ۲۰؎

(۱) حدیث انس: یطلع علیکم الان رجل من اهل الجنة (مستدرک ومسند احمد ۳/۱۶۶ فی حدیث طویل)

(۲) حدیث الحجاج بن علاط لما اسلم قال یارسول الله ان لی اهلا ومالا وانی ارید ان آتیهم فأنا فی حل ان قلت شیئاً الحدیث ۲۱؎

(۳) حدیث علی: لایؤمن العبد حتی یومن باربع ۲۲؎

"آپ کو املا لکھواتے ہوئے میری اس کلام پر نگاہ پڑی۔ پس میں نے اس کتاب میں شیخین کی شرط پر تین احادیث کے ماسوا کسی حدیث کو نہیں پایا

---

(۱۸) مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۸ (۱۹) احمد بن محمد بن احمد الانصاری الھروی (۴۱۲ھ)

(۲۰) طبقات سبکی ۴/۱۶۵ توضیح الافکار ۱/۶۵ وعزاہ الی الذہبی فی النبلا'

(۲۱) رواہ عبدالرزاق فی المصنف بطولہ (۵/۴۶۶) و طبقات ابن سعد (۴/۲۶۹) و مسند احمد (۳/۱۳۸) و تحفۃ الاشراف ۱/۱۵۳ (۲۲) المستدرک ۱/۳۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ذہبی نے المالینی کے قول پر تعاقب کیا ہے اور لکھا ہے: هذا غلو واسراف والا ففی المستدرک جملة وافرة علی شرطهما وجملة کثیرة علی شرط احدهما وهوقدرالنصف وفیه نحوالربع مماصح سنده اوحسن وفیه بعض العلل ۲٤ وباقیه مناکیر وواهیات وفیه موضوعات افردتها فی جزء

"امام مالینیؒ کا یہ قول افراط و تفریط کا شکار ہے۔ وگرنہ مجھے مستدرک میں بے شمار احادیث دونوں یا کسی ایک کی شرط پر ملی ہیں اور ان کی تعداد تقریباً" تمام کتاب کا نصف ہے جو کہ علی شرطِ شیخین ہیں اور تقریباً" چوتھائی احادیث صحیح یا حسن درجے کی ہیں۔ کچھ احادیث معلول بھی ہیں' کچھ مناکیر اور موضوعات بھی ہیں جنہیں میں نے اپنی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ ۲۳۔

حافظ ابن حجر بھی تقریباً" ذہبیؒ کے تبصرہ کی حمایت کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "مستدرک کی متعدد اقسام ہیں۔ ہر قسم کی تقسیم ممکن ہے' کچھ شروط کے ساتھ تو کہہ سکتے ہیں کہ کوئی روایت ایسی نہیں ہے جس کی اصل یا نظیر کو شیخین نے روایت نہ کیا ہو"۔

اب ہم اصل بحث پر آتے ہیں کہ جب امام حاکم یہ کہتے ہیں

الحدیث صحیح علی شرطهما ولم یخرجاه

"یہ حدیث بخاری و مسلم کی شروط پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس حدیث کو نہیں ذکر کیا"۔

تو اس جملہ کا کیا مطلب ہے؟ علماء نے اس کی تشریح میں بھی اختلاف کیا ہے اور ہر ایک نے تتبع سے اپنی رائے قائم کی ہے۔

ابن الصلاح' ابن دقیق العید اور علامہ ذہبی تو علی شرطھما سے بعینہ رواۃ اور رجال لیتے ہیں۔ لیکن علامہ عراقی نے اس کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ مستدرک کے خطبہ میں امام حاکم نے خود لکھا ہے وانا استعین الله تعالی علی اخراج احادیث

رواتها ثقات قد احتج بمثل رواتها الشیخان او احدهما

(۲۳) تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۷۲

(۲۴) طبقات سبکی ۴/۱۶۵ (۲۵) النکت للعراقی ص ۳۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور میں ایسی احادیث کو اپنی کتاب میں لانے کے لئے اللہ کی توفیق کا طالب ہوں کہ جو ثقہ سے مروی ہوں یا ان سے مروی ہوں جنہیں امام بخاری' مسلم یا کسی ایک نے اپنی کتب میں بطورِ حجت ذکر کیا ہو"

جس سے واضح ہوتا ہے کہ بعینہ رجالِ صحیحین مراد نہیں ہیں بلکہ ان کی صفات کے رجال مراد ہیں۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ "ھا" ضمیر کا مرجع احادیث ہوں یعنی شیخین نے ان جیسی احادیث سے استدلال کیا ہو۔ ۲۵۔

یہ صحیح ہے کہ مثل کا لفظ غیریت کو چاہتا ہے لیکن محاورہ میں "مثل الشیئ" کا لفظ عین شیئ پر بھی بولا جاتا ہے۔ پس عین رجال مراد لینا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ جب کسی حدیث کی اسناد میں ایسا راوی ہوتا ہے جو صحیحین کا راوی نہیں ہوتا تو امام حاکم حدیث کے بعد "علی شرطھما" نہیں کہتے بلکہ "ھٰذا حَدِیثٌ صحیح الاسناد" کہتے ہیں: ۲۶۔

مثلاً" باب التوبہ میں ایک حدیث عن ابی عثمان عن ابی ھریرہ مرفوعاً" ہے: "لَا تَنْزِعُ الرَّحْمَةَ اِلَّا مِنْ شَقِیٍّ" امام حاکم نے اس کی تخریج کے بعد صرف "ھذا حدیث صحیح الاسناد" کہا ہے اور لکھا ہے

وابو عثمان ھذا لیس ھوالنھدی ولوکان النھدی لحکمت بالحدیث علی شرطھما

"اور یہ ابو عثمان ——— النھدی نہیں ہے اگر یہ "النھدی" ہوتا تو میں اس حدیث پر "علیٰ شرطِ شیخین" کا حکم لگاتا"

پس امام حاکم کے اس قول سے حافظ ابن الصلاح وغیرہ کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ امام حاکم نے احادیث پر صحت کا حکم لگانے اور "لم یخرجاہ" کہنے میں تساہل سے کام لیا ہے۔ تاہم علی شرطھما کی تشریح میں مزید تفصیل کی ضرورت ہے' جو حسب ذیل ہے:

(الف) یہ "علی شرطھما" کا حکم کل رواۃ کے مجموعہ کے اعتبار سے ہوتا ہے ورنہ بعض احادیث کی اسانید ملفق ہوتی ہیں۔ یعنی شیخین نے انفراداً" ان رواۃ سے احتجاج کیا ہوتا ہے لیکن اجتماعاً" نہیں۔ لہٰذا ایسی اسناد کو علی شرطھما نہیں کہہ سکتے مثلاً" "سفیان بن حسین عن الزھری" کہ یہ دونوں صحیحین کے راوی ہیں اور سفیان فی نفسہ ثقہ بھی ہے مگر زھری سے ضعیف ۲۷۔ ہے اس لئے سفیان بن حسین عن الزھری کے مجموعہ کو علی شرطھما نہیں کہہ سکتے اور محدثین جب "فلان عن فلان ضعیف" کہتے ہیں تو اس کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے۔

(۲۶) المستدرک ۲۴۹/۴ (۲۷) وفی التقریب ثقتہ فی غیر الزھری باتفاقھم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اگر کسی اسناد میں دو راوی ایسے ہوں کہ ایک سے بخاری نے احتجاج کیا ہو اور دوسرے سے مسلم نے' مثلاً" شعبہ عن سماک بن حرب ۲۸۔ عن عکرمہ عن ابن عباس کہ سماک سے امام مسلم نے احتجاج کیا بشرطیکہ اس سے راوی ثقہ ہو اور امام بخاری نے صرف عکرمہ سے احتجاج کیا ہے تو ایسی اسناد کو بھی علی شرطھما نہیں کہہ سکتے۔

اور پھر یہ بھی شرط ہے کہ اس اسناد میں کسی مدلس کا عنعنہ نہ ہو اور نہ ہی مختلط راوی ہو۔ جس سے بعد از اختلاط روایت لی گئی ہو کیونکہ ایسی سند کو بھی علی شرط الشیخین نہیں کہہ سکتے' ہاں اگر مدلس کی تحدیث ثابت ہو جائے اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ مختلط سے قبل از اختلاط روایت لی گئی ہے تو اس کو علی شرط الشیخین کہہ سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا شروط کے ساتھ المستدرک میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسی حدیث ہوگی جس کی نظیر یا مثل صحیحین میں نہ ہو یا شیخین نے اصول میں اس کو روایت نہ کیا ہو۔ تاہم المستدرک میں بہت سی روایات ہیں جن کی صحیحین میں بھی تخریج کی گئی ہے لیکن امام حاکم نے توہماً "ولم یخرجاہ" کہہ دیا ہے۔ ۲۹۔

المستدرک میں ایسی روایات بھی ہیں جن کے رواۃ سے شیخان نے تخریج کی ہے' لیکن ان کو شواھد و متابعات یا تعالیق میں ذکر کیا ہے یا مقرون بغیرہ مذکور ہیں یا کوئی ایسا راوی ہے جو رجال صحیحین سے ہے مگر تفرد یا ثقات کی مخالفت کی وجہ سے اس سے گریز کیا ہے' مثلاً" امام مسلم نے اپنی صحیح میں العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ھریرہ کے نسخہ سے بعض روایات درج کی ہیں لیکن وہ بھی جن میں تفرد نہیں ہے۔ اور باقی روایات کو چھوڑ دیا ہے جن میں تفرد پایا جاتا ہے لہٰذا ان باقی کو علی شرطھما نہیں کہہ سکتے حالانکہ نسخہ ایک ہی ہے۔ ۳۰۔

امام حاکم نے "المدخل" میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس میں ان رواۃ کا ذکر کیا ہے جن کی احادیث شیخین متابعت اور شواھد کے طور پر لاتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کی روایات کو علی شرطھما کہہ دیا ہے' حالانکہ ان رواۃ کی احادیث درجہ "الصحیح" سے کم تر ہیں اور شاذ و نادر ضعیف بھی ہیں اور اکثر احادیث درجہ حسن پر ہیں اور پھر امام حاکم تقسیم ثنائی کے قائل ہیں جو حسن کو صحیح میں داخل کرتے ہیں تاہم علی شرطھما کہنے پر ان سے مناقشہ کیا جائے گا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں "وَھٰذَا الْقِسْمُ ھُوَ عُمْدَۃُ الْکِتَابِ"

---

(۲۸) سماک بن حرب الذھلی الکوفی قال فی التقریب: صدوق و روایتہ عن عکرمہ خاصۃ مضطربۃ وقد تغیر بآخرہ مات ۱۲۳ھ

(۲۹) المستدرک ۴/۲۳۰ (۳۰) ملخص من النکت لابن حجر ج ۱ ص ۳۱۴ ــ ۳۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المستدرک میں اس نوع کی احادیث بہت ہیں جو صحیحین میں نہ تو اصالتہً مذکور ہیں اور نہ ہی شواھد و متابعات میں۔ مگر امام حاکم ان کو ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ کہہ دیتے ہیں مثلاً "باب التزین ۲۹۔ للعیدین" میں ہے "اللیث عن اسحاق بن بزرج عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما" اس روایت کے بعد امام حاکم لکھتے ہیں ۳۱۔

لولاجهالة اسحق لحكمت بصحته

"اگر اسحٰق جہالت سے متصف نہ ہوتا تو میں اس کی روایت کو صحیح گردانتا"

اس کے بعد حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"بڑی آفت یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث "المستدرک" میں مذکور ہیں اور امام حاکم نے ان پر صحت کا حکم لگایا ہے۔"

مزید برآں امام حاکم نے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ کا ترجمہ "المستدرک" میں درج کردیا اور یہاں تک کہہ دیا ہے:

هذا حديث صحيح الاسناد وهواول صحيح ذكرته لعبدالرحمن

"یہ حدیث سنداً صحیح ہے اور یہ پہلی صحیح حدیث ہے جس کو میں نے عبدالرحمٰن سے ذکر کیا ہے"

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ وہی حدیث ہے جسے قصہ آدم میں حافظ ابن کثیر نے البدایہ (۸۱/۱) میں ذکر کیا ہے (رَأَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) اور لکھا ہے رواہ الحاکم والبیھقی وابن عساکر و عبدالرحمن بن زید عن ابیہ ضعیف مگر حافظ ذہبیؒ نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ المستدرک ۶۱۵/۳

موضوع وعبدالرحمن واه رواه عنه عبدالله بن مسلم الفهرى ولاادرى من ذا؟

"موضوع حدیث ہے اور عبدالرحمٰن کچھ بھی نہیں ہے اس سے عبداللہ بن مسلم الفہری نے روایت کیا ہے مجھے معلوم نہیں یہ کون ہے؟"

پھر امام حاکم نے خود ہی "کتاب الضعفاء" میں اسی عبدالرحمٰن کے متعلق لکھا ہے۔ عبدالرحمن زید بن اسلم یروی عن ابیه احادیث موضوعة لایخفی علی من تاملها من اهل الصنعة بان الحمل فیها علیه لان الجرح لاستحله تقلیدًا

(۳۱) المستدرک ۲۳۰/۴ وقال الحافظ فی اللسان (۳۵۳/۱) لیث عن اسحق عن الحسن ذکرہ ابن حبان فی الثقات ولم یذکر ابن ابی حاتم فیہ جرحا وراجع لترجمتہ الجرح والتعدیل (۲۱۳/۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے باپ سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے اور اہلِ فن میں سے جنہوں نے ان احادیث پر تامل کیا ان پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ان احادیث میں یہی شخص مجروح ہے اور میں جرح میں تقلید کا قائل نہیں ہوں"۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تساہل اور تسامح کے ساتھ امام حاکم کے کلام میں تضاد بھی پایا جاتا ہے۔ بایں وجہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

فكان هذا من عجائب ماوقع له من التساهل والغفلة والله اعلم بالصواب

"ان سے اس قدر تساہل اور غفلت کا صدور عجیب بات ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے"

الجامع الصحیح اور تکرارِ حدیث

امام بخاری نے اپنی صحیح کی بنیاد چونکہ فقہی ابواب پر رکھی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ استنباط کے لئے مختلف ابواب میں احادیث کی تقطیع کی گئی ہے اور ایک ہی حدیث کو متعدد تراجم کے تحت مکرر لایا گیا ہے۔ حتی کہ ایک ہی حدیث کو دس سے زیادہ مرتبہ لانا پڑا ہے اور حضرت عائشہ کی بریرہ والی حدیث تو بیس سے زیادہ مرتبہ تکرار ہوگئی ہے تاہم تکرار محض استنباط تک محدود نہیں رہا بلکہ اس سے اسناد کو فروغ ہوا حدیث اور طرقِ حدیث کا احصاء ہو تا گیا اور اختلافِ الفاظ بھی سامنے آیا جو نہایتِ فوائد حدیثیہ ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ الجامع الصحیح میں احادیث تو مکرر ہیں۔ لیکن کوئی حدیث بعینہ پہلے سند و متن کے ساتھ مکرر نہیں ہے بلکہ اسناد و متن میں تغایر پایا جاتا ہے۔ حتی کہ اصطلاحِ محدثین میں وہ دو حدیثیں شمار ہوتی ہیں اور اگر مخرج حدیث تنگ ہو جائے اور اسناد و متن میں شرط صحیح کے مطابق تغایر ناممکن ہو جائے تو امام بخاری حدیث کو معلق اور مختصر کردیتے ہیں، تاکہ بعینہ تکرار سے اجتناب ہو سکے۔

اس اسلوب اور تتبع کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحیح بخاری میں شاذ و نادر کے سوا کوئی حدیث بعینہ مکرر نہیں ہے۔ الجامع الصحیح کے بعض نسخوں میں کتاب الحج "باب تعجیل الوقوف" میں امام بخاری کا مقولہ ہے۔

قال ابوعبدالله يزداد فی هذا الباب حديث مالک عن ابن شهاب ولكن لا اريد ان ادخل معاداً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری نے فرمایا: اس باب میں ابن شہاب کی امام مالک سے بھی حدیث آتی ہے لیکن میں اس کو تکرار کے خوف سے دوبارہ ذکر نہیں کرنا چاہتا۔"

اس پر حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

امام بخاری الجامع الصحیح میں بھی کوئی حدیث تکرار کے ساتھ عمداً" نہیں لائے اور اگر بلا قصد کوئی حدیث مکرر پائی گئی ہے تو وہ شاذونادر ہے۔ ۳۳۔

علامہ قسطلانیؒ نے حافظ ابن حجر کے ایک نوشتہ کے حوالہ سے ۲۱ حدیثیں ایسی نقل کی ہیں جن میں امام بخاری نے اس قاعدہ کی مخالفت کی ہے اور پھران پر ایک حدیث کا اضافہ کیا ہے ۳۴۔ اور امام بخاری کے اس "تفنن فی الروایہ" کا مشاہدہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث (من حلف علی یمین) پر نظر ڈالنے سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ امام بخاری اس حدیث کو اپنی صحیح میں دس سے زیادہ مقامات پر لائے ہیں مگر ہر جگہ سند یا متن میں فائدہ حدیثیہ پایا جاتا ہے صرف دو مقام میں بعینہٖ مکرر ہے۔

علامہ المزی نے اطراف میں اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مسند میں بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے اخرجہ فی الشھادات ۲۴ (۱) عن موسیٰ بن اسماعیل عن عبدالواحد بن زیاد عن الاعمش عن شقیق عنہ (۳۶/۷) مگر زیادہ تر اس کی اسانید کو مسند الاشعث بن قیس الکندی میں مقروناً" بعبداللہ بن مسعود و مفرداً" ذکر کیا ہے۔ رواہ فی الشرب و المساقات (۲) عن عبدان عن ابی حمزہ وفی الاشخاص ------ وفی الشھادات (۳) عن محمد بن سلام عن ابی معاویہ ------ وفی الاشخاص ایضا (۴) عن بشر بن خالد عن غندر عن شعبہ ------ وفی النذور (۵) عن موسیٰ ------ وفی التفسیر (۶) عن حجاج بن المنھال کلاھما عن ابی عوانہ عن الاعمش وفی الرھن (۷) عن قتیبہ عن جریر عن منصور ------ وفی الایمان (۸) عن بندار عن ابن ابی عدی عن شعبۃ ------ وفی الاحکام (۹) عن اسحاق بن نصر کلاھما عن ابی وائل عنہ بہ اور چار دوسرے مواضع ہیں۔ علامہ مزی کے حوالہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسانید اور بعض مواضع میں متن میں قدرے تغیر ہے مگر دو مواضع میں سند اور متن ایک ہے۔

(۳۳) ھدی الساری ج ۱ ص ۲۶

(۳۴) مقدمہ شرح القسطلانی ۳۲۔۳۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"موازنہ بین الصحیحین"

بلاشبہ صحیحین کو امہات الکتب پر فضیلت حاصل ہے۔ شاہ ولی اللہ الدہلوی نے کتب حدیث کے بلحاظِ صحت چار طبقات قائم کئے ہیں اور مؤطا اور صحیحین کو طبقہ اولیٰ میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن الصلاح لکھتے ہیں

"ثم ان کتاب البخاری اصح الکتابین صحیحا واکثرھا فوائد" ۳۵۔

"پھر امام بخاری کی کتاب صحیحین میں زیادہ اعلیٰ درجہ کی ہے اور کثیر فوائد کی حامل ہے۔"

لیکن نوویؒ اور زین الدین عراقی نے اس اصحیت کو مسند احادیث کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور تعالیق اور تراجم کی احادیث اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس اصحیت کی وجوہ آگے ہم بیان کریں گے۔

بعض نے صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر مقدم رکھا ہے۔ ان میں ابن حزم میں اور حافظ ابوعلی حسین بن علی النیشابوری' امام حاکم کے شیخ ہیں۔ چنانچہ ابو علی نیشاپوری کا قول ہے:

"علم حدیث میں آسمان کے نیچے امام مسلم کی کتاب سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں۔ ۳۶۔

اور قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ "ابی مروان الطبنیؒ (۴۵۷) نے اپنے بعض شیوخ سے روایت کی ہے کہ صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر فضیلت ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا ہے۔

"علم حدیث میں آسمان کے نیچے امام مسلم کی کتاب سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں"

اور علامہ قرطبیؒ نے "مفہم شرح مسلم" کے مقدمہ میں بھی اسی قسم کا میلان ظاہر کیا ہے۔ مگر ابن حزم نے تو خود اس فضیلت کی وجہ بیان کردی ہے کہ صحیح مسلم میں مقدمہ کے بعد خالص احادیث ہی ہیں جو امام مسلم نے ایک خاص ترتیب سے جمع کردی ہیں ۳۷۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ابن حزم اصحیت کے اعتبار سے مسلم کو بخاری پر مقدم نہیں رکھتے بلکہ حدیث کے سرد (ذکر) کی وجہ سے اس کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۳۵) مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۴ (۳۶) تاریخ بغداد ترجمہ مسلم (۳۷) توضیح الافکار ج ۱ ص ۴۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کتابوں میں اس تفاوت کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی "الجامع" میں فقہ الحدیث کا التزام کیا ہے لہٰذا امام موصوف تقطیع حدیث پر مجبور تھے تاکہ ایک ہی حدیث سے مختلف احکام کا استنباط کر سکیں اور ہر قطعہ حدیث کو اس کی مناسب جگہ پر رکھ سکیں۔ لیکن امام مسلم کا مقصد مناسب سیاق سے احادیثِ صحیحہ کو جمع کرنا تھا۔

اور ابو علی نیشاپوری کے کلام میں مطلقاً اصحیت اور افضیلت کی تصریح نہیں ہے' بلکہ احتمال ہے اس بنا پر امام نووی لکھتے ہیں: ۳۸۔

والبخاری اصح وقیل المسلم اصح والصواب الاول

اور پھر ابوسعید العلائی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو علی نیشاپوری نے صحیح بخاری دیکھی تک نہیں وہ امام مسلم کے ہم شہر تھے اور انہوں نے صحیح مسلم پر "المستخرج" بھی لکھی ہے اسی بنا پر صحیح مسلم کی تعریف میں رطبُ اللسان ہیں اور پھر ابو احمد حاکم کبیر نیشاپوریؒ (م ۳۷۸ھ) جو ابو علی سے بڑے محدث اور اس کے شیوخ سے ہیں امام حاکم صاحب المستدرک کے بھی استاذ ہیں ---- انہوں نے صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دی ہے۔ چنانچہ ابو احمد حاکم کبیر نیشاپوری نے (م ۳۷۸) نے صحیح بخاری کے متعلق کہا ہے:۳۹۔ رحم الله محمد بن اسمٰعیل فانه الف الاصول وبین للناس وکل من عمل بعده فانما اخذ من کتابه کمسلم بن حجاج فانه فرق اکثر فی کتابه و تجلد فیه غایة الجلادة حیث لم ینسبه الیه

"اللہ تعالیٰ محمد بن اسمٰعیل پر رحمت کی بارش برسائے انہوں نے اصول متعین کر دیئے اور لوگوں پر سب کچھ واضح کر دیا۔ آپ کے بعد آنیوالوں میں ہر ایک نے آپ کی کتاب سے استفادہ کیا ہے جیسا کہ مسلم بن حجاج ہیں انہوں نے اپنی کتاب میں بخاری کی صحیح کو پھیلا دیا ہے۔ ناانصافی یہ کی کہ بخاری کی طرف اس کی نسبت بھی نہیں کی۔"

اور امام دار قطنی لکھتے ہیں: ۴۰۔

وای صنع مسلم انما اخذ کتاب البخاری وعمل علیه مستخرجاً وزیادات

(۳۸) مقدمہ شرح مسلم

(۳۹) الارشاد لابی یعلی الخلیلی المتوفی ۴۴۶ بحوالہ النکت لابن حجر ج ۱ ص ۲۸۶

(۴۰) النکت لابن حجر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور امام مسلم نے اپنی کتاب میں جو بھی کیا، بخاریؒ سے آخذ کردہ تھا اور دراصل انہوں نے بخاری پر مستخرج لکھی ہے اور اس میں کچھ اضافہ جات بھی کئے ہیں۔"

اور امام نسائی کا مقولہ ہے

وما فی هذا الکتاب کلها اجود من کتاب محمد بن اسمعیل البخاری

"اور یہ کتاب محمد بن اسمٰعیل البخاری کی کتاب سے بہت اچھی ہے۔"

الغرض بہت سے دیگر ائمہ کبار نے بھی امام بخاری کی الجامع کی تعریف کی ہے اور صحیح مسلم پر اسے مقدم رکھا ہے۔

اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ امام بخاری امام مسلم سے زیادہ ماہر حدیث تھے اور امام مسلم نے فن حدیث امام بخاری سے ہی حاصل کیا ہے اور امام دار قطنی نے تو یہاں تک فرمایا ہے: لولا البخاری لماراح مسلم ولاجاء

"اگر امام بخاری نہ ہوتے تو مسلمؒ نہ کہیں آتے اور نہ کہیں جاتے"

مذکورہ بالا اقوال سے ظاہر ہے کہ علماءِ کبار کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر فضیلت حاصل ہے۔ اب ہم اس سلسلہ میں اس ارجحیت کی وجوہ کچھ تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ ؎

(الف) اسناد صحیح کا مدار اتصال سند اور رواۃ کے عدل ہونے پر ہے اور اتصال کے سلسلہ میں امام بخاری کی شرط امام مسلم سے سخت ہے۔ امام بخاری معاصرہ کے علاوہ لقاء کی تصریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں لیکن امام مسلم صرف معاصرۃ اور امکانِ لقاء کو کافی سمجھتے ہیں۔ امام مسلم نے اپنی جگہ پر صحیح کہا ہے مگر امام بخاری کی شرط اتصال زیادہ واضح ہے۔

(ب) اور عدالت و ضبط کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری چار سو پینتیس رواۃ میں امام مسلم سے منفرد ہیں جن میں سے صرف اَسّی (۸۰) رواۃ پر جرح کی گئی ہے۔ اس کے بالمقابل امام مسلم چھ سو رواۃ میں منفرد ہیں اور ان میں ایک سو ساٹھ (۱۶۰) رواۃ متکلم فیہ ہیں۔

(ج) صحیح بخاری میں جن رواۃ پر جرح کی گئی ہے ان سے امام بخاری بہت کم احادیث لاتے ہیں اور کوئی بھی ایسا صاحبِ نسخہ نہیں ہے جس سے اکثر یا کل روایات درج کردی

؎) النکت لابن حجر ج ۱ ص ۲۸۶۔۲۸۸ و توضیح الافکار ج ۱ ص ۴۰۔۴۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ ماسوائے عکرمہ عن ابن عباس کے نسخہ کے' کہ صحیح بخاری میں اس نسخہ سے روایات موجود ہیں جبکہ امام مسلم اس کی روایت مقروناً" لاتے ہیں اور امام مالک نے اس نسخہ سے روایت درج ہی نہیں کی۔ مگر عکرمہ کے متعلق مرقوم ہے

"آپ ثقہ' حافظ اور تفسیر کے عالم تھے اور ابن عمرؓ سے آپ کی تکذیب ثابت نہیں اور نہ ہی کسی بدعت کا صدور آپؓ سے ثابت ہوا ہے۔"

لیکن امام مسلم ان نسخوں سے روایات اکثر اپنی صحیح میں لے آتے ہیں مثلاً" ابوالزبیر عن جابر' سھیل عن ابیہ عن ابی ھریرۃ' حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس' العلاء بن عبدالرحمن عن ابیہ عن ابی ھریرۃ وغیرھا

(د) امام بخاری جن رواۃ سے منفرد ہیں ان میں اکثر وہ ہیں جو امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں اور امام بخاری ان کے احوال اور ان کی احادیث کو خوب سمجھتے ہیں اس کے بالمقابل امام مسلم جن متکلم فیہ رواۃ سے احادیث لاتے ہیں وہ امام مسلم سے متقدم ہیں اور امام مسلم ان کے احوال سے بالمشافہ واقف نہیں ہیں بلکہ انہوں نے ان کے نسخوں سے روایات اخذ کرکے اپنی صحیح میں درج کردی ہیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

ولاشک ان المرء اشد معرفۃ بحدیث شیوخہ وبصحیح حدیثھم من ضعیفہ لمن تقدم عن عصرھم

"اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ امام بخاری اپنے اساتذہ کی احادیث کی زیادہ معرفت رکھتے تھے اور آپ انکی احادیث میں صحیح و ضعیف کی زیادہ پہچان رکھتے تھے ان لوگوں سے جو کہ آپ سے پہلے ہو گزرے تھے"

(ھ) امام بخاری متکلم فیہ رواۃ کی احادیث متابعات اور شواہد میں لاتے ہیں جو کہ اصل کتاب کے موضوع سے خارج ہیں اس کے بالمقابل امام مسلم وہ روایات اصول میں لے آتے ہیں اور ان سے احتجاج بھی کرتے ہیں۔

ان وجوہِ خمسہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحیح بخاری اصحیت کے اعتبار سے صحیح مسلم پر مقدم ہے اور باقی ماندہ کچھ بحث صحیح مسلم پر تنقید کے سلسلہ میں درج کریں گے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد عبداللہ صالح

مقالات

مصحفِ عثمانی کا ایک تحقیقی جائزہ

اعتراضات، پس منظر، ضرورت و نوعیت، مقاصد

زیر نظر مضمون میں فاضل مقالہ نگار نے مصحف عثمانی بالخصوص "سبعہ قرآءات" پر بیش قیمت بحث کی ہے۔ سبعہ قرآءات کا موضوع مدت مدید سے علماء کی بے اعتنائی کا شکار ہے۔ لہٰذا ایسے وقت میں اس موضوع کو نئے سرے سے شروع کرنا جہاں مشکل ہے وہاں مقالہ نگار کی کاوش لائق تحسین بھی ہے۔ گو کہ اس مضمون کے بعض مندرجات سے ادارہ اختلاف کا حق محفوظ رکھتا ہے۔ تاہم ایک علمی تحقیق ہونے کے ناطے اسے شائع کیا جا رہا ہے تاکہ علماء میں اس موضوع پر قلم اٹھانے اور اس بارے میں تفکر و تدبّر میں پیش رفت ہو اور علم کا ایک وسیع باب اور قرآن جیسی کتابِ الٰہی کے مختلف لہجوں سے عوام کو شناسائی ہو۔

"محدث" میں "قرآت سبعہ و عشرہ" سے متعلقہ مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے لیکن یہ سب کچھ اہل قلم حضرات کے تعاون اور محنت کے بغیر ناممکن ہے۔ اس موضوع سے ادارہ ہذا کو خصوصی تعلق اور اس لحاظ سے نسبت بھی ہے کہ مجلس التحقیق الاسلامی ہی کے تعلیمی پروگراموں میں اس علم کی مکمل تعلیم کے لئے خصوصی منصوبہ بنام "کلیتہ القرآن الکریم و العلوم الاسلامیہ" دو برس قبل جاری کیا گیا تھا جو بحمداللہ و توفیقہ کامیابی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔ اس شعبہ کو فن قرآت میں خصوصی مہارت رکھنے والے اصحاب کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور یہ شعبہ اس باب میں مفید تعلیمی اور تحقیقی پیش رفت کا خواہاں ہے تاکہ قرآءاتِ متواترہ کی اشاعت کے فرض کو بحسن و خوبی انجام دیا جائے اور قرآن حکیم کو اعدائے اسلام کی سرگرمیوں سے محفوظ و مصؤن کیا جا سکے۔ (ادارہ)

حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے زمانہ میں قریش کی لغت کے مطابق قرآن مجید کا ایک صحیح نسخہ تیار کروایا تاکہ پوری امت مسلمہ ایک ہی طرح سے قرآن مجید کی تلاوت کر سکے اور کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔ دراصل حذیفہ بن الیمانؓ نے شکایت کی تھی کہ بعض علاقوں میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کو پڑھنے کے انداز میں اختلاف کی بنا پر حالات تشویشناک ہیں چنانچہ حضرت عثمانؓ نے قرآن حکیم کا ایسا نسخہ کمال احتیاط کے ساتھ تیار کروایا کہ جس میں تمام جائز قراتیں سما سکتی تھیں۔

مگر مستشرقین حضرت عثمان کی اس کاروائی' اس مصحف کی تیاری' پس منظر اور خود مصحفِ عثمانی پر اعتراضات کرتے ہیں اور ان اعتراضات کا ماحاصل یہ ہے کہ عہد عثمانیؓ سے قبل قرآن مجید کا کوئی صحیح نسخہ معرض وجود میں نہ آسکا تھا۔ ذیل میں ہم مستشرقین کے اعتراضات نقل کرتے ہوئے ان کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

نولڈیکے (Noldeke) اپنے مقالہ میں قرآن حکیم کی تاریخِ حفاظت پر یوں رقمطراز ہے۔

"مصحفِ عثمانؓ سے قبل قرآن مجید کا کوئی معیاری اور مرتب نسخہ موجود نہ تھا۔ اور یہ مصحف' حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مصحف کی نقل ہی تھا (لہٰذا اگر مصحفِ صدیقی حقیقی مصحف نہ تھا تو مصحفِ عثمانی کی بھی کوئی حیثیت نہیں)"

حضرت عثمانؓ کی تدوین قرآن کی ساری کاروائی کو مشکوک بناتے ہوئے لکھتا ہے

" as to how thay were conductad we have no Trustworthly information, Tradition being have too much under the influence of dog matic presupposition."

مزید یہ کہ حضرت عثمان کی جمع قرآن کی ان مساعی کو سیاسی مقاصد کے حصول کا رنگ دیتا ہے۔

" but for the assentially political object of putting an end to controversies by admitting only one form of the common book of religion and of law, this measuere was necessary."

آگے چل کر نولڈیکے کہتا ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے نسخے کے علاوہ دیگر تمام مصاحف جلوا دیئے اس طرح قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہوگیا اور قرآن کا حقیقی متن اگر ہم جاننا چاہیں تو معلوم نہیں ہو سکتا۔ مزید اس طرح کے وہ بہت سے شکوک و شبہات پیدا کرتے ہوئے لکھتا ہے

Slight clerical errors there may have been though some times in vary strange order ۶ـ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف عثمانیؓ کو مشکوک بنانے کی کوشش میں ایک اور مشہور مستشرق ایف بہل (F. Buhl) بھی پیش پیش نظر آتا ہے۔ وہ اپنے مقالہ میں لکھتا ہے

"مصحف عثمانی دراصل مصحف صدیقیؓ کی نقل تھا۔ لیکن ساتھ ہی کہتا ہے کہ مصحفِ صدیق کوئی باقاعدہ مرتب نسخہ نہ تھا"۔ ۷۔

"اس سلسلے میں نو آموز اور ناتجربہ کار کاتبوں کی طرف سے کچھ لاپروائیاں اور غلطیاں سرزد ہوئیں" ۸۔

"حضرت عثمان نے اپنے تیار کروائے ہوئے نسخے کے علاوہ تمام نسخوں کو ضائع کروا دیا۔ اس طرح قرآن کا بڑا ایک حصہ ضائع ہوگیا" ۹۔

"حضرت عثمان تو ایک متفقہ متن قرآن اور متفقہ تلفظ بھی تیار نہ کرسکے" ۱۰۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اختلافات ختم کرنے کے لئے باقی نسخوں کو جلوا دیا تھا۔ لیکن اختلافات ختم کرنے کے لئے جلانے یا ضائع کرنے کا یہ عمل بالکل بے اثر تھا کیونکہ قرآن لوگوں کے حافظے میں موجود تھا۔ ۱۱۔

"مصحفِ عثمانیؓ حقیقی قرآن نہیں' اس مصحف کی کوئی ترتیب بھی نہ تھی۔ علاوہ ازیں جو مصاحف دیگر علاقوں کو روانہ کئے گئے ان میں ہم آہنگی بھی نہ تھی" ۱۲۔

ایف بہل نے تفسیر طبری کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عثمان خود بھی اپنے تیار کردہ نسخے کو مستند اور صحیح نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھتا ہے

"Even Oth man himself, according to one story --- did not adhere to the text authorised by him. but read sura iii 100 with an addition not now found in it. and if this is correct , it is no wonder that others took still greater liberties, various circumstances, contributed to the continual variation in the form of text." ۱۳۔

۶ - Ibid., 605

۷ - Encyclopaedia of Islam , iv , 1073

۸ - Ibid .1073

۹ - Ibid .1070

۱۰ - Ibid .1070

۱۱ - Ibid .1073

۱۲ - Ibid .1073

۱۳ - Ibid .1073

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نولڈیکے اور بہل کی طرح ایک اور مشہور مستشرق مارگولیتھ (Margoliouth) اسی طرح کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عثمان کے مرتب کئے ہوئے مصحف پر شکوک و شبہات کا اظہار کرتا ہے۔ مارگولیتھ اس مصحف میں ابہام اور اغلاط کے بارے میں لکھتا ہے

"زید بن ثابت کو حضرت عثمانؓ نے اس کام پر اس لئے لگایا کہ انتہائی ابہام کی موجودگی میں وہی اس متن کی وضاحت کرسکتے تھے" ۱۴ـ

اس کے اپنے الفاظ میں

" .. Perhaps because in the extreme ambiguity with and imperfection of the arabic script he alone could interpret the first edition with certainity" ۱۵ـ

اسی طرح مارگولیتھ کہتا ہے کہ "حضرت عثمانؓ کے اپنے نسخے کے علاوہ دوسرے نسخے جلوا دینے کے عمل سے قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہوگیا۔ چنانچہ اب ہمیں قرآن کا حقیقی متن نہیں مل سکتا"۔ ۱۶ـ

قریب قریب یہی انداز دیگر مستشرقین ۱۷ـ نے بھی اختیار کیا ہے اور انہوں نے بھی اسی سے ملتے جلتے اعتراضات اٹھائے ہیں بعض مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا تذکرہ "البیان" ۱۸ـ میں بھی ملتا ہے۔ اور بعض کا تذکرہ ڈاکٹر صبحی صالح ۱۹ـ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ تاویل القرآن ۲۰ـ میں بھی ان اعتراضات کو دہرایا گیا ہے۔

۱۴ - Margoliouth, D.S., Mohammadanism, 70.

۱۵ - Ibid .70

۱۶ - Ibid .70

۱۷ - (i) Wath, Montgomery, 'Mohammad at Makka'9

(ii) Frost, S.E., ' the Sacred Writings of World's Great Religions, 307

(iii) Jeffery, Arthur, Matevial for the Study of History of the Tost of the Quran.I

(iv) Nicholson, R.A., Literary History of the Arabs,

(v) Trition , A,S., Islam Belief and Practice, 60.

(vi) ٹنڈر، پادری، میزان الحق، 36 - 40

(vii) Bell, Richerd, Introduction to the Quran , 42 - 44.

۱۸ - حقانی، عبدالحق، البیان فی علوم القرآن، 258

۱۹ - صبحی صالح، ڈاکٹر، مباحث فی علوم القرآن، 79 - 80

۲۰ - ضربت، عیسوی، تاویل القرآن، 106 - 107

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستشرقین کا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد اب ہم ذیل میں اسلامی مآخذ سے عہدِ عثمانی میں جمع قرآن کی نوعیت، مقاصد، پس منظر اور طریقہ کار کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں تا کہ مستشرقین کے اعتراضات کا رد بھی ہو سکے اور حقیقت حال بھی سامنے آجائے۔

پس منظر

حضرت عثمانؓ کے عہد حکومت تک اسلامی مملکت وسیع علاقے تک پھیل چکی تھی اور عرب کے علاوہ عجم کے تمام علاقے اسلامی حکومت کا حصہ بن چکے تھے۔ قرآن مجید جہاں مسلمانوں کی زندگی کا لازمی جزو تھا۔ تو دوسری طرف "سبعہ اَحرف" بھی موجود تھے۔ حضور سے مختلف صحابہ کرامؓ نے انہی "سات حروف" کے ساتھ قرآن پڑھا تھا۔ صحابہؓ نے اپنے شاگردوں کو بھی انہی کے مطابق پڑھایا تھا۔ حضور کی وفات کے بعد، بلکہ آپ کی موجودگی میں صحابہؓ ان علاقوں میں بھی پھیل گئے۔ جب مملکت کی حدود عجم تک وسیع ہوتی چلی گئیں تو صحابہ کرامؓ ان علاقوں میں پہنچ گئے۔ ان میں سرکاری طور پر بھیجے ہوئے معلمین بھی تھے اور دعوت و تبلیغ کی غرض سے جانے والے بھی[۲۱]، اس طرح "سبعہ اَحرف" عرب و عجم کے تمام علاقے میں پھیل گیا۔ جب تک لوگ "سبعہ اَحرف" کی حقیقت سے آگاہ تھے اس وقت تک اس سے کوئی خرابی پیدا نہ ہوئی۔ لیکن جب یہ اختلاف دور دراز کے علاقوں تک پہنچا اور ان پر یہ بات واضح نہ تھی کہ "سبعہ اَحرف" کی سہولت کا مقصد کیا ہے اور یہ بات ان میں پوری طرح مشہور نہ تھی کہ قرآن مجید سات حروف میں نازل ہوا ہے تو اس وقت لوگوں میں جھگڑے کھڑے ہونے لگے۔ بعض لوگ اپنی قرات کو صحیح اور دوسروں کی قرات کو غلط قرار دینے لگے[۲۲]۔

ان جھگڑوں سے ایک طرف تو یہ خطرہ تھا کہ لوگ قرآن کریم کی متواتر قراتوں کو غلط قرار دینے کی سنگین غلطی کریں گے دوسری طرف یہ مسئلہ بھی تھا کہ حضرت زید بن ثابت کے لکھے ہوئے ایک نسخہ، جو کہ مدینہ طیبہ میں حضرت حفصہؓ کے پاس موجود تھا، اس کے علاوہ پورے عالم اسلام میں اس سے معیاری نسخہ نہ تھا۔ جو پوری امت کے لئے حجت بن سکے۔ کیونکہ دوسرے نسخے انفرادی طور پر لکھے ہوئے تھے اور ان میں ساتوں حروف کو جمع کرنے کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ اس لئے ان جھگڑوں کے تصفیے کی اگر کوئی قابل اعتماد صورت تھی تو وہ یہی تھی کہ ایسے نسخے پورے عالم اسلام میں پھیلا دیئے جائیں جن میں ساتوں حروف جمع ہوں اور انہیں دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ کونسی قرات درست اور کون سی قرات غلط ہے؟ یہ عظیم الشان کارنامہ حضرت عثمانؓ نے سرانجام دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اس کارنامے کی تفصیلات روایات میں موجود ہیں۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ آرمینیا کے محاذ پر جہاد میں مصروف تھے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگوں میں قرآن کریم کی قراتوں میں اختلاف ہو رہا ہے۔ چنانچہ مدینہ طیبہ واپس آتے ہی انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ امیرالمؤمنین حضرت عثمانؓ کے پاس آئے اور خدمت میں حاضر ہو کر پوری صورتحال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ قبل اس کے کہ یہ امت کتاب اللہ کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کا شکار ہو جائے آپ اس اختلاف کا علاج فرمالیں۔ انہوں نے مزید کہا "کہ میں آرمینیا کے محاذ پر جہاد میں مصروف تھا کہ میں نے دیکھا کہ شام کے رہنے والے لوگ اُبی بن کعبؓ کی قرات میں پڑھتے ہیں جو اہل عراق نے نہیں سنی ہوئی تھیں اور اہل عراق ابن مسعودؓ کی قرات میں پڑھتے ہیں جو اہل شام نے نہیں سنی ہوئی تھی۔ اس بنا پر وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں ۲۳۔

اس سلسلے میں علامہ بدرالدین عینیؒ لکھتے ہیں۔ ۲۴۔

ان حذیفه قدم من غزوة فلم یدخل فی بیته حتی اتی عثمان رضی الله عنه فقال یا امیرالمومنین ادرک الناس قال وما ذاک قال غزوت ارمینیة فاذا اهل الشام یقرءون بقراءة ابی ابن کعب رضی الله عنه فیاتون بمالم یسمع اهل العراق واذا اهل العراق یقرءون بقراءة عبد الله ابن مسعود فیاتون بمالم یسمعه اهل الشام فیکفر بعضهم بعضاً

"حضرت حذیفہؓ کی ایک غزوہ سے واپسی ہوئی تو واپسی پر وہ اپنے گھر میں داخل نہیں ہوئے تا آنکہ حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے امیرُالمؤمنین !لوگوں کی خبر لیجئے۔ انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہا میں لڑائی کے سلسلے میں آرمینیا گیا ہوا تھا وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اہل شام ابی بن کعبؓ کی قرات میں پڑھتے ہیں جسے اہل عراق نے نہیں سنا ہوا تھا اور اہل عراق عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات میں پڑھتے ہیں جسے اہل شام نے نہیں سنا اس اختلاف کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہے ہیں"۔

---

۲۱ - صبحی صالح' ڈاکٹر حوالہ مذکور' 81

۲۲ - سیوطی' جلال الدین' الاتقان فی علوم القرآن' I' 61

۲۳ - ایضاً' 61

۲۴ - عینی' بدرالدین' علامہ "عمدۃ القاری" شرح صحیح البخاری' x' 16

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کا واقعہ بخاری شریف میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے

"حضرت حذیفہ بن الیمانؓ حضرت عثمانؓ کے پاس آذربائیجان کے معرکے کے بعد حاضر ہوئے اور انہیں قرأتِ قرآن میں باہمی اختلاف نے بہت پریشان کیا تھا۔ حذیفہؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا اے امیرالمؤمنین! امت کی خبر لیجئے قبل اس کے کہ وہ اپنی کتاب میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس قرآن مجید کے نوشتے اور صحیفے بھیج دیں، ہم انہیں نقل کرلیں گے اور ایک مصحف کی شکل میں جمع کرلیں گے پھر انہیں آپ کی طرف لوٹا دیں گے۔ حضرت حفصہؓ نے وہ صحیفے حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیئے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ عبداللہ بن زبیرؓ سعد بن العاصؓ اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو متعین فرمایا کہ وہ ان صحائف کو ایک مصحف میں نقل کریں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عثمانؓ نے جماعتِ قریش کے تینوں کاتبوں کو فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابتؓ میں قرآن کریم کی کسی آیت کے لکھنے میں اختلاف ہو تو پھر اسے لغتِ قریش[۱] میں لکھنا کیونکہ قرآن مجید لغتِ قریش میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ ان حضرات نے اسی پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ جب یہ حضرات ان صحائف کو نقل کرچکے تو حضرت عثمانؓ نے ان اصل صحائف کو حضرت حفصہؓ کے پاس واپس لوٹا دیا اور ہر علاقے میں ایک ایک نقل شدہ مصحف ارسال کردیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ ان کے علاوہ جو مجموعے اور صحیفے لوگوں کے پاس لکھے ہوئے موجود ہوں ان کو جلا دیا جائے"۔ ۲۵۔

حضرت عثمان بھی شاید خود اس خطرے سے آگاہ تھے۔ انہیں اس بات کی اطلاع ملی تھی کہ خود مدینہ طیبہ کے اندر ایسے واقعات پیش آئے کہ جب مختلف صحابہ کرامؓ کے شاگرد اکٹھے ہوئے تو اختلاف کی سی ایک کیفیت پیدا ہو رہی تھی۔ ۲۶۔ جب حضرت حذیفہ نے بھی اسی قسم کی اطلاع دی تو آپ نے فوراً اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی وقت حضرت عثمان نے جلیل القدر صحابہؓ کو جمع کیا اور ان سے اس سلسلے میں مشورہ کیا اور فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ میری قرات تمہاری قرات سے بہتر ہے اور یہ بات کفر تک پہنچ سکتی ہے۔ لہٰذا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟ صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمانؓ سے یہی پوچھا کہ آپ نے کیا سوچا ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم

۲۵ - بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، 111، 146

۲۶ - جلال الدین، سیوطی، حوالہ مذکور، I، 61

[۱] لغتِ قریش سے کیا مقصود ہے؟ ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۱۱۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام لوگوں کو ایک یقینی مصحف پر جمع کردیں تاکہ کوئی اختلاف اور اِفتراق باقی نہ رہے۔ صحابہ نے اس رائے کو پسند کیا اور حضرت عثمان کی رائے کی تائید کی چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اسی وقت لوگوں کو جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا: ۲۷۔

انتم عندی تختلفون فیه وتلحنون، فمن ذاٸی عن من اهل الامصار اشد فیه اختلافاً واشد لحناً، اجتمعوا یا اصحاب محمد ﷺ فاکتبوا للناس اماماً

"تم لوگ مدینہ میں میرے قریب رہتے ہوئے قرآن کریم کی قراتوں کے بارے میں ایک دوسرے کی تکذیب اور ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہو۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ جو لوگ مجھ سے دور ہیں وہ تو اور زیادہ تکذیب اور اختلاف کرتے ہوں گے۔ لہٰذا تم لوگ مل کر ایک نسخہ ایسا تیار کرو جو سب کے لئے واجبُ الاقتداء ہو"۔

مصحفِ عثمانؓ کے بارے میں ہم نے جو وضاحت بیان کی ہے اس سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ متفقہ مصحف تیار کروانے کی اس وقت اشد ضرورت تھی۔ ایسا نہیں کہ حضرت عثمان نے اپنی سیاسی پالیسی یا ذاتی ضرورت کے تحت ایسا کیا تھا۔ حضرت حذیفہؓ کا آذربائیجان سے واپسی پر فوراً حضرت عثمانؓ کے پاس آنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ اس اختلاف سے بہت پریشان تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عثمان کے سامنے یہ مسئلہ اس انداز سے پیش کیا کہ وہ اس کی سنگینی کو فوراً سمجھ گئے۔ اس ساری صورت حال کے پیش نظر حضرت عثمان نے مندرجہ ذیل کام کئے۔

اولاً قرآن کریم کے معیاری نسخے تیار کروائے اور انہیں مختلف اطراف میں روانہ کردیا۔

ثانیاً ان مصاحف کا رسم الخط ایسا رکھا کہ اس میں "ساتوں حروف" سما سکیں۔ چنانچہ یہ مصاحف نقطہ اور حرکات سے خالی تھے اور انہیں ہر حرف کے مطابق پڑھا جاسکتا تھا۔ جتنے انفرادی نسخے لوگوں نے تیار کر رکھے تھے ان سب کو نذر آتش کردیا۔

ثالثاً یہ پابندی عائد کردی کہ آئندہ جو مصاحف لکھے جائیں وہ اسی مصحف کے مطابق تیار کئے جائیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے تیار کردہ نسخہ میں الگ الگ سورتیں تھیں حضرت عثمانؓ نے انہیں اکٹھا کرکے ایک مصحف کی شکل دی ۲۸۔ ان اقدامات کا مقصد یہ تھا کہ تمام عالم میں رسم الخط اور ترتیبِ سُوَر کے اعتبار سے تمام مصاحف میں یکسانیت ہو اور ان مصاحف کو دیکھ

۲۷ - ایضاً، فتح الباری، شرح البخاری، IX، 15

۲۸ - سیوطی، جلال الدین، حوالہ مذکور، 2، 61

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر فیصلہ کیا جا سکے کہ کونسی قرات درست اور کونسی غلط ہے۔ اس بات کی وضاحت حضرت علیؓ کے اس قول سے ہوتی ہے۔ جو ابن ابی داؤد نے کتاب المصحف میں نقل کیا ہے۔ ۲۹۔

قال علی :

لاتقولوا فی عثمان الاخیراً فو الله ما فعل الذی فعل فی المصاحف الاعن ملاءنا قال ما تقولون فی هذه القراءة فقد بلغنی ان بعضهم یقولون ان قراءتی خیر من قراءتك وهذا یکادون ان یکون کفراً قلنا فما تری قال اری ان نجتمع الناس علی مصحف واحد فلاتکون فرقة ولااختلاف قلنا فنعم ماأریت

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمان کے بارے میں کوئی بات ان کی بھلائی کے علاوہ نہ کہو۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کی قسم مصاحف کے بارے میں جو کام کیا وہ ہم سب کی موجودگی میں کیا۔ انہوں نے ہم سب سے مشورہ کرتے ہوئے پوچھا تھا کہ ان قراتوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیونکہ مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میری قرات تمہاری قرات سے بہتر ہے۔ حالانکہ یہ ایسی بات ہے جو کفر کے قریب تر پہنچا دیتی ہے۔ اس پر ہم نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ ہم سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کردیں۔ تاکہ کوئی اختلاف و افتراق باقی نہ رہے ہم سب نے کہا کہ "آپ نے اچھی رائے قائم کی ہے"۔

اس روایت میں حضرت عثمان کے الفاظ "اَنْ نَجْمَعَ النَّاسَ عَلٰی مُصْحَفٍ وَاحِدٍ" ہمارے موضوع کے اعتبار سے خاص توجہ کے حامل ہیں۔ کہ آپ نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا کہ ہم ایک معیاری مصحف تیار کرنا چاہتے ہیں جو پورے عالم اسلام کے لئے یکساں طور پر حجت بن سکے اور اس کے بعد کسی صحیح قرآن کے انکار، یا منسوخ یا کسی شاذ قرات پر اصرار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

مولانا تقی عثمانی نے مصحف عثمانی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی تیاری کے وقت بنیادی طور پر انہی صحیفوں کو سامنے رکھا گیا جو حضرت ابوبکر صدیق کے زمانے میں لکھے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مزید احتیاط کے لئے وہی طریقہ اختیار فرمایا جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور کے زمانے کی جو متفرق تحریریں مختلف صحابہ کرام کے پاس موجود تھیں انہیں دوبارہ طلب کیا گیا اور مصحف لکھتے وقت ان کا از سر نو مقابلہ کیا گیا۔ اس مرتبہ سورۃ الاحزاب کی ایک آیت "مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا" علیحدہ لکھی ہوئی صرف

۲۹۔ ایضاً، حوالہ مذکور، 61

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو خذیمہؓ کے پاس ملی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ آیت کسی کو یاد نہ تھی کیونکہ زید بن ثابت فرماتے ہیں "مجھے مصحف لکھتے وقت سورۃ احزاب کی آیت نہ ملی جو حضورؐ کو پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ حضرت خذیمہ بن ثابت انصاریؓ کے پاس ملی۔ ۳۰۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت حضرت زیدؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کو اچھی طرح یاد تھی اس طرح اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ یہ آیت کہیں اور لکھی ہوئی نہ تھی۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں جو صحائف لکھے گئے ظاہر ہے کہ یہ آیت ان میں موجود تھی نیز دوسرے صحابہ کرامؓ کے پاس قرآن کریم کے جو انفرادی نسخے موجود تھے ان میں یہ آیت بھی شامل تھی۔ لیکن چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے کی طرح اس مرتبہ بھی تمام متفرق تحریروں کو جمع کیا گیا تھا جو صحابہ کرامؓ کے پاس علیحدہ لکھی ہوئی بھی ملیں لیکن سورۃ الاحزاب کی یہ آیت سوائے حضرت ابو خذیمہ کے کسی اور کے پاس الگ لکھی ہوئی دستیاب نہ ہوئی ۳۱۔ یہ تمام تفصیلات مولانا تقی عثمانی نے پیش کی ہیں ۳۲۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ حضرت عثمان کے قرآن کے جمع کرنے کی یہ شکل ہوئی کہ جس وقت وجوہِ قرات میں بکثرت اختلاف پھیل گیا اور یہاں تک نوبت آگئی کہ لوگوں نے قرآن مجید کو اپنی اپنی زبان میں پڑھنا شروع کردیا اور ظاہر ہے کہ عربی کی زبانیں بہت وسیع ہیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک زبان کے لوگ دوسری زبانوں کو بر سرغلط بتانے لگے اور اس معاملے میں سخت مشکلات پیش آنے لگیں اور بات بڑھ جانے کا خوف پیدا ہوگیا اس لئے حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کے صحف کو ایک ہی مصحف میں سورتوں کی ترتیب کے ساتھ جمع کردیا اور تمام عرب کی زبانوں کو چھوڑ کر محض قبیلۂ قریش کی زبان پر اکتفا کرلیا۔ اس بات کے لئے حضرت عثمانؓ نے دلیل یہ دی کہ قرآن مجید کا نزول دراصل قریش کی زبان میں ہوا تھا۔ اگرچہ وقت اور مشقت دور کرنے کے لئے اس کی قرات غیر زبانوں میں بھی کرلینے کی گنجائش دے دی گئی تھی لیکن اب حضرت عثمانؓ کی رائے میں وہ ضرورت مٹ چکی تھی۔ لہٰذا انہوں نے قرآن کی قرات کا انحصار محض ایک ہی زبان میں کردیا۔ ۳۳۔

۳۰۔ تقی عثمانی، مولانا، علوم القرآن، 191

۳۱۔ سیوطی، جلال الدین، حوالہ مذکور، I، 61

۳۲۔ تقی عثمانی، مولانا، حوالہ مذکور، I، 191

۳۳۔ سیوطی، جلال الدین، حوالہ مذکور 161

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی ابوبکر "الانتصار" میں لکھتے ہیں "کہ حضرت عثمانؓ نے ان اختلافات کو مٹایا جو اس وقت موجود تھے اور آپؓ نے آئندہ نسلوں کو فساد سے بچا لیا" ۳۴۔

علامہ بدرالدین عینیؒ "عمدۃ القاری فی شرح البخاری" میں لکھتے ہیں

انما فعل عثمان هذا ولم يفعل الصديق

لان غرض ابی بکر کان جمع القرآن بجمیع حروفه ووجوهها التی نزل بها وهی لغة قریش و غیرها مکان غرض عثمان تجرید لغة قریش من تلك القرآن وقد جاء ذالك مصرحاً فی قول عثمان لهولاء الکتاب جمع ابوبکر غیر جمع عثمان

"یہ جو کچھ حضرت عثمانؓ نے کیا یہ حضرت عثمانؓ کے زمانے کا جمع کرنا تھا۔ یہ کام حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ان کی غرض تو قرآن مجید کو جمع کرنا تھا اور ان تمام وجوہِ لغات کے ساتھ جن پر قرآن مجید نازل ہوا اور وہ لغتِ قریش اور اس کے علاوہ دیگر لغات بھی شامل تھیں اور حضرت عثمانؓ کی غرض بھی یہ تھی کہ لغت قریش کو بقیہ لغات سے جدا کروایا جائے۔ چنانچہ اس بات کی تصریح حضرت عثمانؓ کے قول میں موجود ہے کہ جو انہوں نے کاتبین سے فرمایا تھا۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق کا جمع کرنا اور تھا اور حضرت عثمانؓ کا اور تھا۔ ۳۶۔

ان روایات کی تصریح کرتے علماءِ اسلام نے حضرت عثمانؓ کے عمل کی یہی تشریح کی ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مقصد قرآن مجید کے کسی حرف کو ختم کرنا نہ تھا، بلکہ انہیں تو اس بات کا افسوس تھا کہ بعض لوگوں نے درست حروف کا انکار شروع کردیا تھا اور بعض آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے تھے اور اسی مقصد کے لئے آپؓ نے قرآن مجید کا معیاری نسخہ تیار کروایا تھا۔

یہی نقطہ نگاہ علامہ ابن حزمؒ نے "الفصل فی الملل" میں ۳۷، مولانا عبدالحقؒ نے تفسیر حقانی ۳۸ کے مقدمہ میں، علامہ زرقانی نے مناہل العرفان ۳۹ میں نقل کیا ہے۔

۳۴ - ایضاً، I، 61 ۳۵ - ایضاً، I، 61

۳۶ - عینی، بدرالدین، علامہ، حوالہ مذکور، vii، 655

۳۷ - ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، II، 81، 82

۳۸ - حقانی، عبدالحق، حوالہ مذکور، 51، 52

۳۹ - زرقانی، عبدالعظیم، محمد، مناهل العرفان فی علوم القرآن، I، 288، 269، 272

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا حضرت عثمانؓ نے جمع قرآن کی کاروائی سیاسی مقاصد کے پیش نظر کی؟

گزشتہ صفحات میں ہم نے عہد عثمانی میں قرآن مجید کے ایک متفقہ نسخہ کی تیاری کا پس منظر، ضرورت، اس کی تیاری اور اس کے بعد اس کے نقلوں کی تفصیلات بیان کردی ہیں۔ ان تفصیلات کی روشنی میں مستشرقین کے پیدا کردہ کئی ایک ابہام خود بخود دور ہوجاتے ہیں مثلاً ان تفصیلات میں مندرجہ ذیل اعتراض خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ مصحف عثمانیؓ کی تیاری محض بے مقصد کام نہ تھا بلکہ اس کی تیاری کی بھرپور ضرورت موجود تھی۔ یہ نسخہ کوئی نیا نسخہ نہ تھا بلکہ مصحفِ صدیقیؓ کی مکمل نقل تھی۔ بعض پہلوؤں سے یہ مصحف صدیقی سے مختلف تھا (مصحف صدیقی میں "سبعہ احرف" سے تعرض نہیں کیا تھا جبکہ مصحفِ عثمانی میں ایسا رسم الخط اختیار کیا گیا کہ جس میں تمام جائز قراتیں سما سکیں) مستشرقین کے مزید اعتراضات کے جوابات ہم آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کا جو نسخہ تیار کروایا تھا اس پر مستشرقین نے کئی ایک اعتراضات کئے ہیں ہم نے ان اعتراضات کا ذکر چند صفحات میں کیا ہے یہ اعتراضات نوعیت کے اعتبار سے باہم متصادم ہیں، اس مصحف کے حوالے سے بعض لوگوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مصحف عثمانیؓ میں "سبعہ احرف" ختم کردیئے گئے اور اس کے اندر چھ حصے قرآن مجید ضائع کردیا گیا ۴۰۔

بعض دوسرے لوگوں نے اس کے برعکس بات کی ہے کہ مصحف عثمانؓ میں کوئی خاص بات نہ تھی اور جس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مصحف میں کوئی ربط و ترتیب نہ تھی اسی طرح یہ مصحف بھی محض اوراق کا مجموعہ ہی تھا اس کے تیاری کے بعد بھی قرآن مجید میں اختلافات موجود رہے کیونکہ دیگر مصاحف بھی لوگوں کے زیر تلاوت رہے حضرت عثمانؓ نے ان اختلافات کو ختم کرنے کا کوئی انتظام نہیں کیا ۴۱۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے مصحف کی کوئی ضرورت نہ تھی ۴۲۔ مصحفِ عثمانی کی ضرورت اور اس کے بارے میں اصل حقیقت یہ ہے کہ

"اگرچہ قرآن حکیم بے شمار صحابہ کرامؓ کو زبانی یاد تھا تاہم لوگوں نے اپنے ہاں بھی لکھا ہوا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو نسخہ تیار کروایا تھا اس میں اس بات کا اہتمام نہیں کیا

۴۰ - Jeffery, Arthur Op - Cit ., 5 - 6

۴۱ - Vide Bell, Richard, Intosduction to the Quran , 23

۴۲ - Ibid ., 23

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا کہ "سبعہ احرف" کے نتیجے میں لکھے گئے ان ذاتی مصاحف کو ختم کردیا جائے۔ لوگوں کے پاس ذاتی مصاحف بھی موجود رہے"۔ ۴۳۔

عہدِ نبویؐ کے قریب زمانے میں یہ احساس نہ تھا کہ مسلمان کسی مشکل کا شکار ہو جائیں گے کیونکہ اس وقت تک اسلام ابھی ایک علاقے تک محدود تھا لیکن جب اسلام بلا د و احصار میں پھیل گیا تو حافظے کے ساتھ ساتھ کتابت کی یکساں اہمیت محسوس کی جانے لگی اور بلا د و احصار کے مسلمانوں کو کسی ایک طریقے کے مطابق قرآن مجید پڑھایا گیا یہ بات ان میں عملاً معروف نہ ہوئی کہ قرآن مجید سات حروف میں نازل ہوا ہے اس لئے پڑھاتے وقت ان میں اختلافات پیدا ہونے لگے ساتھ ہی انفرادی طور پر تیار کئے ہوئے مصاحف بھی کسی نہ کسی "حرف" کے مطابق تھے اور ان کے آپس میں اختلافات تھے لیکن ایک معیاری نسخہ موجود نہ تھا۔

آئندہ سطور میں ہم مستشرقین کے اس موقف کا رد ڈاکٹر صُبحی صالح کے بیان کی روشنی میں کریں گے کہ کیا حضرت عثمانؓ نے محض سیاسی مقاصد کے حصول اور سیاسی پالیسی کے طور پر قرآن مجید میں مداخلت کی تھی اور اپنی مرضی کا ایک نسخہ تیار کروالیا تھا اور ارکانِ کمیٹی حضرت عثمانؓ کے آلہ کار بن گئے اور گٹھ جوڑ کرکے ایک ایسا نسخہ تیار کرلیا ۴۴۔ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ

"حضرت عثمانؓ کی اس کاروائی کا اصل محرک وہ لوگ تھے جن کی نشاندہی حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے آذربائیجان سے واپسی پر کی تھی لیکن مستشرقین اس کاروائی کا محرک سیاسی مقاصد کے حصول قرار دیتے ہیں اس سلسلے میں "بلا شر" پیش پیش ہے۔ جس نے جمع و تدوین قرآن کے بارے میں حضرت عثمانؓ کی نیت پر حملے کئے ہیں یہ تمام حملے بالکل بے بنیاد ہیں۔ مستشرقین کے پاس کوئی بنیاد نہیں کہ جس سے ثابت کیاجاسکے کہ حضرت عثمانؓ کے پیش نظر سیاسی مقاصد کا حصول تھا اور آپؓ نے یہ کاروائی اس لئے بھی کی کہ

---

۴۳ - سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' I' 61

۴۴ - ایضاً" ' 61 ۴۵ - ایضاً" ' 61

۴۶ - بخاری' محمد بن اسماعیل' حوالہ مذکور' 111 ' 146

۴۷ - سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' I ' 61

۴۸ - ایضاً" ' I ' 61

۴۹ - صبحی صالح' ڈاکٹر' حوالہ مذکور ' 79

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہاجرین کی اہمیت جتائی جاسکے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صبحی صالح نے بلاشر (Blacher) کا حوالہ دیا ہے۔۵۰۔

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ یہ تمام اتہام محض مستشرقین کی الزام تراشی ہے اور عبث قیاس آرائیوں کا آئینہ دار ہے اور کسی تاریخی روایت سے ان کے اس دعویٰ کی تائید نہیں ہوتی۔ کوئی دانشور شخص یہ بات درست تسلیم نہیں کرتا کہ امام بخاریؒ جیسے محدث کے مقابلے میں جو کہ ثقاہت و امانت اور حفظ و ضبط میں اپنی نظیر نہیں رکھتے' مستشرقین کی ان بے سروپا باتوں کو اہمیت دے۔ حضرت عثمانؓ نے اس سلسلے میں جو کمیٹی تشکیل دی اس بارے میں بھی مستشرقین نے بے سروپا باتیں کی ہیں یہ کمیٹی چار حضرات پر مشتمل تھی۔۵۱۔

ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں کہ عجیب بات ہے کہ محدث ابن ابی داؤد ایک ہی مسئلہ پر مختلف روائتیں نقل کرنے کے شائق ہیں اگرچہ ان میں واضح تضاد پایا جاتا ہو۔ اس پر مزید یہ کہ وہ مسئلہ زیر بحث میں امام بخاری کے ذکر کردہ چار اشخاص کی کمیٹی کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ اس سلسلے میں قائم شدہ دیگر کمیٹیوں کا ذکر کرتے ہیں مثلاً" وہ ایک کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں جس کے رکن حضرت ابی بن کعبؓ بھی تھے اسی طرح وہ ایک اور کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں جو دو صحابہ کرامؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور سعید بن العاصؓ پر مشتمل تھی۔ اس کاروائی سے دو برس قبل حضرت ابی بن کعبؓ وفات پاچکے تھے اسی طرح ایک اور کمیٹی کا ذکر کرتے ہیں جو بارہ اصحاب پر مشتمل تھی اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان کے خیالات پر صرف ایک ہی مستشرق نے کلام کیا ہے۔ یہ مستشرق (Schwally) ہے اس نے جرح و قدح کی ہے۔ مستشرق بلاشر اس پر تعجب و حیرت کا اظہار کرتا ہے ابن ابی داؤد نے ایک ایسی کمیٹی کا بھی ذکر کیا ہے

جس کے ایک رکن ابی بن کعبؓ بھی تھے جو اس کاروائی سے دو برس قبل وفات پاچکے تھے۔۵۲۔

کمیٹی کی تشکیل اور اس کے ارکان کے تعداد میں اس طرح کی روایات کے ذکر کرنے کا ان کے نزدیک مقصد یہ ہے کہ حفاظتِ قرآن کی ساری تاریخ کو مشکوک بنا دیا جائے۔ اس کمیٹی کے ارکان کی تعداد کے علاوہ مستشرقین نے ان حضرات کی ذات پر بھی اعتراضات کئے ہیں اس سلسلے میں بلاشر نے طرح طرح کی قیاس آرائیوں سے کام لیا وہ پہلے تینوں قریشی صحابہؓ کو

۵۰ - ایضاً' 79

۵۱ - ایضاً' 79

۵۲ - ایضاً' 79

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان کی طرح امراء و خواص میں شامل کرتا ہے۔ یہ مستشرقین اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی شخصیت و کردار کا کیا عالم تھا؟ اس معاشرے کا نقشہ بھی ان کے ذہنوں میں موجود نہیں ہے اس معاشرے میں عوام و خواص کا تصور کہاں باقی رہ گیا تھا اس معاشرے میں تو خلیفۂ رسول" خلیفہ ہوتے ہوئے لوگوں کی بکریوں کا دودھ دھو آتا تھا۔ خلیفۂ ثانی جس کے ڈر سے دشمن تھر تھر کانپتے تھے، راتوں کو بھیس بدل کر لوگوں کی خدمت کے لئے مدینہ کی گلیوں میں چکر لگایا کرتے تھے۔ ہم خود مستشرقین ہی کی کتب سے ایسی مثالیں پیش کرسکتے ہیں کہ یہ بزرگ تقویٰ پرہیز گاری میں کس مقام پر فائز تھے کیا یہ لوگ تقویٰ کے اس مقام پر فائز ہوتے ہوئے قرآن میں من مانی تبدیلی کرنے کی خاطر مختلف حربے استعمال کرسکتے ہیں۔

اس معاشرے میں نہ اس قسم کی کاروائی کا امکان ہوسکتا تھا اور نہ ہی "خواص و عوام" کی کوئی تقسیم وہاں موجود تھی۔ جہاں حضرت عمرؓ جیسی شخصیت سے برسرِ منبر مواخذہ ہوسکتا تھا وہاں حضرت عثمانؓ کی اس قسم کی کاروائی پر لوگ خاموش رہ سکتے ہیں ۵۳۔

۱) بلاشر مزید لکھتا ہے کہ یہ تینوں مکی صحابہ حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار تھے اس لئے وہ ایک مشترکہ مصلحت کے حصول کی خاطر باہم متفق ہوگئے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ کتابت قرآن مجید کا کام کسی ایسے شخص کے ہاتھوں ہو جو مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ کا رہنے والا ہو۔ بلاشر اس من گھڑت قصے کی تکمیل یوں کرتا ہے کہ حضرت زیدؓ جانتے تھے کہ وہ قریشِ مکہ کے طبقہ خواص میں شامل ہیں اس لئے وہ ان صحابہ کرامؓ کی رضا کو قرینِ مصلحت خیال کرتے تھے۔ ۵۴۔

بلاشر کے یہ خیالات بعیدِ عقل و قیاس اور لایعنی ہیں۔ ان خیالات میں تناقض و تضاد پایا جاتا ہے۔ اگر ہم صحابہ کرامؓ کے معاشرے کے تقویٰ اور احتیاط کی کوئی ایک جھلک ذہن میں رکھیں تو اس قسم کی حرکت کسی ذی ہوش انسان کے قلب و دماغ سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نظریات کے بُطلان کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ بلاشر نے حضرت زید بن ثابتؓ کو تینوں مکی صحابہؓ کے ساتھ گٹھ جوڑ میں ملوث کرکے انہیں بلاوجہ متہم کیا ہے۔ اس کی کوئی نقلی یا عقلی دلیل موجود نہیں۔ بلاشر کے خیالات کے ردّ کے لئے مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

تحقیق ہمیشہ استدلال کی بنیاد پر ہوتی ہے، استدلال یا تو تاریخی شواہد کی بنا پر ہوتا ہے

۵۳ - ایضاً" 80

۵۴ - ایضاً" 80

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا مختلف شواہد سے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر نتائج اخذ کئے جاتے ہیں لیکن بلاشر (Blacher) کے اس نقطہ نگاہ کے پیچھے کوئی بالواسطہ یا بلاواسطہ استدلال موجود نہیں ہے۔ دوسری طرف انصاف اور اصول کا تقاضا ہے کہ جب وہ کوئی دلیل اپنے نقطہ نظر میں پیش نہ کرے تو اس کی بات تسلیم نہ کی جائے خصوصاً" جب وہ ایسی بات کر رہا ہو جو مسلمات کے برعکس ہو اس صورت میں مسلمانوں ہی کے اس نقطہ نگاہ کو درست تسلیم کیا جائے گا کہ حضرت عثمان کی اس کاروائی کے پیچھے نہ کوئی سازش کارفرما تھی نہ کوئی گٹھ جوڑ ہوا تھا اور نہ ہی اس کاروائی سے حضرت عثمانؓ ذاتی اغراض حاصل کرنا چاہتے تھے ۵۵۔

صحابہ کرامؓ جہاں تقویٰ کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے وہاں وہ قرآن و حدیث کے بارے میں حد درجہ محتاط بھی تھے وہ حضورؐ کے ان ارشادات کی اہمیت کو خوب جانتے تھے اور ان پر عمل پیرا تھے کہ آپ نے فرمایا تھا:

من كذب علی متعمدا فليتبوا مقعده من النار ۵۶۔

"جس نے میرے بارے میں جھوٹ بات کی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"

ابن کثیر نے ابن عباسؓ سے حضورؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

من قال فی القرآن برایه فليتبوا مقعده من النار ۵۷۔

جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

جبکہ مستشرقین خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس کمیٹی کے ارکان حد درجہ محتاط اور متقی تھے بلاشر لکھتا ہے کہ

"اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ کمیٹی کے ارکان کو اپنی ذمہ داری کا پورا پورا احساس تھا اگرچہ وہ ان دونوں کی تنقید و تبصرہ کے طرز وانداز سے پوری طرح آشنا نہ تھے ۵۸۔

اس کی دونوں باتوں میں تضاد ہے ایک طرف ان کو ذمہ دار اور متقی قرار دیتا ہے اور دوسری طرف قرآن جیسی کتاب میں تحریف کی سازش میں ملوث قرار دیتا ہے ظاہر ہے دونوں

۵۵ - ایضاً، 80

۵۶ - مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، I، 81

۵۷ - ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر القرآن العظیم، I، 5 (مقدمہ)

۵۸ - صبحی صالح، ڈاکٹر، حوالہ مذکور، 81

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے ایک بات درست ہوسکتی ہے اور ہم اس بات کو درست کہیں گے جسے تاریخ اور دلائل و شواہد ثابت کریں۔ ہم اس سلسلے میں ولیم میور کی وضاحت بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ بھی اپنے ساتھی مستشرقین کے مؤقف کو رد کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس نظرِ ثانی میں علماء نے آیات اور قرات میں سے ایک ایک آیت کا پہلے نسخوں سے مقابلہ کیا ۵۹۔

اس کمیٹی میں قریشی صحابہؓ کو شامل اسی لئے کیا گیا کہ قرآن انہیں کے لب و لہجہ میں نازل ہوا تھا ۶۰۔ میور نے بھی اس مصحف کی تیاری کا جواز تسلیم کیا ہے کہ آذر بائیجان میں لوگوں کے اندر قرآن پاک کی تلاوت پر اختلاف دیکھنے میں آئے تھے ۶۱۔

۲) "حضرت عثمانؓ نے دیگر چند صحابہؓ سے مل کر اپنی پسند کا نسخہ تیار کروالیا تھا

اس الزام کا رد ہم مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں کرسکتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں جب زید بن ثابتؓ نے تدوین قرآن کے کام کا آغاز کیا تو حضرت عمرؓ نے تدوینِ قرآن کمیٹی کے سامنے آیتِ رجم پیش کی لیکن حضرت زید بن ثابتؓ نے اسے قرآن مجید میں شامل نہیں کیا ۶۲۔

اگر ایسا ہی مسئلہ ہوتا جیسا کہ مستشرقین بیان کرتے ہیں تو حضرت عمرؓ اپنی حیثیت استعمال کرکے یہ آیت قرآن مجید میں شامل کرسکتے تھے لیکن چونکہ یہ آیت قرآن مجید کا حصہ نہ تھی اس لئے اسے شاملِ قرآن نہیں کیا گیا۔

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ سورۃ التوبہ کی آخری آیت "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ....." صرف ایک ہی صحابی سے ملی جب تک اس آیت کے بارے میں بھی وہ شرائط پوری نہ ہوئیں جو اس وقت ملحوظ رکھی تھیں، اس وقت تک اسے شاملِ قرآن مجید نہ کیا گیا۔

یہی معاملہ عہدِ عثمانیؓ میں سورۃ الاحزاب کی آیت

"مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ....الخ" کے ساتھ پیش آیا تھا ۶۳۔

اگر حضرت عثمانؓ کے کچھ ذاتی مقاصد تھے تو ان کی تکمیل کے لئے دوسرے صحابہؓ کو (ان صحابہ کے بجائے) کمیٹی میں شامل کرکے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرسکتے تھے۔

مشہور مستشرق اسپرنگر مسلمانوں کے فن اسماء الرجال (جو انہوں نے حضور کے ارشادات کو پرکھنے کے لئے جاری کیا تھا اور جس کی مثل دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہ کرسکی) کے بارے میں لکھتا ہے۔

۵۹ - Mior ' William. ۶۰ - Ibid , xiii. ۶۱ - Ibid , xiii.

۶۲ - تفصیلات کے لئے ناسخ و منسوخ، جلال الدین سیوطی کی کتاب الاتقان کا مطالعہ کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسلمانوں نے پیغمبر اسلام کے اقوال محفوظ کرنے کے لئے پانچ لاکھ لوگوں کے حالات زندگی محفوظ کرلئے" ۶۴۔ ایسی محتاط قوم سے یہ بات کیونکر منسوب کی جاسکتی ہے کہ اس نے ملی بھگت کرکے قرآن مجید میں تغیر و تبدل کیا ہے۔

اسلامی معاشرہ اس وقت طبقاتی طور پر امیر اور غریب میں منقسم نہ تھا کہ کچھ صحابہؓ کو امراء کے طبقہ سے اور کچھ کو غرباء کے طبقہ سے منسوب کیا جائے۔

جس معاشرے میں ایک بڑھیا برسرِ منبر حضرت عمرؓ جیسے جلالی خلیفہ وقت کو کسی مسئلے پر ٹوک سکتی ہے اور عام آدمی خلیفہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنا خطبہ جاری کرنے سے پہلے مجھے جواب دیں کہ ہم سب کی قمیصیں تو چھوٹی ہیں اور آپؓ کی قمیص بیت المال کے کپڑے سے اتنی لمبی کس طرح بن گئی؟ اور خلیفہ کو اس کا جواب دینا پڑتا ہے ۶۵۔ اس معاشرے میں کیونکر گمان کیا جاسکتا ہے کہ ان کے سامنے قرآن حکیم میں تغیر ہوگیا اور وہ خاموش بیٹھے رہے؟

اسی سلسلے میں بنیادی بات یہ ہے کہ

حضرت عثمانؓ کی سیاسی پالیسیوں کے ساتھ بعض لوگوں نے اختلاف کیا لیکن آپ کو بالاتفاق "جامعُ القرآن" کا خطاب دیا ۶۶۔ اگر جمع قرآن بھی سیاسی پالیسیوں کا حصہ ہو تو لوگ آپ کے خلاف فتنہ پیدا کرتے وقت آپ پر تحریفِ قرآن مجید کا الزام بھی لگاتے۔ یہ مصحف امت میں اتحاد کا باعث ہی ہوا نہ کہ افتراق کا۔

تحریف قرآن مجید کی جسارت تو ایک عام مُسلمان بھی نہیں کرسکتا چہ جائیکہ حضرت عثمانؓ جیسی ممتاز ہستی پر یہ الزام عائد کیا جائے۔ ۶۷۔

آپؓ کی شرافت کا تو یہ عالم تھا کہ آخری ایام میں جب باغیوں نے آپؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تھا آپؓ نے سرکاری محافظ قبول نہ کئے اور فرمایا میری خاطر کسی مسلمان کا خون نہیں بہنا چاہئے۔ ۶۸۔

---

۶۳ - عہد نبوی میں حفاظت قرآن' ملاحظہ فرمائیں صبحی صالح کی کتاب علوم القرآن

۶۴ - شبلی نعمانی' مولانا' سیرت النبیؐ' I' 42

۶۵ - سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' II' 124' 127

۶۶ - ایضاً' I' 61

۶۷ - ایضاً' II' 151' 153

۶۸ - ابن اثیر' الکامل فی التاریخ' III' 60

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اس بات کی کوئی گنجائش ہوسکتی ہے کہ انہوں نے ذاتی غرض کی خاطر قرآن مجید میں تحریف کردی ہو۔ علامہ مقریؒ اپنی کتاب "نفح الطیب" میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے تیار کروائے ہوئے مصحف پر یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

هذا ما جمع عليه جماعة من اصحاب رسول الله ﷺ منهم زيد بن ثابت و عبد الله بن زبير و سعيد بن العاص رضى الله عنهم ۶۹۔

شاہ ولیؒ اللہ کے الفاظ کہ "صحابہ کرامؓ کے مشورہ اور اجماع سے ایک نسخہ تیار کیا گیا" خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ کاروائی حضرت عثمانؓ کا ذاتی کام نہ تھا بلکہ صحابہ کرامؓ ان کے ساتھ شامل تھے۔ ۷۰

۳) کیا حضرت عثمانؓ نے وہ آیات قرآن مجید سے حذف کردی تھیں جن میں حضرت علیؓ اور اہلِ بیت کے مناقب جمع کئے گئے تھے؟ ۷۱۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حقائق پیش کئے جاسکتے ہیں۔

یہ اعتراض سراسر عقل کے خلاف ہے خصوصاً" بنو امیہ اور حضرت علیؓ کے ساتھیوں کے درمیان مخاصمت کو ذہن میں رکھیں تو نظر آتا ہے کہ اتنے شدید اختلافات کے باوجود حضرت علیؓ کے ساتھی اسی قرآن پر متفق رہے جسے بعد میں لوگوں نے "مصحفِ عثمانی" کا نام دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ آج تک تمام فرقے قرآن کی صیانت اور عصمت پر متفق ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ جنہوں نے قرآن مجید دو مرتبہ لکھا' دونوں کے عہد میں حضرت علیؓ موجود تھے لیکن کبھی بھی قرآن کے بارے میں اختلاف نہیں ہوا نہ ہی حضرت علیؓ نے کوئی اختلاف کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ' حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ میں کسی ایک کا دور بھی جبر و تشدد کا دور نہ تھا کہ حضرت علیؓ مجبوراً" چپ ہوگئے' نہ ہی اس بات کا امکان ہوسکتا تھا کہ قرآن سے آیات و مضامین حذف کئے جارہے ہوں اور لوگ خاموشی سے بیٹھے رہیں۔ اگر حضرت علیؓ تینوں خلفاء کے عہد میں کچھ نہ کرسکے تو بعد میں جب وہ خود خلیفہ بنے تو اس وقت بھی تو وہ سب کچھ کرسکتے تھے اس وقت تو انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا اگر وہ ایسا کردیتے کہ (بقولِ مستشرقین) اصل قرآن امت کو لوٹا دیتے تو انہیں کوئی روکنے

۶۹ - مقری، نفح الطیب، I، 398

۷۰ - ولی اللہ، شاہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، II، 5

۷۱ - فنڈر، پادری، میزان الحق، 36، 44

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا نہ تھا، اور وہ امت کے ہیرو بن جاتے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ "جامع القرآن" کا خطاب تو صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ کو ملا ہے ۷۲۔

حضرت علیؓ امت سے کہہ سکتے تھے کہ لوگو یہ ہے قرآن کا وہ حصہ جو پہلے تین خلفاء نے غائب کروا دیا تھا اور اس کا علم صرف مجھے ہی تھا ہم تو اس کے بالکل برعکس دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پورے عہد حکومت میں اس کا تذکرہ تک نہیں کیا بلکہ ہمیں تو اس کے بالکل برعکس بیانات ملتے ہیں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حضرت علیؓ بہت ہی جرأت مند انسان تھے کیا کوئی شخص یہ بات گوارا کر سکتا ہے کہ کوئی حضرت علیؓ کے بارے میں کوئی رائے قائم کرلے کہ انہوں نے تحریفِ قرآن کی کاروائی آنکھوں سے دیکھ لی ہو اور کسی کو روکا تک نہیں یا تو بزدلی کا مظاہرہ کیا یا مصلحت کا۔ قرآن مجید جبکہ ان کے بارے میں کہتا ہے کہ

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ

وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہیں کھاتے۔ ۷۳۔

رمضان المبارک کی راتوں میں جب اُبی ابن کعبؓ لوگوں کی امامت کرواتے اور قرآن مجید سناتے تھے اس وقت حضرت علیؓ ان کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

اگر قرآن مجید میں کوئی ردّ و بدل ہوا ہوتا تو آپؓ اسی وقت اعتراض کرسکتے تھے نیز یہ کہ حضورؐ آپؓ کو قرآن سنایا کرتے تھے۔ ۷۴۔

مصحفِ عثمانی کی بنیاد وہ نسخہ تھا جو اس وقت حضرت حفصہؓ کی تحویل میں تھا ۷۵۔

عقل کہتی ہے کہ اگر حضرت عثمانؓ نے قرآن میں تغیر و تبدل کردیا تھا تو پھر حضرت حفصہؓ کو ان کا مصحف واپس کبھی نہ کیا جاتا کیونکہ اس کی موجودگی میں تو حضرت عثمان کی ساری کاروائی رائیگاں جاسکتی تھی۔ حضرت حفصہؓ نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ اے عثمانؓ آپ نے تو ایک نیا قرآن تیار کرلیا ہے، حالانکہ میرا مصحف کچھ اور تھا۔

۷۲۔ حریری، غلام احمد، تاریخ تفسیر ومفسرین، 91

۷۳۔ المائدہ، 54

۷۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، حوالہ مذکور، I، 234

۷۵۔ ایضاً، III، 146

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمانؓ نے باقی تمام مصاحف نذر آتش کردیئے اور اس کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے تیار کروائے ہوئے نسخے کو کوئی چیلنج نہ کرسکے لیکن اتنی بات تو تاریخی طور پر ثابت شدہ ہے کہ حضرت حفصہؓ والا نسخہ مروان بن حکیم کے دور تک موجود تھا حضرت عثمانؓ کے قرآن کے نسخے کی تیاری (۲۴ھ تا ۳۵ھ) ۷۶۔ اور مروان کی فرمانروائی کے درمیان کئی برس کا عرصہ گزرا۔ اگر حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم میں تغیر و تبدل کردیا تھا تو حضرت حفصہؓ کا نسخہ قرآن کی اصلی صورت میں موجود تھا۔ لہٰذا اصل نقول تیار کروائی جاسکتی تھیں۔ یہ بات بھی ناقابل تسلیم ہے کہ حضرت عثمانؓ کا دور جبر و تشدد کا دور تھا ایسا خیال کرنا تاریخی غلطی ہوگی جس خلیفہ نے بلوائیوں کے ہاتھوں محض اس لئے شہادت قبول کی کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ان کی حفاظت کرے اور ان کے دروازے پر کھڑا ہو اور حفاظت کرتے ہوئے کسی مسلمان کی جان ضائع ہو' وہ ہستی ذاتی مقاصد کے تحت تیار کردہ قرآن کو لوگوں میں مروج کرنے کے لئے لوگوں پر تشدد کرے گی؟

۴) اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد حضرت حفصہؓ والے نسخے سے اصل قرآن مجید کو حاصل نہ کیا جاسکا۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ کے اثرات بڑے گہرے تھے تو یہ بات بھی بڑی خلاف واقعہ ہے کیونکہ جو خلیفہ بلوائیوں کے ہاتھوں کسی میدان میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں شہید ہو رہا ہے اور اس کی شہادت کا بدلہ بھی نہیں لیا جا رہا اس کے سیاسی اثرات کے بارے میں کیا تصور کیا جاسکتا ہے؟

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب مسلمانوں کے فرقوں میں خون ریز لڑائیاں ہو رہی تھیں اس وقت بھی ان سب کا قرآن ایک ہی تھا۔ ایک قرآن پر متفق ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ نے دیگر مصاحف ہی تلف کئے تھے لوگوں کے حافظے سے تو قرآن محو نہیں ہوا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے مصحف کے بارے میں علامہ ابنِ حزم نے اس نقطہ نگاہ کا جواب یوں دیا ہے۔

حضرت علیؓ جو روافض کے نزدیک بہت عظیم مقام رکھتے ہیں پونے چھ برس تک برسرِ اقتدار رہے۔ ان کا حکم چلتا تھا ان پر کیا دباؤ تھا کہ انہوں نے اصل قرآن جاری نہیں فرمایا؟

۷۶ - ندوی' معین الدین' تاریخ اسلام' I' 378

۷۷ - ایضاً' 378

۷۸ - ابن حزم' حوالہ مذکور' II' 78

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام حسنؓ کو بھی خلافت ملی وہ بھی معصوم سمجھے گئے ہیں ...... ان سب باتوں کے باوجود یہ کس طرح جرأت ہو سکتی ہے کہ ایسی بات کہی جائے ۷۸۔' علامہ فرماتے ہیں

قرآن پاک میں کوئی حرف کم ہونا، زائد ہونا، تبدیل ہونا ہم کیسے تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ قرآن مجید میں تغیر کے مرتکب ہونے کی وجہ سے ان حضرات سے جہاد، اہلِ شام سے لڑائی کرنے سے زیادہ ضروری اور اہم تھا۔ ۷۹۔

کیا حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ اور اہل بیت سے متعلقہ آیات قرآن مجید سے نکال دی تھیں؟ مستشرقین کے اس موقف کا جواب ہم انہیں کے ایک ساتھی ولیم میور کے حوالے سے پیش کریں گے۔ میور لکھتے ہیں یہ اعتراض سراسر عقل کے منافی ہے۔ خصوصاً" بنو اُمیہ اور حامیانِ حضرت علیؓ کے مناقشات پر نظر کرتے ہوئے کہ اتنے شدید اختلافات کے باوجود حامیانِ حضرت علیؓ اسی قرآن مجید پر متفق رہے۔ جسے بعد میں انہیں لوگوں نے "صحیفۂ عثمانی" سے موسوم کیا نہ صرف یہ بلکہ آج تک تمام شیعہ سنّی فرقے قرآن مجید کی صیانت و عصمت پر متفق ہیں۔ ۸۰۔

آخر میں ولیم میور لکھتے ہیں

پس ہمارے ان معارضات سے ثابت ہے کہ موجودہ قرآن میں کوئی ایسی آیت نظر انداز نہیں کی گئی جو حضرت علیؓ کی عصمت پر دال ہو۔

کیا حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کا ۷/۶ حصہ ضائع کر دیا؟

۵) مستشرقین کا ایک اعتراض یہ ہے کہ

"حضرت عثمان نے جب مصحف تیار کروایا تو انہوں نے سات قراتوں میں سے چھ کو خارج کر دیا اور لوگوں کو ایک ہی قرات (حرف) پر جمع کر دیا۔ اس طرح ان کے بقول حضرت عثمانؓ نے ۷/۱ قرآن باقی رہنے دیا اور ۷/۶ حصہ ضائع کر دیا"۔ ۸۱۔

اس اعتراض کا جب ہم تحقیقی جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اس کے پیچھے مستشرقین کی کم علمی کار فرما ہے یا ان کی دانستہ حقائق سے چشم پوشی۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات اصل مسئلے کی وضاحت کرتے ہیں۔

۷۹ - ایضاً" 78

۸۰ - Mior , William , OP. Cit, xiv

۸۱ - ناصر، کے ایل، قرآن شریف کے متن کا تاریخی مطالعہ 25

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستشرقین یہ سمجھتے ہیں کہ شاید قرآن مجید کا ہر ہر لفظ سات سات قراتوں سے پڑھنے کی اجازت تھی حالانکہ ایسی صورت حال نہ تھی۔

"سبعہ احرف" محض الفاظ کی ادائیگی کا فرق تھا۔ ایک لفظ دوسرے لفظ کے مترادف تھا' سات میں سے کوئی ایک اختیار کرلیا گیا تو قرآن مجید کا لفظ ادا ہوگیا اس فرق سے معانی میں بھی کوئی واضح فرق نہیں پڑتا تھا۔

مزید جو اس نقطۂ نگاہ کا اصل جواب ہے وہ یہ کہ

حضرت عثمانؓ نے درحقیقت لوگوں کو متواتر اور ثابت شدہ قراتوں پر جمع کیا تھا۔ یہ تو حقیقت ہی کے برعکس ہے کہ انہوں نے سات قراتیں یا "سبعہ احرف" کو ختم کرکے ایک "حرف" پر لوگوں کو جمع کیا تھا۔ ۸۲۔ مصحفِ عثمانی میں ایسا رسم الخط اختیار کیا گیا کہ اس میں بھی وہ ساری قراتیں اور حروف سما سکیں۔ آپ نے یہ اہتمام اس لئے کیا تھا بلکہ صحیح تر لفظوں میں آپ کے مصحف کا اصلی مقصد یہ تھا کہ شاذ قراتوں کے پھیلنے کا سدباب کیا جائے اور جائز و ثابت شدہ قراتوں میں قرآن مجید کو محدود کیا جائے ۸۳۔

حضرت عثمانؓ کے رسمُ الخط جس میں کہ "سات حروف" سما سکیں اس کی مثالیں دوسری جگہ بیان کردی گئی ہیں' ذیل میں ان کو مکرر بیان کیا جاتا ہے "امام ابنِ حزم" نے بھی اس سلسلے میں اپنی کتاب "الفصل فی الملل والنحل" میں مدلل بحث کی ہے اور اس قسم کے اعتراض کا رد خالص عقلی اور منطقی انداز میں کیا ہے کہ کیا فی الواقع حضرت عثمانؓ کے عہد میں قرآن میں تغیر ہوگیا تھا۔ امام موصوف نے خود یہود و نصاریٰ کے طرف سے کئے گئے کچھ اعتراضات کا بھی ذکر کیا ہے اور پھر ان کا رد فرمایا ہے۔ ۸۴۔

۶) مستشرقین نے تمام زورِ استدلال اس پر صرف کردیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا مصحف ناقابل اعتبار' غیر مرتب اور نامکمل تھا اس کے لئے وہ مختلف قسم کے حربے اختیار کرتے ہیں۔

مزید اعتراض یہ کرتے ہیں کہ حیاتِ نبیؐ کے آخری عرصہ میں متعدد آیات منسوخ ہوگئی تھیں۔ اس سلسلے میں ابن جزریؒ لکھتے ہیں۔ ۸۵۔

۸۲ - زرقانی' عبدالعظیم' محمد' حوالہ مذکور' I' 253 ' 254

۸۳ - ایضاً" I 254

۸۴ - ابن حزم' حوالہ مذکور' II' 76 ' 88

۸۵ - الجزری' ابوالخیر' النشر فی القرآت العشر' II ' 38

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولاشك ان القرآن نسخ منه و غير فيه فى العرصة الاخيرة فقد صح النص بذلك عن غير من الصحابة وروينا باسناد صحيح عن زر بن جيش قال قال لى ابن عباس رضى الله عنه اى القرآءتين تقرأ قلت الاخيرة قال فان النبى ﷺ كان يعرض القرآن على جبريل عليه السلام كل عام مرة قال فرض عليه القرآن فى العام الذى قبض فيه النبى ﷺ مرتين فشهد عبد الله يعنى ابن مسعود مانسخ منه و مابدل

"اس میں شک و شبہ نہیں کہ قرآن میں زمانہ وحی میں نسخ اور تغیرات اللہ کے حکم کے مطابق ہوتے رہے ہیں اور متعدد صحابہ سے ایسی مرویات بھی وارد ہیں اور ہم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت زرّ بن حُبیش سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ دونوں قراتوں میں سے کونسی تلاوت کرتے ہیں تو میں نے جواب دیا "میں آخری عرصہ والی تلاوت کرتا ہوں پھر فرمایا کہ نبی اکرمؐ سے جبریل امینؑ ہر سال ایک مرتبہ قرآن کا دور فرماتے حتی کہ جس سال آپ کی وفات ہوئی تب سے آپ پر ایک سال میں دو دور کرنا لازم ہوا تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے بھی گواہی دی ہے کہ اس موجودہ قرآن میں اب کوئی منسوخ آیت نہیں نہ ہی کوئی تغیر ہے"۔

یہ تو ہے کہ عرصہ اخیرہ سے قبل بہت سی قراتیں خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوخ ہو گئیں۔ حضرت ابی بکرہؓ نے مترادف الفاظ کے جس اختلاف کا ذکر کیا ہے اس کی جزئیات بھی یقیناً اسی وقت منسوخ ہوگئی ہوں' لیکن مستشرقین کا اس نسخ اور تبدیلی سے استدلال کرتے ہوئے قرآن کو محرف بنانا صحیح نہیں کیونکہ حضرت عثمانؓ نے جو مصحف تیار کروایا تھا وہ عرصہ اخیرہ کے مطابق تھا۔ جب کہ تمام منزل وحی تبدیلیوں کے بعد اپنا اپنا اصل مقام پا چکی تھی۔

بناء بریں ہم پوری طمانیت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مصحفِ عثمانی اور حضرت زید بن ثابتؓ کے اس نسخے میں اصلاً کوئی تعرض نہ تھا جس میں زید نے قرات کی مختلف صورتوں میں سے صرف قریش کے لہجہ کو محفوظ رکھا۔ ۸۶۔

۷) بعض لوگوں نے مصحف عثمانیؓ کے بارے میں ابہام پیش کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک طرف فرمایا کہ لکھنے والوں میں رسم الخط کے بارے میں کہیں اختلاف ہو تو قریش کے رسم الخط کو ترجیح دی جائے۔ ۸۷۔ اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے ساتوں

۸۶ - Mior, William, Opcit , xix

۸۷ - سیوطی' جلال الدین' حوالہ مذکور' I' 62

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف کو باقی رکھا تو پھر قریش کے رسم الخط کو باقی رکھنے کا کیا مطلب ہوا؟

کیا مصحفِ عثمانی لغتِ قریش کے مطابق لکھا گیا؟

اس ابہام کا ازالہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ "حضرت عثمان کے اس جملہ سے حافظ ابن جریرؒ اور بعض دوسرے علماء نے بھی یہ سمجھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے چھ حرف ختم کر کے صرف ایک حرف یعنی حرفِ قریش کو باقی رکھا"۔ لیکن درحقیقت اگر عثمان غنیؓ کے اس ارشاد پر اچھی طرح سے غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس سے یہ سمجھنا درست نہیں کہ انہوں نے حرفِ قریش کے علاوہ باقی چھ حروف کو ختم کروا دیا تھا بلکہ مجموعی طور پر تمام روایات کے مطالعے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ارشاد سے حضرت عثمانؓ کا مطلب یہ تھا کہ

"اگر قرآن مجید کی کتابت کے دوران "رسم الخط" کے طریقے میں کوئی اختلاف ہو تو قریش کے "رسم الخط" کو اختیار کیا جائے۔ اس مفہوم کو اخذ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی ہدایت کے بعد صحابہ کرامؓ نے جب کتابت قرآن مجید کا کام شروع کیا تو پورے قرآن کریم کے دوران ان میں صرف ایک اختلاف پیش آیا اس اختلاف کا ذکر امام زہریؒ نے یوں فرمایا ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ اور باقی اراکینِ کمیٹی کے درمیان یہ اختلاف ہوا کہ تابوت کو "تابوۃ" لکھا جائے یا "تابوت" لکھا جائے چنانچہ اسے قریش کے رسم الخط کے مطابق "تابوۃ" لکھا گیا"۔ ۸۸۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ اور قریشی صحابہؓ کے درمیان جس اختلاف کا ذکر فرمایا اس سے رسم الخط کا اختلاف مراد تھا نہ کہ لغات کا۔ اس سلسلے میں امام طحاویؒ سے بھی کافی تفصیلات موجود ہیں۔

۸) مصحف عثمانیؓ پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ حضرت عثمانؓ کے سامنے جب ان کا لکھوایا ہوا نسخہ پیش کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا۔

ان فی ھذا القرآن لحناً ستقیمه العرب بالسنتھم ۸۹۔

اس اعتراض اور حضرت عثمانؓ کے ان الفاظ کے بارے میں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں۔

"لَمْ يَصِحَّ عَنْ عُثْمَانَ اَصْلاً" یعنی یہ روایت حضرت عثمانؓ سے بالکل ثابت نہیں ہوئی ہے

۸۸ - ایضاً" ' I ' 61

۸۹ - آلوسی ' محمود سید' علامہ' روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی' I ' 28

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں دوسرا جواب یہ ہے کہ

مصحف عثمانی پر صحابہ کرامؓ کا اجماع تھا' "رسم" پر بھی اجماع ثابت ہے جبکہ بفرضِ محال اگر یہ غلط ہے تو غلطی پر اجماع (حدیث کی رو سے) نہیں ہو سکتا۔

اس روایت کے آغاز میں بھی مذکور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جمع قرآن کمیٹی کے ارکان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اَحْسَنْتُمْ وَاَجْمَلْتُمْ" تم نے اچھا اور عمدہ کام کیا۔ اس مجموعہ میں اگر غلطی ہوتی تو آپؓ غلطی کی کس طرح تحسین فرماتے۔

ابوعبیدہؓ سے عبدالرحمان بن ہانی نے نقل کیا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس تھا کہ کاتبان حضرت عثمانؓ کے سامنے مصاحف پیش کرتے تھے تو اس میں "لَمْ يَتَسَنَّ" "لَا تَبْدِيْلَ لِلْخَلْقِ" اور "وَاَمْهِلِ الْكَافِرِيْنَ" لکھا ہوا تھا۔ آپ نے قلم دوات منگوا کر تینوں جگہوں پر غلطی کی اصلاح کر دی اس روایت سے اس شبہ کی نفی ہوتی ہے کہ آپؓ نے احتیاط سے کام نہ لیا۔ بلکہ آپؓ نے تو کتابت کی معمولی سی غلطی بھی نہ رہنے دی۔

۹) بعض مستشرقین کا کہنا ہے کہ ابن مسعودؓ مصحفِ عثمانی سے متفق نہ تھے۔

اس سلسلے میں ترمذی شریف میں ایک روایت ہے جس میں امام زہریؒ سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی شکایت تھی کہ کتابت کا کام ان کے سپرد کیوں نہ کیا گیا جبکہ حضرت زید بن ثابتؓ کے مقابلے میں انہوں نے زیادہ طویل عرصے تک حضورؐ کی صحبت سے فیض حاصل کیا تھا" ۹۰۔

اس سلسلے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "فتح الباری" میں بھی اس نقطہ نگاہ کا رد کیا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں ۹۱

حضرت عثمانؓ کا موقف یہ تھا کہ انہوں نے یہ کام مدینہ طیبہ میں شروع کیا تھا اور ابنِ مسعودؓ اس وقت کوفے میں تھے اور حضرت عثمانؓ ان کے انتظار میں اس کام کو مؤخر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی حضرت زید بن ثابتؓ کو یہ کام سونپا تھا انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ یہ مرحلہ بھی انہی کے ہاتھ سے تکمیل کو پہنچے۔ حافظ ابن حجرؒ کی اس توجیہہ کے علاوہ اس نقطہ نگاہ کا تردید یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ حضرت عثمانؓ کو اس وقت جو مسئلہ درپیش تھا اس میں صحابہ کے مقامی مرتبے کا عمل دخل کم تھا بلکہ اس کے مقابلے میں اس مسئلے کا تعلق تجربے سے زیادہ تھا۔

۹۰ - ترمذی' محمد بن عیسیٰ' جامع الترمذی' vi ' 229

۹۱ - ابن حجر' عسقلانی' حوالہ مذکور' ix ' 13 - 15

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ نے جن صحابہ کرامؓ کو "علمائے قرآن" سے موسوم کیا تھا اور قراء ارشاد فرمایا تھا ان میں عبداللہ بن مسعودؓ بھی تھے۔ لیکن عہدِ عثمانؓ کا معاملہ کچھ اس سے مختلف تھا۔ کیا زید بن ثابتؓ کیلئے یہ اعزاز کم تھا کہ حضرت ابن مسعودؓ پر فوقیت رکھنے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے پہلے "جمع القرآن" کے نام پر حضرت زید بن ثابتؓ کو ہی مامور فرمایا۔ اس وقت تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مدینہ کے اندر موجود تھے اور ان کی موجودگی کے باوجود حضرت زید بن ثابتؓ کو منتخب فرمایا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ کو مصحف کی تیاری پر کوئی پہلی مرتبہ متعین نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس سے پہلے عہدِ شیخین میں بھی ان کو اس کام کے لئے موزوں ترین قرار دیا گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے متقدمین ہی کی اقتداء میں انہیں تعینات کیا تھا۔ دونوں مواقع پر انہیں کا انتخاب اس سبب سے تھا کہ انہیں عرصۂ اخیرہ تک حضورؐ کا ساتھ نصیب رہا ۹۲۔ اس لئے حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے منصب میں موازنہ کرتے ہوئے ہمیں ان مذکورہ بالا حقائق کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔

۱۰) "احراقِ مصحف" کے بارے میں ولیم میور کہتا ہے کہ یہ ایک ناانصافی کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے مجمع علیہ نسخہ کے علاوہ تمام مصاحف تلف کروا دیئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل اس میں ان کا مقصد فقط حفاظتِ کتاب الٰہی تھا' نہ ہی وہ اس سے کسی ممکنہ تحریف کے مرتکب ہوئے تھے لہٰذا اس دور میں کسی نے بھی حضرت عثمانؓ پر یہ الزام نہیں لگایا کہ انہوں نے قرآن مجید میں تحریف کی ہے۔ اگر بفرضِ محال حضرت عثمانؓ ایسا ہی کرتے تو یہ راز ضرور آشکار ہو کر رہتا۔ حقیقت میں حضرت عثمانؓ پر یہ اتہام متاخرین شیعہ نے اپنے اعتراض کے لئے وضع کرلیا ہے۔ ۹۳

اس سلسلے میں مزید تفصیلات کے لئے تفسیر "روح المعانی" کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔
حضرت عثمانؓ کے مصحف پر اعتراضات کے جواب کے سلسلے میں ہم ولیم میور کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ جس میں وہ لکھتا ہے کہ

"قرآن مجید کی ترتیب خود اس کی شاہد ہے کہ جامعین نے اس میں پوری دقتِ نظر کا لحاظ رکھا اس کی مختلف سورتیں اس سادگی سے ایک دوسرے کے ساتھ مربوط کردی گئیں ہیں جن کی ترتیب دیکھ کر کسی تصنیفاتی تکلف کا شائبہ تک نہیں رہتا' جو اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ جامعینِ قرآن میں تصنیف کی شوخی سے زیادہ ایمان و اخلاص کا جذبہ کارفرما تھا اور اس ایمان کے ولولہ میں وہ نہ صرف سورتوں بلکہ آیات کی ترتیب میں بھی تصنع سے اپنا دامن

۹۲- ایضاً" 13 - 15

۹۳ - Mior , William Opcit., vii

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچائے ہوئے نکل گئے"۔ ۹۴۔ پھر ولیم میور آخری نتائج اخذ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں

"ہم پورے شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ عہدِ عثمانی میں زید بن ثابتؓ نے قرآن کی جس صورت میں نظر ثانی کی وہ نہ صرف حرفاً" حرفاً" درست ہے بلکہ اس کے جمع کرنے کے موقع پر جو اتفاقات یکجا ہوگئے ان کی رو سے بھی یہ نسخہ اس قدر صحیح ہے کہ نہ تو اس میں کوئی آیت اصل وحی الٰہی سے اوجھل ہوئی اور نہ اس قسم کے کسی شائبہ کی گنجائش ہے، نہ ہی جانبین نے از خود کسی آیت کو قلم انداز کیا ہے۔ ۹۵۔

پس! یہی وہ قرآن ہے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دیانت و امانت کے ساتھ دوسروں کو سنایا۔۹۶۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین درحقیقت "مصحفِ عثمانی" پر بے جا اعتراضات کر کے مسلمانوں کو بدظن کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ بدگمان کرنا تو دور رہا خود ان کے اقوال ہی باہم اس قدر مختلف ہو گئے کہ جن میں ایک جگہ اگر مصحف کی تنقیص کی گئی تو دوسرے مقام پر خود اسی ہی قلم سے توصیف و تحمید کے الفاظ بھی نکلے ہیں اور وہ مسلمانوں کو بدظن کرتے کرتے خود اپنے جال میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ اس مصحف کو جھٹلانا تو درکنار! خود اس "حفاظتِ قرآن" سے متاثر ہو کر ان کے قدم ڈگمگا گئے ہیں تو یہ ہے قرآن کا اعجاز! کہ کوئی حملے کی نیت بھی کرے تو اپنی ہی ہستی کو جھٹلا بیٹھتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ان مستشرقین کو یہ باتیں بھی دینِ حق کی راغب نہیں کرتیں۔ اللہ نے کس قدر صحیح فرمایا ہے

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

جس کے لئے اللہ تعالیٰ ہدایت کا سامان نہ کریں اسے کون ہدایت دے سکتا ہے

(۹۴) اس عبارت میں ولیم میور نے صحابہ کی تعریف کے پس پردہ ان پر ایسا سنگین الزام وارد کیا ہے جس کو محترم مقالہ نگار بھانپ نہیں سکے اور وہ ہے "صحابہ کا سورتوں کی ترتیب کے ساتھ ساتھ آیات کی ترتیب میں بھی عمل دخل"!! اس بارے میں اختلاف موجود ہے کہ آیا سورتوں کی ترتیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا صحابہ کی ترتیب شدہ؟ لیکن اس پر مکمل اتفاق ہے کہ آیات کی ترتیب تو توقیفی ہے اور اس میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ آئندہ کسی مضمون میں اس نکتہ کی مکمل وضاحت کردی جائے گی۔ (ادارہ)

۹۴ - Ibid., xxi

۹۵ - Ibid ., xxi

۹۶ - Ibid , xxi

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

مسز ثریا علوی

اِسلامی حُدُود

موجودہ دور میں عالمی میڈیا پر صیہونیت کی حکمرانی ہے۔ ان کے ناپاک عزائم میں امتِ مُسلمہ کو جہاں ہر محاذ پر نیچا دکھانا ہے وہاں مسلمانوں کے قلوب میں انکے دین کی بابت بدگمانی راسخ کرنا بھی ایک بھرپور مشن ہے۔ "حدود اسلامی" کے ضمن میں بین الاقوامی میڈیا کافی عرصہ سے یہ پراپیگنڈہ کر رہا ہے کہ "اسلامی سزائیں وحشیانہ اور دورِ ظلم کی یادگار ہیں"

حال ہی میں پاکستان میں بھی اس پراپیگنڈہ کی بازگشت سنائی دی' اور بعض طبقات اس آواز سے متاثر ہو کر اس نظریہ کی اشاعت میں بھی کوشاں ہیں۔ چند اربابِ اقتدار جن میں سابق وزیراعظم صاحبہ کا نام نامی بھی شامل ہے' اہل یورپ کے سامنے سرخرو ہونے اور نام کمانے کے چکر میں ان غیر اسلامی نظریات کو پروان چڑھانے میں سرگرمِ عمل ہیں۔ ان حالات میں اسلامیانِ پاکستان پر جہاں ان سازشوں سے خبردار رہنا اور بچنا لازمی ہے وہاں علماء پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مغرب کے ان حملوں کا تدبر اور سنجیدگی سے جواب دیں۔ عوام الناس کو اسلامی احکام کی اصل روح سے روشناس کرائیں اور دین محمدی کی حفاظت کا فریضہ بطریق احسن انجام دیں۔

(ادارہ)

اسلامی سزاؤں کے نفاذ ہی سے شرفِ انسانی کا تحفظ ممکن ہے

جہاں تک اہل مغرب کا یہ واویلا ہے کہ "اسلام ایک وحشی مذہب ہے" اس کی سزائیں وحشت اور بربریت پر مبنی ہیں۔ سنگسار کرنا' ہاتھ پاؤں کاٹنا' کوڑے مارنا یہ سب چیزیں آج سے چودہ سو سال پہلے تو کارآمد ہو سکتی تھیں مگر آج کے تہذیب یافتہ اور سائنسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور میں یہ سزائیں وحشیانہ' ظلم پر مبنی اور خلاف تہذیب ہیں۔ ہمارے مغرب سے مرعوب مسلمان بھائی اور اہل مغرب سے بڑھ کر مغربی تہذیب کے پرستار و وفادار حضرات بھی اپنے ان استادوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اسلام کی حدود پر دست "اصلاح" دراز کرنا چاہتے ہیں۔ ان حدود کو بزعم خود "جدید تہذیب یافتہ" دور کے مطابق بنانا چاہتے ہیں۔ اگر ان کے دلائل کا تجزیہ کیا جائے تو ایک سے ایک بڑھ کر خلاف عقل باتیں سامنے آتی جائیں گی۔ پہلے تو یہی بات محل نظر ہے کہ آیا یہ دور واقعی تہذیب یافتہ دور ہے اور کیا تہذیب جدید مغربی خواتین سے واقعی حاصل ہو سکتی ہے؟

دوم ---- یہ جدید تہذیب کیا جرائم کا خاتمہ کرانے میں کامیاب ہو سکی ہے؟

سوم ---- کیا اس تہذیب میں جو مجرم کو پورا پورا ریلیف دیتی ہے' واقعی کوئی وحشیانہ اور بربریت پر مبنی سزا نہیں ہے؟

جدید مغربی تہذیب جو مذہب سے انکار پر مبنی ہے اور وطن پرستی' مادہ پرستی' اختلاط مرد و زن اور مادر پدر آزادی پر مبنی ہے' دراصل مصنوعی چمک دمک اور چکا چوند رکھتی ہے جبکہ اصل حقیقت' جو پس پردہ ہے' بڑی بھیانک ہے۔ اس کے متعلق علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے کہہ دیا تھا۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ مغرب کی جن نام نہاد آزادیوں کو آج ہمارے دانشور بہت چاہتے ہیں' خصوصاً چند خواتین بے طرح سے نثار ہو رہی ہیں اور یہ بیگمات اس آزادیٔ نسواں کو اپنے ہاں قانونی شکل دلوانے کے لئے بے قرار ہیں۔ دراصل یہ ایک ایسا مین ہول ہے جس کے اوپر تو روشنی کے خوشنما بلب لگا دیئے گئے ہیں مگر اندر گندگی' عفونت' سڑاند اور بدبو کے سوا کچھ نہیں۔ وہ معاشرہ اختلاط مرد و زن کی تمام حدود پار کرکے اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ بے محابا آزادی سے عورت کے وجود میں کشش ختم ہو چکی ہے اور اب انسان عورت بیزار ہو گیا ہے۔ وہاں ہم جنس پرستی اور لواطت کے لئے باقاعدہ پارلیمنٹوں میں بل پاس ہوئے ہیں۔ اسی ہم جنس پرستی کی وجہ سے ایڈز کا مرض پھیلا ہے اور اب یہ مرض اتنی سرعت سے وبا بن کر پھیلا ہے کہ مغربی ذرائع ابلاغ چیخ چیخ کر متنبہ کر رہے ہیں کہ اگلی صدی کا سب سے خوفناک اور لاعلاج مسئلہ "ایڈز کا مرض" ہوگا جس سے افراد کی کمی کے ساتھ ساتھ معیشت بھی بری طرح متاثر ہوگی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام اولادوں کی کثرت، 50 % کنواری ماؤں کا تناسب! اب وہاں نام و نسب ڈھونڈنا بھی مشکل مسئلہ بن چکا ہے۔ پھر طلاقوں کی کثرت، عورتوں پر دُہری ذمہ داریوں کے بوجھ، رشتوں کا تقدس وہاں ختم ہوگیا ہے۔ خاندانی نظام ابتری اور انتشار کا شکار، پھر اولاد والدین کی ہمدردی، محبت اور توجہ نہ مل سکنے کی وجہ سے مار دھاڑ، تشدد اور تخریب کاری کی عادی ہے۔ قاتل، ڈاکو، منشیات فروش وہاں ہیرو بنا کر پیش کئے جاتے ہیں۔ جس سے جرائم کا آتش فشاں پھٹ پڑا ہے۔ ادھر قوانین ایسے ہیں کہ وہ مجرم کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ ملزم کو نفسیاتی مریض بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ وکیلوں کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ بہر صورت ملزم کو مجرم ثابت نہ ہونے دیں اور تمام جھوٹے سچے ثبوت فراہم کرکے ملزم کو بچالیں۔ وہاں مظلوم کا کوئی پرسانِ حال نہیں اور ملزم کے ساتھ ہر ایک کو ہمدردی ہے۔ سزائے موت وہاں معطل ہے اس کو دورِ وحشت کی یادگار سمجھا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق نیو یارک جیسے "متمدن" شہر میں صرف ایک رات میں 150 تک کاریں چوری ہوجاتی ہیں۔ وہاں قتل و غارت، چوری ڈکیتی، رشوت، کرپشن غرض ہر قسم کے جرائم صرف اتنے زیادہ ہیں کہ مسلمان ممالک میں باوجود اپنی تمام تر کوتاہیوں اور خامیوں کے اس کا بیسواں حصہ بھی نہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ عالمی میڈیا پر بھی انہی اہل مغرب کا قبضہ ہے اس لئے مسلمانوں کی معمولی سی بات کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے کہ دنیا میں طوفان مچ جاتا ہے۔ وہاں اگر تو مظلوم غیر امریکی ہو خصوصاً کوئی کالا یا مسلمان، تو پولیس کبھی بھی مجرم کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی۔ غیر امریکی، امریکیوں کے ہاتھ لٹ جائیں، قتل ہو جائیں یا کسی بھی طرح سے پریشان ہوں، امریکی اخباروں میں اس کی خبر تک نہیں چھپ سکتی۔ اس پر عمل کاروائی ہونا تو دور کی بات ہے، خود امریکیوں کو کس حد تک جرائم کی سزا دی جاتی ہے وہ ایک دو مثالوں سے واضح ہے۔

نیو یارک شہر میں ایک 21 سالہ شخص نے "ٹے نیس" جس کا نام تھا، اپنی گرل فرینڈ "مونیکا" کو قتل کرکے قیمہ بنایا اور بھون کر کھاگیا۔ دوسرے دن اس کے سر کو بوائل کرکے مغز کھایا اور ہڈیوں کا سوپ بنا کر پی لیا۔ امریکہ کی عدالت میں اس قاتل نے اپنے جرم کا اعتراف تو کرلیا مگر عدالت نے اسے ذہنی اور نفسیاتی مریض قرار دے کر جیل میں ڈال دیا۔ اعلیٰ حکام اب اس کی رہائی کے بارے میں سوچ رہے ہیں امید کی جاتی ہے کہ یہ قاتل اب چند ہفتوں میں رہا ہو جائے گا (روزنامہ "پاکستان" اشاعت 4.4.92)۔ اللہ اللہ! قاتلوں اور ملزموں سے نفسیاتی مریض کے نام پر یہ وی۔ آئی۔ پی سلوک، ہاں یہی امریکہ ہے جو اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیو ورلڈ آرڈر کو تمام دنیا پر نافذ کرنے کے خواب دیکھنے والا، سب سے زیادہ جرائم اسی امریکہ میں ہوتے ہیں۔

ایک اور "جیفری ڈاہمر" نامی مجرم تھا۔ اس امریکی نے گزشتہ دس برسوں میں کم از کم 17-افراد کو قتل کیا جس وقت وہ گرفتار ہوا اس کے فلیٹ میں انسانی جسموں کے ٹکڑے، کھوپڑیاں، ہڈیاں اور کھالیں جابجا پڑی ہوئی تھیں۔ گویا یہ جرائم ہی امریکہ کی صنعت ہیں (24 جون، 1992ء) نوائے وقت کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ میں جرائم کے بادشاہ جان گوٹی کا مقدمہ فیڈرل کورٹ نیو یارک میں پیش ہوا۔ اس شخص کے جرائم کی داستانیں زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ وہ پانچ مافیاؤں کا سرپرست ہے۔ یعنی منشیات، قحبہ خانے، جوئے کے اڈے، قرضوں کی لوٹ کھسوٹ اور دیگر قتل جیسے بڑے جرائم اس کی سرپرستی میں ہوتے ہیں۔ خود اس نے پانچ قتل کئے ہیں اور کرائے پر تو وہ بے شمار قتل کروا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود لوگ اس کے پرستار ہیں۔ وہ مقدمہ کی سماعت کے وقت عدالت کے باہر مظاہرہ کر رہے تھے کہ جان گوٹی کو چھوڑ دیا جائے۔ تاہم عدالت نے ہمت کرکے اس کے لئے عمر قید کی سزا سنائی اور مجرم نے اس سزا کو قبول کرلیا۔ اس لئے کہ قید میں رہ کر وہ زیادہ محفوظ طریقے سے ان مافیاؤں کی سرپرستی کرسکے گا۔ مگر باہر کے مظاہرین کو بڑی تکلیف ہو رہی تھی کہ اس نے کیوں یہ سزا قبول کی ہے؟

اگست 1969ء میں جب امریکی اپالو پہلی مرتبہ چاند پر اترا تو اس کے کچھ دنوں بعد وطن عزیز کے اخبارات میں امریکی صدر کینیڈی کی بیوہ کا انٹرویو شائع ہوا تھا۔ مس جیکولین نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا "جس قوم کو زمین پر رہنے کا سلیقہ اور شعور نہیں وہ چاند پر جا کر کیا کرے گی؟" واضح رہے کہ اس کا شوہر امریکہ کا صدر مسٹر کینیڈی اپنے ہی ایک ہموطن کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ مسز کینیڈی کا یہ جواب بالکل مبنی بر حقیقت تھا۔ واقعی تمام تر سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کے باوجود وہاں ہر شخص عدمِ تحفظ کا شکار ہے۔

یہ چند نمونے ہیں جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امریکہ اور سارا مغربی معاشرہ کتنا تہذیب یافتہ اور بلند کردار کا مالک ہے! جہاں ظالم کا ہاتھ نہ پکڑا جاسکے، مظلوم کو انصاف نہ مل سکے، جہاں جرائم ملکی صنعت قرار پائیں، جہاں مجرم اگر ہم وطن ہوں تو نفسیاتی مریض قرار پا کر سزا سے مستثنیٰ ہوں اور اگر مجرم غیر ملکی ہوں تو ان کو سخت اذیت ناک سزائیں دی جائیں۔ کیا یہ معاشرہ مہذب ہوسکتا ہے؟ ہمارے بعض دانشوروں کے قول کے مطابق وہ اپنے وطن کے لئے دیانتدار ہوسکتے ہیں، وقت کے پابند، اپنی قومی ذمہ داریوں کو ادا کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے' اپنے وطن کے لئے جانیں دینے والے ہوسکتے ہیں۔ مگران کی وفاداری کے معیار ہمیشہ دُہرے ہوتے ہیں۔ کشمیر میں ظالم اور غاصب بھارت نے مظالم کی انتہا کردی ہے' اجتماعی آبروریزی' اجتماعی طور پر گاؤں کے گاؤں جلا دینا معمول کے واقعات ہیں۔ مگر چونکہ امریکہ عارت کا دوست ہے اس لئے ان کشمیریوں کی آہوں' سسکیوں اور مظالم کی بھنک بھی امریکہ نہیں سُن سکتا۔ مقبوضہ فلسطین میں فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل نے ظلم و ستم کے کون سے پہاڑ نہیں توڑے اور ان کو بے گھر' بے دَر کرکے کیمپوں میں جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کردیا گیا ہے مگر کیا امریکہ نے کبھی اسرائیل کا محاسبہ کیا ہے؟ حالانکہ سقوطِ ڈھاکہ کے موقع پر چند ایک معمولی شکایتوں پر وہ پاکستانیوں کے خلاف ایکشن لینے پر آمادہ ہوگیا تھا اور بھارت کی اس نے باقاعدہ پیٹھ ٹھونکی تھی۔

یہ مغربی تہذیب تو استحصالی نظام ہے جس نے ہر طریقے سے عالم اسلام کی جڑیں کھوکھلا کرنا اپنا فرضِ منصبی قرار دے لیا ہے۔ تیل ہمارا' مگر زندگی یورپ و امریکہ کی روشن اور رواں دواں' خام مال ہمارا مگر کام یورپ کی فیکٹریوں میں آرہا ہے۔ افرادِ کار ہمارے' مگر ان کی صلاحیتیں اور ذہن مغرب کے پاس گروی ہیں۔ سرمایہ ہمارا' مگر تجوریاں مغربی دنیا کی بھری ہیں اور کام ان کے چل رہے ہیں اور ہم ہر حال میں ان کے دریوزہ گر' ہم اسلحہ بھی اپنی مرضی کا حاصل کرنے کے مجاز نہیں۔ وہ ہماری پوری سیاست کنٹرول کرکے اپنے مرضی کے مہرے سامنے لاتے رہتے ہیں۔ مسلمان ملکوں کو ہروقت عدمِ استحکام کا شکار رکھتے ہیں اوپر سے مغربی ثقافت کی یلغار نے ہمارے ہاں بھی اسی طرح فلموں اور کھیلوں کے ساتھ حد سے بڑھا ہوا جنون' فحاشی' عریانی' مادیت پرستی' صوبائی اور لسانی عصبیتیں' فرقہ پرستی' الحاد اور دین بیزاری' اخلاقی و روحانی ابتری' افزائشِ جرائم جیسے گھناؤنے امراض پیدا کردیئے ہیں اور ہم ہیں کہ اب بھی اسی تہذیب کے گن گا رہے ہیں اور اسی تہذیب کو اپنے ہاں رائج کرنے کو بے قرار ہیں۔

یہ ایک الگ تلخ داستان ہے۔ مختصراً" یہ کہ نہ تو مغربی معاشرہ مہذب ہے بلکہ اخلاقی ور روحانی لحاظ سے اس کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ اور نہ ہی مغربی قانون کی نقل کرکے ہم اپنے معاشرے کو جرائم سے پاک کرسکتے ہیں۔

رہا ان کے ہاں وحشیانہ سزاؤں کا تذکرہ تو دیکھیں جن کو وہ سزائیں دینا چاہتے ہیں کتنی اذیت ناک سزائیں دیتے ہیں۔ انفرادی طور پر عقوبت خانوں میں نازک اعضاء کو بجلی کے کرنٹ لگانا' بجلی کی کرسیوں پر بٹھانا' ٹھنڈے یخ بستہ پانی میں ہفتوں کھڑا رہنے پر مجبور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا' مسلسل برین واشنگ کرتے رہنا' حوالات میں خونخوار کتے اور چوہے چھوڑ دینا' نازک اعضاء کو خصوصاً" نشانہ بنانا' اپنا ہی پیشاب پینے پر مجبور کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

اور اجتماعی طور پر ـــــ ایک بم گرا کر ہیروشیما اور ناگا ساکی جیسے ہنستے بستے شہروں کو تباہ و برباد کردینا۔ مختلف کیسیں پھینک کر دشمن ملک کے بیشتر افراد کو معذور اور ذہنی مریض بنا دینا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ نہتے افراد پر ایسے مہلک ہتھیار استعمال کرنا جو اپنے تابکاری اثرات کی بنا پر نسلوں کی نسلیں معذور کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ایٹمی ترقی کے پس پردہ اسلامی ممالک کی بحری حدود میں ایٹمی دھماکے اور مہلک تجربات کرنا۔ بعد میں ترقی پذیر ممالک کو ماحولیاتی آلودگی کا ذمہ دار قرار دے کر ان پر دباؤ ڈالنا کہ اپنے مالی بجٹ میں اس مد میں معقول رقم مختص کی جائے۔ مجبور' بیکس نہتے شہریوں پر ٹنوں کے حساب سے بارود برسا دینا۔ یہ سب آتشیں اسلحہ اور پھر سٹار وار کا سلسلہ! کیا یہ سب کچھ وحشیانہ اور ظالمانہ نہیں ہے۔ دشمن ملک میں بارودی سرنگوں کا جال بچھا دینا' اجتماعی طور پر گاؤں کے گاؤں جلا دینا' اجتماعی طور پر خواتین کی آبرو ریزی کرنا کیا یہ سب کچھ تہذیب اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کے زمرے میں آئے گا؟

اسلامی نظامِ عقوبات

اب آیئے اسلامی سزاؤں کی طرف کہ یہ کس طرح جرائم کی بیخ کنی کرتی ہیں۔

سزا نافذ کرنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے دو اصول قرآن پاک میں بیان فرما دیئے ہیں

1- سزا برسرعام دی جائے 2- سزا دینے میں کسی نرمی یا رعایت سے کام نہ لیا جائے

سزا برسرعام دینا : سورۃ نور میں ارشاد ہوتا ہے

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾

کہ مجرموں کو سزا دیتے وقت مومنوں کا گروہ وہاں موجود ہونا چاہیئے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس مجرم کو سزا پاتے ہوئے دیکھیں اور ان کا یہ مشاہدہ باقی لوگوں کو جرم کرنے سے باز رکھے۔ چنانچہ نبی پاکؐ کے فرمان پر حضرت ماعز اسلمیؓ کو صحیح بخاری کی روایت کے مطابق برسرعام رجم کیا گیا۔ اسی طرح قبیلہ غامدیہ کی مجرم خاتون کو بھی برسرعام رجم کیا گیا۔ ایک چور کا ہاتھ کاٹ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپؐ نے حکم دیا کہ یہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی)۔ مشکوٰۃ ہی میں ابوداؤد کی روایت کے مطابق ایک شرابی کا ذکر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؐ نے لوگوں سے کہا اسے مارو تو کسی نے اس کی جوتیوں سے خبر لی' کسی نے چھڑیاں لگائیں' کسی نے کھجور کی شاخوں سے مرمت کی۔

دوسرا حکم ہے کہ سزا دینے میں کوئی نرمی نہ کی جائے

وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (سورۃ نور)

سزا دیتے وقت نرمی سے کام لینا مجرم کو دوبارہ جُرم پر آمادہ کرسکتا ہے۔ اس کو ایک بار ہی اتنی کڑی سزا مل جائے کہ آئندہ کسی کو بھی جرم کرنے سے قبل سو بار سوچنا پڑے (تاہم مجرم کی جسمانی کیفیت کے پیش نظر قاضی کوڑوں کی نرمی اور سختی پر غور کرسکتا ہے) مگر تعداد میں کمی بیشی نہیں کرسکتا۔

جن لوگوں کی نظر اقوامِ عالم کی تاریخ پر ہے ان سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جرم و سزا کے معاملے میں دانشوروں اور قانون سازوں کا رویہ ہمیشہ افراط اور تفریط کا رہا ہے۔ ایک قانون ایک قسم کے جذبات کے تحت بنایا گیا اس سے ایک خرابی کا ازالہ تو ہوگیا مگر کئی دوسری خرابیاں پیش آگئیں۔ جب ان کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی تو دوسری اِنتہا نے جنم لیا۔ اللہ تعالیٰ کو عقل انسانی کے ہردم بدلتے مزاج اور شعورِ انسانی کی محدودیت کا پتہ ہے اس نے یہ پسند نہ کیا کہ انسانی عقل انسانی زندگی کے بنیادی تحفظات کو اپنی نئی نئی موشگافیوں سے نقصان پہنچاتی رہے۔ لہٰذا اس نے کامل مہربانی سے بنیادی جرائم کی سزا خود ہی واضح طور پر مقرر فرما دی' اور کسی کو ان میں تبدیلی کرنے یا کتر بیونت کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ اسلام کی مقرر کردہ ہر ایک حد انسانی شرف کو بحال کرتی ہے معاشرہ کو امن و سکون مہیا کرتی ہے۔ انسانی کردار کو تطہیر فکر و عمل عطا کرتی ہے۔ آپ دیکھئے کہ ہر ایک حد کس کس طرح انسانی شرف کو بحال کرتی ہے اور ہر انسان کے جان' عقل' نسل' مال اور دین کے تحفظ کو کس طرح یقینی بناتی ہے۔

قتل : انسان خود فطرت کی قوتِ تخلیق کا شاہکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح منصوبہ اور پروگرام کے تحت انسان کو پیدا کیا ہے۔ تہذیب و تمدن کی گرم بازاری' ایجادات و اختراعات کی فراوانی' یہ ساری رونق اور بہار انسان ہی کے دم قدم سے ہے اب خود عقل کا ہی تقاضا ہے کہ ہر وہ کوشش جو خود اس انسان کے وجود ہی کو ختم کرنے والی ہو اس کا سختی سے سدباب کرنا چاہیئے۔ نبی اکرم کے فرمان کے بموجب "ایک مسلمان کی حُرمت اللہ کے ہاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت اللہ سے بھی بڑھ کر ہے" تو جو انسان اس قدر اہمیت کا حامل ہے، اگر کوئی حدود اللہ کو بالا طاق رکھتے ہوئے، اس کے شرف کو حقیر بنا کر اس پر حیات کے دروازے تنگ کرے تو وہ کونسی تاویل کے مطابق اس قابل ہے کہ اس کے شرف کا لحاظ کیا جائے۔ جو شخص کسی دوسرے انسان کو جینے کا حق نہیں دیتا وہ کہاں خود اس لائق ہے کہ زمین اس کے بوجھ سے زیر بار ہو۔ اس پر یہ مستزاد کہ اگر آج یہ کہا جاتا ہے کہ حدود عوام کے سامنے نہ دی جائیں کیونکہ اس سے شرفِ انسانی میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اخبارات میں سرعام سرخیاں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ کہ فلاں جگہ پر سرعام سزائیں روک دی گئیں ---- عدالت نے سرعام سزا کو انسانی وقار سمجھتے ہوئے کھلے بندوں سزا سے روک دیا۔

مقامِ تدبر ہے کہ کیا وہ شخص جو خود اشراف کی عزت کو پامال کرتا ہے جو مسلمہ حقوق کو توڑنے کا مرتکب واقع ہوا ہے کیا اسے اس سزا سے بھی ہمکنار نہ کیا جائے جو بعد کے لوگوں کے لئے باعثِ عبرت ہو۔ شریعت اسلامی اس سلسلے میں اتنی حساس ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ سورۃ مائدہ آیت نمبر 32 میں

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا

"اس وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرمان لکھ دیا تھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے علاوہ کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کردیا۔ اور جس نے کسی کو زندگی بخشی گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی" ایسے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانا اور انسانی زندگی کے تحفظ کو بحال کرنا انسان کے شرف و عزت کی توقیر اور بحالی ہے یا وحشت؟ مغرب والے چاہے قاتل کو ذہنی بیمار کہہ کر چھوڑ دیں مگر متاثرہ مظلوم خاندان کیا کسی ہمدردی کا مستحق نہیں؟ پھر کیا ذہنی امراض کے شفا خانوں سے شفایاب ہونے کے بعد کیا یہ مجرم واقعی جرم سے باز آجاتے ہیں کیا شرح قتل میں واقعتاً کمی آجاتی ہے؟ عملاً صورت حال تو یہ ہے کہ اٹلی میں سزائے قتل معطل ہے نتیجہ یہ ہے کہ وہاں عام انسان تو کیا، کئی وزیراعظم قتل کئے جاچکے ہیں اور اب وہاں وزارتِ عظمیٰ کی ذمہ داری لینے والوں کو سو بار سوچنا پڑتا ہے، بلکہ کوئی تیار ہی نہیں ہوتا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب : اسلام تندرست و توانا اور باشعور جسم کو ترجیح دیتا ہے۔ جس طرح وہ جسمانی قتل کو سنگین جرم قرار دیتا ہے بعینہ انسان کے لئے اس کے عقل و شعور کو تباہ کرنے کی ہر کوشش کو بھی سنگین جرم قرار دیتا ہے۔ نشہ اسی لئے حرام ہے کہ وہ عقل انسانی کو مختل کردیتا ہے۔ شراب پی کر وہ انسان جو اپنے عقل و شعور کی بنا پر ہی "اشرف المخلوقات" قرار پاتا ہے اب عقل و شعور سے عاری ہوگیا۔ اب وہ ہر قسم کے جرائم بے دھڑک کرسکتا ہے۔ اسی لئے شراب کا نام "امّ الخبائث" رکھا گیا ہے۔ اسلام نے عقل و شعور کو زائل کرنے والی ہر کوشش کو سنگین قرار دے کر اس کے خاتمہ کے لئے سخت ہدایات دیں۔ یعنی برسرعام اسی کوڑے۔۔۔ اس کے نتیجہ میں بیشتر مسلمان تاریخ کے ہر دور میں شراب نوشی سے محفوظ رہے۔

آج کا دور بجا طور پر منشیات کا دور کہلاسکتا ہے۔ آج کے دور کے سنگین مسائل میں سے ایک مسئلہ منشیات کا خاتمہ بھی ہے۔ الحمد للہ کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد اس وَبا سے آج بھی محفوظ ہے اور کروڑوں مسلمانوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ شراب کا رنگ اور ذائقہ کیسا ہوتا ہے یا شراب کی بو کیسی ہوتی ہے؟ نہ صرف شراب بلکہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے نشے سے محفوظ ہیں۔ اس طرح شراب خوری سے نفرت انسانی شرف کا تحفظ کرتی اور اس کو برقرار رکھتی ہے۔ جبکہ شراب خوری کی کثرت انسان اور معاشرہ دونوں کو گناہوں کی دلدل میں دھکیل کر رکھ دیتی ہے۔ رشتوں کا تقدس معدوم ہو جاتا ہے۔ انسانی غیرت کا جنازہ اٹھ جاتا ہے' جس طرح عملاً آج مغربی معاشروں میں ہو رہا ہے۔

زنا کاری : اسلام خاندان اور نسب کے تحفظ میں بھی بڑا حساس ہے۔ ناجائز فعل کے نتیجے میں نسب نامے غلط ہوتے ہیں۔ خاندانوں کے تحفظ پامال ہوتے ہیں' عصمتیں لٹتی ہیں۔ ایک زانی اور بدکار شخص خاندان کے ادارہ کو نقصان پہنچاتا ہے اور زوجین کے باہمی تعلق کو نقصان پہنچاتا ہے۔ لہٰذا شریعت کی نگاہ میں زنا کاری سنگین جرم ہے۔ اس لئے اس کی سزا بھی سنگین قرار دی گئی ہے۔ یعنی اگر زانی غیر شادی شدہ ہو تو سو کوڑے کی سزا اور اگر شادی شدہ ہے تو سنگسار کرنے کی سزا۔ یہاں عصمت فروشی کی کسی شکل میں بھی اجازت نہیں ہے۔ پھر ناجائز فعل جس سے مرد تو تھوڑی دیر کے لئے لذت حاصل کرکے چلا گیا جبکہ خاتون جو حاملہ ہوگئی' اسے تنہا اس بچے کو بلوغت تک پالنا ہے۔ خاندان میں تو اس کو رفیقِ حیات کا عمر بھر کا تعاون اور تحفظ میسر رہتا ہے' اب وہ اس سے یکسر محروم ہے۔ کیا یہ صورت حال عورت پر صریح ظلم نہیں؟ اس طرح کی پلنے والی اولاد بھی الجھنوں کا شکار' ابنارمل اور لطیف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبات سے عاری ہوتی ہے۔ شرف انسانی کا کوئی تصور ان کے ذہن میں نہیں رہ سکتا۔ پھر اس شنیع عمل کی کثرت کے تلخ نتائج بھی جلد ہی معاشرے کو بانجھ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ یک زوجگی کا دعویٰ کرنے والے اہل مغرب پچاس پچاس پرائیویٹ داشتائیں رکھتے ہیں۔

دس سال سے پہلے ہی بچے (لڑکا ہو یا لڑکی) باپ یا بڑے بھائی کی ہوس ناکی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ خصوصاً" شمالی یورپ میں حالات اور بھی خراب ہیں۔ وہاں ننگوں کے باڑے قائم ہیں۔ (Nudist Clubs) قائم ہیں' جن میں مرد و عورت برہنہ رہتے ہیں۔ نائی اور حجام کی دکانوں کی طرح وہاں (Sex houses) کھلے ہوئے ہیں۔ وہ حیوانوں کی طرح آزاد شہوت رانی کے قائل ہیں۔ مگر وہ ایک بات بھول گئے کہ حیوان تو پورے سال میں ایک بار جنسی ہیجان کی زد میں آتے ہیں۔ مگر یہاں تو ہر وقت آگ لگی ہوئی ہے۔ قدرت نے انہیں اس کی یہ سزا دی ہے کہ مرد شادی سے قبل ہی ناکارہ ہوجاتے ہیں اور پہلے تو مانع حمل ادویات کے استعمال سے اور اب طبعاً" ان امراضِ خبیثہ کے نتیجے میں وہاں شرح پیدائش خطرناک اور مہلک حد تک کم ہوگئی ہے۔ سویڈن جو سب سے زیادہ خوشحال ملک ہے وہ سب سے زیادہ شرح پیدائش کی کمی کا شکار ہے۔ بوڑھے وہاں بکثرت ہیں مگر ان کی جگہ لینے والی نسل بہت محدود ہو رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں مغرب کی افرادی طاقت میں بھرپور کمی واقع ہوئی ہے۔ اور آئندہ بھی "خاندانی ادارہ" کی غیر مستقل بنیادوں کے باعث خانگی نظام ابتری کا شکار ہے۔ اسی سے خائف ہو کر مغربی دانشور' مسلمان ممالک کو بھی افرادی طاقت میں کمی کے مشورے اس خوشنما عنوان سے دے رہے ہیں کہ اسلامی ممالک کی ترقی کا واحد طریقہ "محدود اولاد"۔ اس نظریہ پر دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ وسائل و ذرائع اگر وافر نہیں تو ان کی تقسیم کا عمل کم افراد میں ہو تاکہ محدود لوگ معقول حصہ پائیں۔ ہمارے ہاں مغرب سے مرعوب دانشور اس نظریہ سے بے طرح متاثر ہیں۔ وہ اس نکتہ پر غور نہیں کرتے کہ کیا مغرب ہمارا خیر خواہ ہے؟ کیا آج تک اس کی مخالفانہ پالیسیاں ہماری نظریں نہیں کھول سکیں۔ جہاں تک اس دلیل کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے جس میں جابجا رزق کی ذمہ داری اللہ نے اپنے اوپر لی۔

﴿ وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلْأَرْضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزْقُهَا

کہ رزق پیدا کرنا اللہ کی ذمہ داری ہے' انسان کا کام فقط یہ ہے کہ اس کو تلاش کر کے حاصل کرے۔ اللہ جو تمام مخلوقات کا رازق ہے کیا اشرف المخلوقات کو رزق دینے سے قاصر ہے؟ اور جب کہ ہمارا بنیادی عقیدہ بھی یہ ہو کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی ہمارا رازق ہے' خالق و مالک ہے۔ ان تمام پر مستزاد ایڈز کا مرض جو وبا کی طرح پھیل رہا ہے جس میں مریض سسک سسک کر جان دے دیتا ہے مگر اس کا علاج کوئی نہیں۔

کیا ان سب بے حیائیوں کے مقابلے میں اسلام کی سزا سنگساری بہترین علاج نہیں۔ جو جرائم کو ابتدا ہی میں ختم کردے اور خاندان کے ادارے کو محفوظ رکھے۔ ایک آدھ سے جو جرم ہو جائے اس کی برسرعام سنگین سزا دوسروں کو ایسا عبرتناک درس دیتی ہے کہ وہ آئندہ اس کام کا خیال دل سے نکال دیں۔ آج بھی مسلم معاشرہ بہت حد تک اس سنگین جرم سے پاک ہے۔ (جگہ جگہ "آج بھی" اس لئے لکھنا پڑتا ہے کہ مسلم حکومت کب کی رخصت ہوچکی اور اسلامی حدود کب سے معطل ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان گناہوں کی قباحت مسلمانوں کے ذہن میں اس طرح جاگزین ہے کہ مسلمان معاشرے بہرصورت مقابلتاً" غیر مسلم معاشروں سے' ان سنگین گناہوں سے بہت حد تک پاک ہیں)

چوری اور ڈاکہ : چوری کی جو سزا اہل مغرب دیتے ہیں اس سے وہ جیل سے پکے چور اور مجرم بن کر نکلتے ہیں۔ صرف اسلام ہی نے اس جرم کا مکمل قلع قمع کیا۔ مملکتِ سعودی عرب منہ بولتا ثبوت ہے کہ الٰہی قانون کامیاب ہے اور دیگر تمام قوانین ناکام ہیں۔

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾

ترجمہ: کیا یہ لوگ دور جاہلیت کے احکام کی جستجو میں ہیں۔ اور یقین رکھنے والی قوم کے لئے اللہ کے سوا کون بہترین احکام نازل کرنے والا ہے؟

ڈاکہ' چوری سے بھی بڑھ کر سنگین جرم ہے دوسرے کا سامان بنوکِ کلاشنکوف چھیننا اور اس کو جسمانی نقصان پہنچانا یا مار ڈالنا۔ جدید تکنیک میں تو یہ لوگ کسی مالدار آدمی کو اغوا کرلیتے ہیں اور پھر اس کی رہائی کی قیمت لاکھوں میں مانگتے ہیں۔ مظلوم خاندان اپنی ایک ایک پائی جوڑ جوڑ کر مجرموں کے حضور پیش کرکے اپنا آدمی چھڑانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس لئے ڈاکہ کی سنگینی چوری سے کہیں زیادہ ہے۔ جدید قانون سازوں نے تو اس کو بھی ایک معمولی جرم قرار دیا۔ مگر اسلام اس کو سنگین جرم سمجھتا ہے کہ زمین میں فساد پھیلانے والوں اور دہشت گردی کا ارتکاب کرنے والوں کو چار قسم کی سزائیں دی جائیں۔

سورۃ مائدہ آیت نمبر 33 کی روشنی میں

1۔ تقتیل' یعنی ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے قتل کردیا جائے

2۔ تصلیب' سولی چڑھایا جائے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3 - مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں
4 - جلا وطن کردیا جائے جس کی ایک شکل جیل میں بند کردینا بھی ہے
یہ سزائیں بیان کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے

ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

یہ سزا اس لئے ہے کہ ان کی دنیا میں رسوائی اور بدنامی ہو اور لوگ ان وحشی جرائم سے باز رہیں اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔
اس طرح اسلامی قانون معاشرہ کے اعتماد کو' دوسری طرف مظلومین و محرومین کے اعتماد کو بحال کرتا ہے اور ایسے ذہنی بیماروں کے لئے اعادۂ جرم ناممکن' اور سنگین رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔
کیا مظلوموں اور محروموں کے اعتماد کو بحال کرنا اور عبرتناک سزائیں دے کر لوگوں کو ایسے سنگین جرائم سے بچالینا شرف انسانی کا تحفظ نہیں' یا اس معاشرے میں جہاں چوری اور ڈاکہ جدید دور کے باضابطہ مہذب پیشے ہیں اور جہاں ہر شخص اپنی مملوکہ اشیاء کی حفاظت کے لئے ہر وقت پریشان ہے بنک بھی لٹ جاتے ہیں تو پھر کونسی جائے امان رہی؟

ارتداد : مسلمانوں کا دین اسلام سے پھر جانا سنگین جرم ہے' جس کی سزا موت ہے۔ اس مسئلے پر اجماع امت ہے۔ گزشتہ چودہ سو سال میں جہاں بھی اسلامی نظام نافذ ہوا وہاں مرتد کو ہمیشہ واجب القتل قرار دیا گیا۔
مرتد شخص کلمہ اسلام پڑھنے' اللہ کی توحید اور رسالت کی صداقت کی گواہی دینے کے بعد جب اسلام سے منحرف ہوتا ہے تو اس کا دینِ اسلام ترک کردینا جس طرح اللہ و رسول کے خلاف بغاوت ہے اسی طرح اس کے عزیز و اقارب کے لئے ہزاروں موتوں سے بھی بڑھ کر غمناک اور پریشان کن ہوتا ہے کہ اس سے خونی رشتے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ نکاح فسخ ہوجاتے ہیں اور حقوقِ وراثت زائل ہوجاتے ہیں۔

عقل کا تقاضا ہے کہ کوئی انسان جب اپنی حکومت کا باغی ہو تو اس کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ تو پھر شہنشاہِ کائنات اور سرکارِ دو جہاں کے باغی کو بھی عبرتناک سزا ملنی چاہئے۔ ایمان کا تحفظ لازم ہے کیونکہ ایمان دنیا کی عظیم ترین دولت اور سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ جو شخص اس دولت سے منہ موڑتا ہے وہ پھر اسلامی حکومت اور مسلمانوں کے خلاف تخریب کاری سے بھی گریز نہیں کرتا۔ قادیانی جماعت کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اندرا گاندھی اور برزنیف کے کفر سے اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا نقصان بنگلہ دیش کے صدر مجیب الرحمٰن اور افغانستان کے صدر ببرک کارمل کے باغیانہ کردار سے ہوا ہے۔ پھر آج کل غیر ملکی عیسائی مشنریاں جس طرح اربوں روپیہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے پر خرچ کر رہے ہیں۔ ان کو غیر موثر بنانے کی ایک ہی موثر تدبیر ہے کہ قانونِ ارتداد لاگو کردیا جائے۔ تاکہ نو مسلم غریب' کمزور ایمان والے لوگ کسی دھوکہ میں نہ آکر فتنہ ارتداد سے بچ سکیں۔ قانونِ ارتداد کا تعلق تو مسلمانوں سے ہی ہے' غیر مسلموں کو اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ البتہ ہمیں یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ کوئی غیر مسلم' مسلم ہونے سے پہلے پوری طرح سوچ بچار کرلے گا اور یونہی کسی لالچ یا خوف سے اسلام کا دامن گیر نہیں ہوگا۔

اس طرح انسان کے پانچوں بنیادی حقوق یعنی جان' مال' عقل' نسل اور دین کو تحفظ دے کر اسلامی شریعت انسان کے شرف کو برقرار اور محفوظ رکھتی ہے۔ جو بصورت دیگر بڑھتے ہوئے جرائم سے مکمل طور پر پامال ہوجاتا ہے۔ اسی لئے ارشاد خداوندی ہے

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾

(سورۃ مائدۃ)

کہ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق اپنے فیصلے نہ کریں ایسے لوگ تو کافر ہیں۔

"تصحیح"

گزشتہ شمارہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں جلد نمبر سہواً غلط شائع ہوگیا تھا۔ جلد بندی اور فائل بنانے والے حضرات سے گزارش ہے کہ ازراہِ کرم مذکورہ بالا شمارہ میں جلد نمبر ۲۳'۲۴ کو "۲۲'۲۳" پڑھا جائے۔ اسی ترتیب سے شمارہ ہذا جلد نمبر ۲۳ کا دوسرا شمارہ ہے۔

(ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

ممتاز احمد سالک

اسلام کا تصورِ آخرت اور معاشی زندگی

آخرت، اسلام کا ایک اہم اساسی تصور جو انسانوں کی فکر و سوچ اور معاشی رویوں پر بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آخرت کی زندگی ہی حقیقی اور لا فانی زندگی ہے۔ انسان کی کامیابی کا مطلوب و مقصود اسی زندگی میں سرخروئی ہے یہ دنیا انسان کے لئے ہے لیکن انسان آخرت کے لئے ہے۔ خالق و مالک کائنات نے اس دنیا پر انسان کو آزمائش کے لئے بھیجا ہے۔ یہ دنیا دراصل دارالامتحان ہے موت و حیات کا سلسلہ اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ (سورہ ملک: ۲)

"وہی ہے جس نے موت و زندگی کو بنایا تاکہ تمہیں آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔"

دنیوی زندگی میں انسان کو وی گئی تمام قوتیں، صلاحیتیں، وسائل و ذرائع، سامان عیش و عشرت اور بے شمار خفیہ اور ظاہری نعمتیں، ہر طرح کی معاشی اور دیگر سرگرمیاں، بھاگ دوڑ، گہما گہمی اور لیل و نہار کے سلسلے ختم ہو جانے والے ہیں۔ سورہ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی چیدہ چیدہ نعمتوں کا ایک خوبصورت موازنہ فرمایا ہے۔ اسباب دنیا کے تذکرے کا اختتام ان الفاظ میں کیا ہے

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

(سورہ رحمٰن: ۲۶، ۲۷)

"ہر چیز جو اس زمین پر ہے، فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے جلیل و کریم رب کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے" یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزا، جہاں انسان کو اپنے ہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھوٹے بڑے اچھے اور بُرے کام کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾

(سورہ زلزال : ۸)

"پھر جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا" ہر آدمی اپنے اچھے بُرے اعمال کی کمائی کا خود ہی ذمہ دار ہوگا۔ وہ اس کی ذمہ داری کا بوجھ کسی دوسرے کے سر پہ ڈال کر خود کو بَری نہیں کرا سکے گا

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

(سورہ انعام : ۱۶۴)

"ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیتے ہوئے فرمایا الدنیا مزرعة الاخرة یعنی انسان اس دنیا میں جو کچھ بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ اسے دنیا میں جو نعمتیں میسر ہیں ان سب کے بارے میں وہ جواب دہ اور مسئول ہے۔ اسے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ موت بَرحق ہے۔ ہر ذی روح نے اس کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے (سورہ انبیاء : ۳۵) جب وہ مرتا ہے تو اپنی ساری کمائی یہیں چھوڑ دیتا ہے اور قبر کی آغوش میں خالی ہاتھ اتار دیا جاتا ہے۔ اس کی زمینیں' کھیت' مکانات' کاروبار' پلازے' کاریں موٹریں' بینک بیلنس' سب پیچھے رہ جانے والے وارثوں کے کام آتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے

یقول العبد مالی مالی! وان ماله من ماله ثلاث ما اکل فافنیٰ اولبس فابلیٰ او اعطی فاقتنی وما سوی ذلك فهو ذاهب وتارکه للناس

(مسلم : کتاب الزہد والرقائق)

"بندہ یہ کہتا ہے کہ میرا مال' میرا مال! حالانکہ اس کے مال میں سے اس کی اپنی صرف تین چیزیں ہیں ایک وہ جسے کھا کر ختم کردیا' دوسری وہ جسے پہن کر بوسیدہ کردیا تیسری وہ جسے صدقہ کرکے اپنے لئے محفوظ کرلیا' اس کے سوا سب کچھ اس کے ہاتھ سے جانے والا ہے جسے لوگوں کے لئے چھوڑ دے گا"

گویا اس کے استعمال و خرچ سے بچ جانے والا سارا مال اس کے وارثوں کے حصے میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتا ہے اور یہی اہل و عیال اور عزیز و اقارب جن کے لئے زندگی بھر تگ و دو کرتا ہے اور بسا اوقات اپنے مالکِ حقیقی کی حدود کو بھی پھلانگ جاتا ہے۔ جب آخرت میں وہ شخص اس کے حضور حاضر ہوگا تو یہ رشتے اس کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔ اس لئے دانشمندی کا یہ تقاضا ہے کہ دوسروں کی دُنیا سنوارنے کے لئے اپنی آخرت برباد نہ کرے ارشادِ ربانی ہے

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْـًٔا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤١﴾

(سورہ دُخان : ۴۱)

"وہ ایسا دن ہوگا جب کوئی عزیز و ساتھی کسی عزیز و ساتھی کے کام نہیں آئے گا"

آدمی کے سب تعلق دار اگر اپنے اپنے دنیوی کاموں سے فرصت نکال سکیں تو اس کا جنازہ پڑھ کے اس کی میت کو لحد میں اتارنے تک اس کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ جونہی وہ اس پر مٹی کی دبیز تہیں ڈال دیتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کے حوالے ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کا مال و اسباب بھی زیادہ سے زیادہ اس کے جنازے کی دھوم دھام' کفن کی عمدگی اور قبر کی پختگی تک اس کا معاون بن سکتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں نہ تو اسے عذابِ قبر سے رہائی دلا سکتی ہیں نہ عذابِ دوزخ سے' لہٰذا انسان کو چاہئے کہ ان نیک اعمال کی فکر کرے جو اسے دنیا میں بھی عزت و اطمینان دے سکتے ہیں اور آخرت کے تمام مراحل میں بھی اسے فوز و فلاح سے ہمکنار کرسکتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے

يتبع الميت ثلاث فيرجع اثنان ويبقى واحد. يتبعه اهله وماله و عمله فيرجع اهله وماله ويبقى عمله (مسلم: کتاب الزہد والرقائق)

"میت کے ساتھ (قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں' جن میں سے دو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اہل و عیال' مال اور عمل جاتے ہیں' عیال و مال تو واپس آجاتے ہیں مگر عمل باقی رہ جاتا ہے"۔

بقول اقبال ۔ یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ

(ضربِ کلیم :۱۵)

جب انسان وہم و گمان کی اس دنیا سے نکل کر آخرت کی حقیقی زندگی میں قدم رکھے گا' اور میدان حشر میں اس کی کامیابی و ناکامی کا فیصلہ ہونے لگے گا تو اس کی کیا کیفیت ہوگی؟ قرآن میں ایک جگہ اس کی یوں جھلک پیش کی گئی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾
يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾
وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ تَدْعُوا
مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ (سورہ معارج: ۱۸)

"اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے۔ مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنی اولاد کو' اپنی بیوی کو' اپنے بھائی کو' اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا' اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اسے نجات دلا دے۔ ہرگز نہیں! وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ ہوگی جو گوشت پوست کو چاٹ جائے گی۔ پکار پکار کر اپنی طرف بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے حق سے منہ موڑا اور پیٹھ پھیری اور مال جمع کیا اور سینت سینت کر رکھا"۔

اسلام نے دنیا کی زندگی' اس کے ساز و سامان اور اسباب و وسائل کی آزمائشی نوعیت کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کیا ہے۔ تاکہ انسان اسے مقصد زندگی بنا کر جو مختصر سی عمر اور مہلت عمل اسے ملی ہے وہ ان کے حصول ہی میں ضائع نہ کردے۔ انسان یہاں پر جتنا مال و متاع اکٹھا کرے اور عیش و عشرت کے جتنے بھی مواقع اسے میسر آئیں بہرحال وہ ختم ہونے والے ہیں۔ اگر وہ انہیں ظلم و استحصال سے حاصل کرے گا تو آخرت کی ابدی زندگی میں اسے ضرور عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ کوئی صاحب عقل آدمی انتہائی محدود اور عارضی لذت کے بدلے میں مستقل بدحالی اور دائمی مصائب کا شکار ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ ارشاد ربانی ہے

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ
اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا
فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مِنَ الْمُحْضَرِينَ (سورہ قصص: ۶۰)

"تم لوگوں کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ محض دنیا کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس سے بہتر اور پائیدار تر ہے کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے؟ بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو' اسے پانے والا ہو' کبھی اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جسے ہم نے صرف حیاتِ دنیا کا سرو سامان دے دیا ہو پھر وہ قیامت کے روز سزا کے لئے پیش کیا جانے والا ہو؟"

بقول سید ابو الاعلیٰ مودودی

"اللہ کا دین انسان سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ اس دنیا کی متاعِ حیات سے استفادہ نہ کرے اور اسکی زینت کو خواہ مخواہ ہی لات مار دے۔ اس کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دے۔ کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی' اور دنیا کا عیش کم تر ہے اور آخرت کا عیش بہتر' اس لئے دنیا کی وہ متاع اور زینت تو انسان کو ضرور حاصل کرنی چاہئے جو آخرت کی باقی رہنے والی زندگی میں اسے سرخرو کردے۔ یا کم از کم یہ کہ اسے وہاں کے ابدی خسارے میں مبتلا نہ کرے۔ لیکن جہاں معاملہ مقابلے کا آپڑے' یعنی دنیا کی کامیابی اور آخرت کی کامیابی ایک دوسرے کی ضد ہو جائیں وہاں دینِ حق کا مطالبہ انسان سے یہ ہے اور یہ عقلِ سلیم کا مطالبہ بھی ہے کہ آدمی دنیا کو آخرت پہ قربان کردے اور اس دنیا کی عارضی متاع و زینت کی خاطر وہ راہ ہرگز اختیار نہ کرے جس سے ہمیشہ کے لئے اس کی عاقبت خراب ہوتی ہو۔ (تفہیم القرآن' ج ۳' ص ۶۵۵)

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان هذا المال خضرة حلوة من اصابه بحقه بورك له فيه رب متخوض فيما شاءت به نفسه من مال الله ورسوله ليس يقوم القيامة الا النار

(ترمذی' کتاب الزہد : باب اخذ المال بحقه)

"یہ مال تو سرسبز و شیریں ہے اس کے لئے جس نے اِسے حق کے ساتھ لیا' اُس کو اِس میں برکت دی جائے گی' بہت سی خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنے اور اللہ اور اس کے رسول کے مال میں سے لینے والے ایسے ہیں جن کے لئے قیامت کے دن دوزخ کے سوا کچھ نہیں"۔

انسان کے لئے دنیا کی چیزوں میں بڑی کشش رکھی گئی ہے۔ وہ اپنی فطری رغبت ہی کی وجہ سے ان کی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اپنی ذاتی خواہشات و ضروریات کی تسکین کے لئے دوسروں کے اموال غصب کرتا ہے۔ ان کی راہوں میں رکاوٹ بنتا ہے اپنے مفادات کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ کے لئے دوسروں کی تمناؤں کا خون کرتا ہے۔ اس سے پورا معاشی نظام ظلم و استحصال کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ اس کے سامنے دنیا کے سامان اور آخرت کی نعمتوں کی حقیقت واضح کر دی جائے۔ ارشاد ربانی ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ﴿١٤﴾ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾

(سورہ آل عمران : ۱۵)

"لوگوں کے لئے مرغوباتِ نفس' عورتیں' اولاد' سونے چاندی کے ڈھیر' چیدہ گھوڑے' مویشی اور زرعی زمینیں -- بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں' مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔ کہو میں تمہیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کون سی ہے؟ جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں ان کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں' جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی' وہاں انہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل ہوگی' پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے"۔

انسان طبعاً حریص واقع ہوا ہے اس حرص و لالچ کی کوئی حد نہیں' اس میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوتا ہے جتنا زیادہ آدمی کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے

لوكان لابن آدم واديان من مال لابتغى واديا ثالثاً ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب (مسلم : کتاب الزکوۃ)

اگر اولادِ آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ اسے تیسری بھی ملے اس کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھرتی۔ اللہ تعالیٰ صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہے جو توبہ کرتا ہے۔ اور ایک مرتبہ فرمایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یهرم ابن آدم ویشب منه اثنتان الحرص علی العمر والحرص علی المال

(مسلم: کتاب الزکوۃ)

آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں' ایک زندگی کی حرص اور دوسری مال کی حرص۔

یہی حرص فی الحقیقت دنیا کے بیشتر فسادات کی جڑ ہے۔ یہ انسانوں کو حیوان اور دنیا کو دوزخ بنا دیتی ہے۔ دنیا کے معاشی بحرانوں پر قابو پانے کے لئے ضروری ہے کہ بے جا حرص و ہوس پر قابو پانے کی تدابیر اختیار کی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے معیشت میں اعتدال اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے انسانو! اللہ سے ڈرو اور اپنی خواہشات میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ کوئی جان اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس کا رزق پورا نہیں ہو جاتا' اگرچہ اس میں دیر لگے لہٰذا اللہ سے ڈرو اور طلبِ رزق میں اعتدال اختیار کرو' جو حلال ہے اسے حاصل کرو اور جو حرام ہے اسے چھوڑ دو" (ابن ماجہ: کتاب التجارات)

ایک اور مقام پر حضور صلعم نے حرص پر قابو پانے کے لئے حیاتِ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی بے توقیری کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

ما مثل الدنیا فی الاخرۃ الامثل مایجعل احدکم اصبعه فی الیم فلینظر بما یرجع

(ترمذی و ابن ماجہ: کتاب الزہد)

دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر یہ دیکھے کہ اس کی انگلی پہ کتنا پانی لگا ہوا ہے۔

حرص کا مقابلہ کرنے کے لئے بہترین ہتھیار جو کسی انسان کو میسر آسکتا ہے وہ قناعت ہے۔ اس سے وہ دنیا میں بھی پُر اطمینان زندگی بسر کرسکتا ہے اور آخرت میں بھی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے

قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنعه الله (ترمذی: کتاب الزہد)

"فلاح پا گیا وہ شخص جو اسلام لایا اور اسے بقدرِ کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت عطا فرمائی"

اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ دنیا میں کسی کو مال و دولت مل جانا لازمی بھلائی کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں' کرم نوازیوں اور مہربانیوں کا معیار ہے۔ نہ ہی اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش ہے اور وہ اس کے محبوب بندے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ تو محض مادہ پرست لوگوں کی کج فہمی ہے کہ اپنی کامیابیوں کو مال و اولاد کے پیمانوں سے ماپتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اصل حقیقت کا شعور ہی نہیں ہے۔

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ

(سورہ مومنون : ۵۶)

"کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں' مال و اولاد دیئے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے"

یہ چیزیں دنیا میں اسے خواہ کتنے ہی فائدے پہنچائیں' لیکن آخرت کی اصل اور دائمی زندگی میں اس کے کوئی کام نہیں آسکیں گی۔

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ (سورہ شعراء : ۸۸)

اس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رزق کی تقسیم کے کچھ اپنے اصول اور مقاصد رکھے ہیں۔ اس کی اپنی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ اس میں اس نے مومن و کافر کا کوئی فرق نہیں رکھا۔ تاکہ وہ اپنے عقیدہ و عمل میں آزاد رہیں اور اس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے کے لئے معاشی طور پر مجبور نہ ہوں۔ اور پھر کافروں کو مال و اسباب دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے نزدیک اس دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے چنانچہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے کہ آپ نے ایک مردار بکری کو ٹانگ اٹھائے پڑے دیکھا تو فرمایا! کیا تم دیکھ رہے ہو کہ یہ اپنے مالک کے نزدیک کتنی حقیر ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ کے نزدیک دنیا اس سے کہیں زیادہ حقیر ہے جتنا کہ یہ اپنے مالک کے نزدیک حقیر ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت ہوتی تو کافر کو اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی کبھی نہ دیتا۔

(ترمذی و ابن ماجہ : کتاب الزہد)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی دیتا ہے جو اس دنیا کے فوری اور جلد حاصل ہونے والے فوائد و مفادات کو اپنا مقصود بناتے ہیں اور ان کی ساری تگ و دو بس یہیں تک محدود ہوتی ہے اور ان لوگوں کو بھی دیتا ہے جن کے پیش نظر آخرت ہوتی ہے۔

مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ﴿١٨﴾ وَمَنْ أَرَادَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْآخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴿٢٠﴾ (سورہ اسراء: ۲۰)

"جو کوئی (اس دنیا میں) جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہشمند ہو' اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں' پھر اس کے حصہ میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔ اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لئے سعی کرے جیسی کہ اس کے لئے سعی کرنی چاہئے' اور ہو وہ مومن' تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہوگی۔ اُن کو بھی اور اِن کو بھی' دونوں فریقوں کو ہم (دنیا میں) سامانِ زیست دیئے جا رہے ہیں' یہ تیرے رب کا عطیہ ہے اور تیرے رب کی عطا کو روکنے والا کوئی نہیں ہے"

طالبانِ دنیا اور طالبانِ آخرت کی تگ و دو کے نتائج میں فرق یہ ہے کہ طالبانِ آخرت کو دنیا میں اپنے مقدر کا رزق اور حصہ تو ملتا ہی ہے مگر آخرت میں بھی اس میں اضافہ ہوگا۔ لیکن طالبانِ دنیا کا سارا حساب اس دنیا ہی میں چکا دیا جاتا ہے۔ ان کی معاشی جدوجہد کے فطری ثمرات اور ان کے بعض اچھے اور فلاحی کاموں کے سارے فوائد انہیں دنیا ہی میں دے دیئے جاتے ہیں۔ وہ مال و دولت' جاہ و منصب' عزت و شہرت میں سے جس چیز کے مستحق ہوتے ہیں اسے چند روزہ زندگی میں حاصل کرلیتے ہیں آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ ﴿٢٠﴾ (شوریٰ: ۲۰)

"جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھا دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دے دیتے ہیں' مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے"

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالا خانے میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپؐ کھجور کی ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس پر کوئی بستر نہیں تھا' اس لئے چٹائی کے ابھرے ہوئے حصوں کا نشان آپؐ کے پہلو میں پڑ گیا تھا اور آپؐ نے ایک ایسے تکیے پر ٹیک لگا رکھی تھی جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی-- یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت کے حالات میں کشادگی پیدا کردے' فارس اور روم کے لوگ تو فراخی میں رہتے ہیں اور دنیا انہیں خوب ملی ہوئی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ آپؐ نے تکیے کی ٹیک چھوڑ دی اور فرمایا "اے ابن خطاب کیا تو شک میں مبتلا ہے؟ یہ تو ایسے لوگ ہیں جن کے اچھے کاموں کا صلہ جلدی سے اس دنیا کی زندگی میں مل گیا ہے" ایک اور روایت میں ہے کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ انہیں دنیا ملے اور ہمیں آخرت" (بخاری: کتاب المظالم)

حیاتِ آخرت کے ایمان و یقین اور انکار و تذبذب' پر انسان کی انفرادی و اجتماعی معاشی زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ اس سے دو ایسی مختلف ذہنیتیں تشکیل پاتی ہیں جو اس کے معاشی رویوں کا رخ تبدیل کردیتی ہیں اور اس کی معاشی سرگرمیوں کو مسلسل اپنی گرفت میں رکھتی ہیں۔

آخرت پر ایمان یقین رکھنے والا شخص کبھی دینار و درھم کا بندہ نہیں بن سکتا' اور نہ ہی وہ اپنی خواہشاتِ نفس کو اپنا معبود بنا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ دنیا کی ان گنت' متنوع بار بار پیدا ہونے والی اور بنت نیا روپ اختیار کرنے والی خواہشات ایک سراب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کے پیچھے بھاگنے والا تھک ہار کر اپنی زندگی گنوا بیٹھتا ہے لیکن ان کی مکمل تسکین کبھی نہیں کرسکتا' یہ تو صرف آخرت کی زندگی ہے جس میں اس کی ہر خواہش پوری ہوگی۔ اسے اپنے رب کا یہ فرمان سہارا دیتا ہے

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾

(سورہ تم السجدہ: ۳۱)

"وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم خواہش کرو گے تمہاری ہوگی"

آخرت کا تصور انسان کو رزق میں اعتدال و میانہ روی کی راہوں پر گامزن کرتا ہے۔ اس پر پختہ یقین رکھنے والا شخص کاروبارِ زندگی میں حصہ لیتا ہے اپنی صلاحیت و بساط کے مطابق اپنے معیارِ زندگی کو بھی بلند کرتا ہے مگر وہ مال و دولت پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح نہیں جھپٹتا۔ اس کے حصول' خرچ اور انتقال و استعمال میں کبھی ناجائز اور حرام ذرائع اختیار نہیں کرسکتا۔ جس شعبے کو اختیار کرتا ہے اس میں امانت و دیانت اس کا شعار ہوتی ہے۔ نہ وہ خود ظلم کرتا ہے اور نہ اپنے سے اوپر والوں کے ظلم و استحصال میں کسی طرح کی مدد و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاونت کرتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے سے نیچے والوں کی زیادتیوں اور حرام خوریوں کو کسی صورت برداشت کرسکتا ہے کیونکہ اس کا اصل عہد و پیمان اور وفاداری اس کائنات کے خالق و مالک سے ہوتی ہے۔ وہ اس کی خوشنودی اور اس کی جزا کی آس میں دنیا کے ہر نقصان اور خوف و خطر کا مردانہ وار مقابلہ کرسکتا ہے۔ وہ لوگوں کے حقوق کسی مجبوری' دباؤ اور احتجاج کے امکان کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے ادا کرتا ہے کہ اس کا فرض ہے اور اس فرض کو پورا کرنے سے اسے قلب و ذہن کے اطمینان کی دولت میسر آتی ہے۔ دنیا کی عارضی زندگی اس کا مطلوب و مقصود نہیں ہوتی اس لئے وہ مادہ پرستوں سے مرعوب نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی زینت و آرائش اس کی نظروں کو خیرہ کرتی ہے۔ نہ ہی ایسے لوگوں سے زیادہ میل ملاپ رکھنے اور دوستی و تعلقات مضبوط کرنے کی اس میں آرزو ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے وسائل کے اندر رہ کر زیادہ راحت و سکون کی زندگی بسر کرتا ہے۔ قناعت و توکل کی نعمت اسے دنیا کی بے شمار پریشانیوں اور اذیتوں سے بھی نجات دلاتی ہے اور آخرت میں بھی بلند درجات کا اسے مستحق بناتی ہے۔ فوز و فلاح ہی اس کا مقدر ہے' اسے اگر خوشحالی اور وسائل کی فراوانی میسر آتی ہے تو

خیرات' صدقہ اور شکر و سپاس کے ذریعے اسے حاصل کرتا ہے اور اگر تنگی و قلت کا سامنا کرتا ہے تو صبر و قناعت کے ذریعے اسے پالیتا ہے دونوں صورتوں میں اسکے درجات و مراتب بلند ہوتے ہیں۔

آخرت کا شعور انسان کو ایثار پیشہ بناتا ہے اس کے دل کو محبت' اخوت' ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے لبریز کر دیتا ہے۔ وہ ضرورتمند کی حاجت روائی کر کے مسرور و شاد ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ لوگوں کو فقر و افلاس' قرض و مرض اور مسائل و مشکلات کے چنگل سے نکالنے کیلئے سرگرم عمل رہتا ہے۔ وہ معاشی معاملات میں عدل و احسان کا رویہ اختیار کرتا ہے احتکار و اکتناز' ناجائز منافع خوری' جھوٹ و دھوکہ اور دیگر اخلاقی و معاشی خرابیوں کا اس سے صدور ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس طرح معیشت کے انفرادی دائروں میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے لوگوں کے تمام باہمی معاشی معاملات و تعلقات ہمدردانہ' پراعتماد اور مستحکم ہو جاتے ہیں اور تمام عالمینِ پیدائش کو بلا تردد جائز حصے اور حقوق ملتے رہتے ہیں۔

تصور آخرت پورے معاشی نظام پر بھی انتہائی خوشگوار اثرات مرتب کرتا ہے۔ نظام' افراد ہی کے رویوں سے معرض وجود میں آتا ہے اور وہی اسے چلاتے ہیں اور اسے مضبوط و مستحکم بھی کرتے ہیں اس کا بناؤ یا بگاڑ افراد ہی کی سوچ اور طرزِ عمل پر منحصر ہوتا ہے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے لوگوں کے صالح اعمال پورے نظام کو عدل و انصاف' اور امن و آشتی سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔ نفسا نفسی کے خاتمے اور اعتماد و تعاون کی عمومی فضا کی وجہ سے بڑے بڑے معاشی بحرانوں سے نجات مل جاتی ہے تمام لوگ اپنی ذمہ داریاں پورے خلوص و جذبے سے ادا کرتے ہیں اور اپنے اوپر عائد شدہ حقوق و واجبات خوشدلی اور دیانتداری سے ادا کرتے ہیں اس لئے ریاست کی مالیات مضبوط ہوتی ہے اور معاشرے کی تعمیر و ترقی کیلئے بڑے بڑے منصوبوں پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے' سرمایہ کاری کو فروغ ملتا ہے اور تمام مادی و انسانی وسائل کا صحیح اور بھرپور استعمال ہوتا ہے اور بھوک و افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

یہ محض ایک مفروضہ نہیں بلکہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اسلام نے بہت قلیل عرصے کے اندر سب سے پسماندہ' بے آب و گیاہ اور غربت و افلاس کے مارے ہوئے خطے کے لوگوں کو پوری دنیا کا امام بنا دیا۔ زمینیں وہی تھیں' آلات و اوزار میں بھی کوئی بڑا تغیر نہیں ہوا تھا لیکن نئے اور منفرد تصورات نے ایک ایسے معاشی نظام کو جنم دیا جس نے اللہ کی رحمتوں' نعمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیئے اور معاشی حالات کی کایا پلٹ دی پھر اسلامی ریاست کی سرحدیں جہاں جہاں تک وسیع ہوتی گئیں وہاں وہاں آسودگی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ بعض علاقوں میں ڈھونڈے سے بھی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔

شمارہ ہذا کی ترسیل کے ساتھ ہی متعدد معاونین کا زر سالانہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا جن قارئین کو اس شمارہ کے ساتھ نوٹس تجدید موصول ہو' ازراہ کرم پہلی فرصت میں زر تعاون ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ واسلام

مینجر "محدث"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات غازی عزیر

اقلیمِ ہند میں اشاعتِ اسلام صوفیاء کی کاوشوں کا ثمر نہیں،
"محدثین اور علماء کی مساعی کا پھل ہے"

پیش نظر مضمون راقم نے جناب حکیم محمد اجمل خان صاحب شکراوی (مدیر "مجلہ اہلحدیث" گڑ گاؤں) کے ایماء پر آج سے تقریباً تیرہ ۱۳ سال قبل اپنی طالبعلمی کے زمانہ میں مرتب کیا تھا لیکن دفتر "مجلہ" کی بدنظمی کے باعث کاغذات کے انبار میں کہیں دب کر شائع نہ ہو پایا اور نہ ہی باوجود طلب کرنے کے واپس مل سکا تھا۔ چند ماہ قبل پرانے کاغذات کی ذاتی فائل کی ورق گردانی کے دوران اتفاقاً "مجلہ اہلحدیث" کو بھیجے جانے والے مضمون کے مسودہ کے چند اوراق دستیاب ہوئے جن کو نظر ثانی اور بعض ضروری حک و اضافہ کے بعد از سرِ نو ترتیب دے کر قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں

؎ گر قبول اُفتد زہے عزو شرف

زیرِ نظر مضمون کی ترتیب کے دوران بعض ضروری مراجع و مصادر باوجود کوشش بسیار کے بھی یہاں سعودیہ میں دستیاب نہ ہو سکے لہٰذا بعض مقامات پر کچھ تشنگی باقی رہ گئی ہے جسے انشاء اللہ آئندہ کسی مناسب وقت پر دور کرنے کی کوشش کی جائے گی، وباللہ التوفیق (مرتب)

عوام اور اہلِ علم ہر دو طبقات میں ایک غلط فہمی بکثرت یہ پائی جاتی ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت و توسیع صوفیاء کی رہینِ منت ہے چنانچہ پروفیسر آرنلڈ اپنی کتاب "اسلامی تبلیغ" (PREACHING OF ISLAM) میں لکھتے ہیں کہ "برِصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام نے اسلام پھیلایا ہے"

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی اشاعت اسلام میں صوفیاء کی کوششوں کے معترف نظر آتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

"مسلمانوں میں جو جماعت سب سے زیادہ تبلیغ دین الٰہی میں ذوق شوق سے سرگرم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی وہ صوفیائے کرام کی جماعت ہے"۔ (۱)

حالانکہ ایسا کہنا نہ صرف خلافِ واقعہ ہے بلکہ تاریخ اسلام کے ایک تابناک باب کو عالم گمنامی میں دفن کر دینے کے مترادف ہے کتبِ تاریخ و سیر و رجال کے غائر مطالعہ سے یہ حقیقت آظہر من الشمس بن کر ابھرتی ہے کہ ہندوستان میں اسلام صوفیائے کرام کے ذریعہ نہیں بلکہ فقط محدثینِ کرام اور علمائے حق کے ذریعہ آیا' اور آج جو کچھ ہندوستان میں موجود ہے وہ انہی محدثین عظام کی انتھک کاوشوں اور بے لوث خدمات کا ثمرہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں محدثین اور علمِ حدیث کی اشاعت کے موضوع پر بہت سے علماء و محققین نے زورِ قلم صرف کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں اکثر علماء کی تحقیق ناقص معلومات پر مبنی ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک بلادِ ھند میں علمِ حدیث کا رواج چھٹی صدی ہجری کے بعد ہوا' پہلے کی پانچ صدیاں اس علم سے خالی بتائی جاتی ہیں اور عام طور پر یہ باور کیا جاتا ہے کہ پہلی چھ صدیوں تک بلادِ ہند میں حدیث کی تعلیم و تدریس' روایتِ حدیث اور محدثین نیز ان کی تصانیف کا سرے سے کوئی وجود نہیں تھا جن بعض لوگوں نے اِس سے قبل محدثین کے وجود کو تسلیم کیا ہے وہ بھی یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ اگرچہ فنِ حدیث ہندوستان میں چھٹی صدی ہجری سے قبل موجود تھا لیکن اس فن میں علمائے وقت کو کوئی قابلِ لحاظ مقام و مرتبہ حاصل نہ تھا۔ بعض علماء نے ہندوستان میں علمِ حدیث کی آمد کو دسویں صدی ہجری تک پیچھے دھکیل دیا ہے چنانچہ علامہ زاہد کوثری حنفی کے حوالہ سے استاد محمد ابوزھو مصری اپنی کتاب "الحدیث والمحدثون" میں لکھتے ہیں

> "ارضِ ہندو پاک میں اشاعت حدیث :۔ برصغیر پاک و ہند کے رہنے والوں نے حدیثِ نبوی کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ دسویں صدی ہجری سے قبل یہ لوگ علومِ نظریہ اور فقہی احکام میں منہمک رہتے تھے ۔ اسی وقت سے یہ لوگ حدیث نبوی' اس کے علوم کے درس و تدریس' نقد اسانید کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھنے لگے"۔ (۲)

اس ناقص تحقیق سے بلادِ ہند کی دینی و علمی تاریخ میں بڑا خلا محسوس ہوتا ہے دراصل اس غلط فہمی کا بڑا سبب خاطر خواہ تتبع و تحقیق کا فقدان ہے پھر جس طرح کہ فقہائے ماوراء

(۱) تصوف اور تعمیرِ سیرت للمودودی مرتبہ عاصم نعمانی ص ۱۰۲' طبع اسلامک پبلیکیشنز لاہور

(۲) تاریخ حدیث و محدثین (اردو ترجمہ الحدیث والمحدثون) از غلام احمد حریری ص ۵۸۸ طبع لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النہر کی تصانیف نے ائمہ احناف کی امہات الکتب کو پیچھے دھکیل دیا تھا اسی طرح اولین دور کے ان محدثین اور علماء کے علمی کارناموں (یعنی تصانیف، مدارس اور تلامذہ وغیرہ) کو بھی ہمارے علمائے عجم کے فکری سیلان اور ان کے شیوع و رواج نے اس بری طرح بہا ڈالا کہ اس دور کی تاریخ کے صفحات بالکل کورے نظر آتے ہیں۔

پیشِ نظر مضمون اقلیم ہند و سندھ میں علمِ حدیث کے فروغ کے لئے کی جانے والی ابتدائی چند صدیوں کی سیوع کی خالص عربی تاریخ کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے جو ہندوستان میں علمِ حدیث کا عہدِ زریں کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق برصغیر کے چند علاقے پہلی صدی ہجری کی ابتداء ہی میں علمِ حدیث اور اَخْبَرَنَا وَحَدَّثَنَا کے جانفزا کلمات سے باقاعدہ آشنا ہو گئے تھے صوفیاء کے ورود کی ابتداء تو پانچویں صدی ہجری میں ہوئی ہے پہلی جماعت جس نے اپنے قول و عمل سے باشندگانِ ہند کو علم حدیث سے روشناس کرایا وہ ان صحابہ کرام پر مشتمل تھی جو عہدِ عمر فاروقؓ سے عہدِ یزید (یعنی ۱۵ھ تا ۶۴ھ) تک مختلف اوقات و مواقع پر ہندوستان تشریف لائے یہ جماعت ان نفوسِ قدسیہ پر مشتمل تھی جو برصغیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کے اولین مبلغ، آپؐ کے ارشاداتِ گرامی کے پہلے داعی، اپنی ذات میں آں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ و عمل کے آفتابِ جہاں تاب کی کرنوں کے آئینہ دار، اپنے اعلیٰ اخلاق، اعمال، عادات، اطوار، کردار اور معاملات وغیرہ کے باعث اپنے مخاطب ہندوستانیوں کو بہت جلد متاثر کرنے والے تھے۔ ان نفوسِ قدسیہ کی آمد سے ہی اس دیارِ کفر و ضلالت میں کتاب اللہ اور سنت رسول بالخصوص فرائض سنن، احکام، حلال و حرام اور اس دور کے رواج و مزاج کے مطابق حسبِ موقع اور حسبِ ضرورت احادیث و آثار کا چرچا ہوا۔ پھر جب باقاعدہ احادیث کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا تو یہاں انہی حضرات سے احادیث و آثار کی روایت کا سلسلہ بھی چلا۔ خلافتِ راشدہ کے دوران ہندوستان تشریف لانے والے صحابہ کرام کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں

"سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانوں میں صحابہ نے ان اطراف کے اکثر علاقے فتح کر لئے تھے۔ وہ شام، مصر، عراق، اور اوائل ترکستان کی وسیع و عریض اقالیم میں پہنچے اور علاقہ ماوراء النہر، اوائل بلادِ مغرب و افریقہ اور اوائل بلادِ ہند میں بھی داخل ہوئے"۔ (۳)

(۳) بدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج نمبر ۹ ص ۸۸ و معرفۃ الرجال ص ۲۳۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ڈاکٹر این میری شمل "شہپر جبریل" (GABRIEL'S WINGS) میں لکھتی ہیں

"خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمان عساکر نے سندھ اور گجرات کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا تھا اور بعد کے خلفاء کے عہد تک یہ تسلط برقرار رہا"۔ (۴)

چونکہ خلافتِ راشدہ اور اُموی دورِ خلافت میں سندھ، مکران اور بجستان کی فتوحات فارس کی مہمات میں شامل تھیں اور انہی راستوں میں غازیانِ اسلام بلادِ ہند کی طرف آئے لہٰذا اوپر بلادِ ہند سے مراد سندھ، مکران اور بجستان اور بلوچستان وغیرہ کے علاقے ہیں جو کہ اقلیم فارس سے متصل ہیں۔

بعض محققین بیان کرتے ہیں کہ ارضِ برصغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچیس صحابہ کرام کے ورودِ مسعود سے بہرہ وَر ہوئی ہے جس میں سے بارہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہدِ خلافت میں، پانچ حضرت عثمان بن عفانؓ کے عہد میں، تین حضرت علی بن ابی طالبؓ کے دور میں، چار حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے عہد میں اور ایک حضرت یزید بن معاویہ کے عہد میں تشریف لائے تھے۔ ان صحابہ کے علاوہ مختلف اوقات میں بلادِ عرب سے اقلیمِ ہند میں متعدد تابعین و تبع تابعین قدم رنجہ فرماتے رہے جن کی شب و روز کا مشغلہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت تھا۔ یہ باشندگانِ ہند کو دینِ فطرت کے تہذیبی و ثقافتی دائرہ میں شامل کرنے اور ان کو پاکیزہ اخلاق و کردار اور تعلیم و شائستگی کی ارفع و اعلیٰ اقدار سے بہرہ مند کرنے کی سعی کرتے رہے جن کو اسلام میں اساس کی حیثیت حاصل ہے۔ غرض اس مقصد کے لئے بلادِ عرب سے ہندوستان تشریف لانے والے تمام صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اصل اعداد و شمار یقیناً اس تعداد سے کہیں زیادہ ہوں گے جن کا تذکرہ فی الحال راقم کو مختلف قدیم کتب میں مل سکا ہے۔ یہ مختصر مضمون ان تمام نفوسِ قدسیہ کے تفصیلی تذکرہ کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا، اس کے لئے تو کئی ضخیم دفتر درکار ہوں گے، لیکن پھر بھی قارئین کے تجسس کے پیشِ نظر ذیل میں ارضِ ہندوستان کو اپنے وجودِ مسعود سے رونق بخشنے والے معزز صحابہ و تابعین کرام میں سے چند کے مختصر حالات پیش خدمت ہیں

(۱) ۔ والیٔ بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو طائف کا امیر بنایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے پورے

(۴) شہپر جبریل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض ص ۱۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدِ خلافت میں اور حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں آپؓ کو طائف کی امارت پر برقرار رکھا۔ بعد میں بحرین و عمان کی ولایت کی ذمہ داری آپؓ کو سونپ دی گئی تھی۔ آپؓ ایک عظیم مجاہد تھے۔ علامہ ابن حزم الظاہریؒ فرماتے ہیں

"عثمان بن ابی العاصؓ اپنے بھائیوں میں بہترین صحابیٔ رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طائف کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ انہوں نے ہندوستان کے تین شہروں میں جہاد کیا ہے"

حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ سے انکے بھتیجے یزید بن الحکم بن ابی العاص، ان کے مولیٰ حکم، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ، نافع بن جبیر بن مطعم، ابوالعلاء بن الشخیر اور مطرف بن الشخیر وغیرہ نے حدیث کی روایت کی ہے۔ حافظ ابنِ عبدالبرؒ کا قول ہے کہ "ان سے اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے حدیث کی روایت کی ہے" امام احمد بن حنبلؒ نے حسن بصریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں نے عثمان بن ابی العاصؓ سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ ہم لوگ ان کے مکان پر جا کر ان سے حدیث کی روایت کرتے تھے"۔ حضرت عثمان الثقفیؓ کے تفصیلی حالات کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ تہذیب التہذیب لابن حجرؒ معرفۃ الثقات للعجلیؒ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابنِ حجرؒ اور الاستیعاب فی اسماء الصحابہ للقرطبی مالکیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔(۵)

(۲) حضرت حکم بن ابی العاص الثقفیؓ : مشہور مورخ احمد بن یحیی البلاذری بیان کرتے ہیں کہ "عہدِ فاروقی ۱۵ھ میں والیٔ بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص الثقفیؓ کو گجرات کے شہر بھڑوچ کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ چنانچہ یہ مقام اِسلام کے زیرِ نگیں آگیا تھا(۶)۔ پھر ۲۳ھ میں حکم بن ابی العاصؓ کی سرکردگی ہی میں مکران کا علاقہ بھی فتح ہوا۔(۷)

حکم بن ابی العاص الثقفیؓ کو امام بخاریؒ، امام ابنِ حبانؒ اور حافظ ابن عبدالبرؒ وغیرہ نے بصرہ کے علمائے محدثین میں شمار کیا ہے لیکن بعض علماء نے ان سے مروی بعض احادیث کو مُرسل بتایا ہے چنانچہ عجلیؒ نے انہیں "ثقہ تابعی" لکھا ہے جب کہ ابنِ سعد، ابو حاتم اور

(۵) تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۱۰، تہذیب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۷ ص ۱۲۸، معرفۃ الثقات للعجلی ج نمبر ۳ ص ۱۲۹، الاصابہ لابن حجر عسقلانی، ج نمبر ۲ ص ۴۵۳، الاستیعاب فی اسماء الصحابہ للقرطبی المالکی علی ہوامشِ الاصابہ ج نمبر ۳ ص ۹۰

(۶) فتوح البلدان للبلاذری ص ۴۳۸

(۷) بدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج نمبر ۶ ص ۱۴۱، تاریخ اسلام جلد نمبر ۲ ص ۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حجر رحمتہ اللہ نے ان کے متعلق صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانے کی صراحت کی ہے - ان سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں معاویہ بن قرۃ کا نام قابلِ ذکر ہے۔ حضرت حکم بن ابی العاص بن نصر بن عبد بن دھمان الثقفیؓ کے تفصیلی ترجمہ کے لئے تاریخ الکبیر للبخاری" معرفتہ الثقات للعجلی" جرح والتعدیل لابن ابی حاتم" تجرید اسماء الصحابہ للذہبی" بدایہ والنھایہ لابن کثیر" فتوحُ البلدان للبلاذری" اصابہ فی تمیز الصحابہ لابنِ حجرؒ اور استیعاب فی اسماء الصحابہ للقرطبی مالکی" وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔(۸)

(۳) - حضرت مغیرہ بن ابی العاص الثقفیؓ : آپؓ بھی حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ کے بھائی تھے۔ عہدِ فاروقی میں والئی بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ نے آپؓ کو سندھ کے شہر دیبل پر لشکر کشی کے لئے روانہ کیا تھا حضرت مغیرہؓ نے اس معرکہ میں فتح پائی تھی۔ ملاحظہ ہو فتوح البلدان للبلاذری (۹) وغیرہ

(۴) - حضرت حکم بن عمرو الثعلبیؓ : آپ کے متعلق مؤرخین نے کئی فتوحات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت حکم الثعلبیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی تھے جنھوں نے حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت (یعنی ۲۳ھ) میں مکران کا محاصرہ کیا اور وہاں کے راجا کو شکستِ فاش سے ہمکنار کیا۔ ابوحاجب سوادہ بن العاصم' ابوالشعثاء ولجہ بن القیس' جابر بن زید الافروی اور عبداللہ بن الصامت وغیرہ نے آپؓ سے حدیث کی روایت کی ہے - تفصیلی حالات کے لئے اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجرؒ اور تاریخ الطبری وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۰)

(۵) - حضرت صحار بن عباس العبدیؓ : حضرت صحارؓ نے عہدِ فاروقی (یعنی ۲۳ھ) میں حضرت حکم بن عمرو الثعلبیؓ کی امارت میں مکران کے محاصرہ اور جنگ میں شرکت کی تھی ' آپ ہی وہ صحابیٔ رسول تھے جنہیں حضرت حکم بن عمرو الثعلبیؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس فتح مکران کی خوشخبری اور حاصل شدہ مال غنیمت دے کر روانہ کیا تھا۔

محمد بن اسحاق الندیم اپنی "فہرست" میں فرماتے ہیں کہ "صحار العبدیؓ نے نبی صلی اللہ

(۸) معرفتہ الثقات للعجلی ج نمبر ۱ ص ۳۱۲' جرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج نمبر ۳ ص ۱۲۰' تجرید اسماء الصحابہ للذہبی ج نمبر ۱ ص ۱۳۵' اصابہ لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۳۴۴' استیعاب للقرطبی ج نمبر ۱ ص ۳۱۵

(۹) فتوح البلدان للبلاذری ص ۴۳۸

(۱۰) اصابہ لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۳۴۶' تاریخ الطبری ج نمبر ۴ ص ۱۸۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم سے دو یا تین حدیثیں روایت کی ہیں۔ ایام معاویہ میں انکا شمار خطباء اور نسابین میں ہوا کرتا تھا" آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں منصور بن منصور اور ان کے دو صاحبزادے (جعفر بن الصحار العبدی اور عبدالرحمٰن بن الصحار العبدی) ہیں۔ تفصیلی حالات کے لئے فہرست لابن ندیمؒ' اصابہ لابن حجرؒ اور استیعاب للقرطبی مالکیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۱)

(۶) ـ **حضرت عبداللہ بن عُمیر الاشجعیؓ** : حضرت ابن عمیر الاشجعیؓ بھی عہدِ فاروقی یعنی ۲۳ھ میں مکران' فارس اور بجستان کے معرکوں میں شریک تھے اور آپ نے شاندار خدمات انجام دی تھیں ۔ بجستان سے متصل علاقہ سندھ میں بھی آپ کی فوجی سرگرمیوں کی شہادت ملتی ہے ابنؒ الوقدان نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے ابن مندہؒ اور ابن ابی حاتمؒ وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمیر اشجعیؓ کی مروی احادیث کی تخریج کی ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے اصابہ لابن حجرؒ اور استیعاب للقرطبیؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (۱۲)

(۷) ـ **حضرت سہل بن عدی بن مالک بن حرام الخزرجیؓ** : حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپؓ کو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس بصرہ اس فرمان کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ آپ کو ہندوستان کے جہاد پر روانہ کریں' چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت سہل بن عدیؓ کو کرمان کی مہم پر روانہ کیا۔ کرمان آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ تفصیلی حالات اصابہ لابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۳)

(۸) ـ **حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان الاموی‌ؓ** : عہدِ فاروقی میں حضرت سہل بن عدیؓ کی امارت میں آپؓ نے کرمان کے معرکہ میں جہاد کیا تھا ابو الشیخؒ نے آپ کا تذکرہ اپنی تاریخ میں کیا ہے ۔ تفصیلی حالات کیلئے اصابہ لابن حجرؒ وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔ (۱۴)

(۹) ـ **حضرت عاصم بن عمرو التمیمیؓ** : حضرت عمرؓ نے آپؓ کو حضرت سہل بن عدیؓ کے ساتھ بجستان کے معرکہ پر روانہ کیا تھا۔ اس مہم پر آپ نے خوب داد شجاعت پیش کی۔ محدثین کے نزدیک آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پانا اور آں صلی اللہ

(۱۱) اصابہ لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۱۷۰-۱۷۱' استیعاب للقرطبی مالکی ج نمبر ۲ ص ۱۹۳
(۱۲) اصابہ لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۳۴۶' استیعاب للقرطبی ج نمبر ۲ ص ۳۵۳
(۱۳) اصابہ لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۸۸
(۱۴) ایضاً ج نمبر ۲ ص ۳۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم سے روایتِ حدیث درست نہیں ہے - مزید ترجمہ کے لیے اصابہ اور استیعاب وغیرہ ملاحظہ فرمائیں- (۱۵)

(۱۰) - حضرت ربیع بن زیاد الحارثیؓ : امام بخاریؒ' ابن ابی حاتمؒ' اور ابن حبانؒ وغیرہ نے آپ کو تابعین میں شمار کیا ہے لیکن بعض کے نزدیک آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے- ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بکرہ نے انہیں خراسان و بلخ کا والی مقرر کر کے بھیجا تو یہ علاقے بھی آپ کے ہاتھوں ہی فتح ہوئے- سندھ کی قدیم ترین عربی تاریخ "چچ نامہ" اور "المبرد فی الکامل" میں مذکور ہے کہ "امیر بصرہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان کو مکران ۔ کرمان کے شہ سواروں کا امیر مقرر فرمایا تھا" آپؓ سے کوئی مسند حدیث مروی نہیں ہے- آپؓ نے فقط حضرت عمر بن الخطاب سے حدیث کی روایت کی ہے - ابن حبیب اور ابن کلبی وغیرہ نے آپ کا تذکرہ کیا ہے - مطرف بن الشخیر اور حفصہ بنت سیرین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے - تفصیلی ترجمہ کے لئے چچ نامہ' اصابہ فی تمیز الصحابہ' استیعاب' تقریب التہذیب' مبرد فی الکامل' ثقات لابن حبانؒ' جرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ اور تاریخ الکبیر وغیرہ ملاحظہ فرمائیں- (۱۶)

(۱۱) - حضرت عبیداللہ بن معمر بن عثمان التیمی القرشیؓ : آپؓ کو حضرت عثمانؓ نے ۲۹ھ میں مکران کی مہم پر روانہ فرمایا تھا- علامہ قرطبی مالکیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت عبیداللہ بن معمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کی معیت میں فتح کابل وغیرہ میں شرکت کی تھی- آپ صاحبِ ثغرہ (گندھا) تھے" لڑکپن میں آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور صحبتِ نبوی پائی تھی- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرات عمر' عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنھم سے آپ نے حدیث کی روایت کی ہے- آپ کے مشہور تلامذہ میں عروہ بن الزبیر' ابن سیرین اور آپ کے فرزند عمر بن عبیداللہ بن معمر وغیرہ شامل ہیں --- ابو عاصمؒ بغویؒ اور ابن مندہؒ وغیرہ نے آپ سے مروی حدیث کی تخریج کی ہے ابن مندہؒ کا قول ہے کہ "علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت عبید اللہ بن معمرؓ نے صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پائی تھی یا نہیں"- تفصیلی ترجمہ کے لئے تاریخ الکبیر للبخاریؒ' جرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ اور استیعاب للقرطبیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں- (۱۷)

(۱۵) ایضاً ج نمبر ۲ ص ۲۳۸' استیعاب ج نمبر ۳ ص ۱۳۵

(۱۶) چچ نامہ ص ۷۳' اصابہ ج نمبر ۱ ص ۴۹۲' استیعاب ج نمبر ۱ ص ۵۰۳' تقریب التہذیب ج نمبر ۱ ص ۲۴۴

(۱۷) اصابہ ج نمبر ۲ ص ۴۳۲' استیعاب ج نمبر ۲ ص ۴۲۵-۴۲۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) ۔ حضرت مجاشع بن سعود بن ثعلبہ السلمیؓ : آپ نے ۳۱ھ میں قفس اور کرمان کے علاقوں کو فتح کیا۔ جب دشمن کی ہزیمت خوردہ افواج کے مکران میں جمع ہونے کی خبر آپ تک پہنچی تو حضرت مجاشع نے مکران پر حملہ کر کے اسے بھی زیر کیا تھا۔ دولابی نے بیان کیا ہے کہ "حضرت مجاشع نے بلادِ ہند میں سے کابل وغیرہ کے معرکوں میں حصہ لیا اور ان علاقوں کو زیر کیا تھا آپ وہاں کے مندروں میں داخل ہوئے اور بڑے بت کی آنکھوں میں سے جواہرات نکال لیے"۔ بعض مؤرخین یہ بتاتے ہیں کہ "آپ نے وہ جواہرات لیے نہیں تھے بلکہ وہاں کے لوگوں کو یہ تعلیم دینے کے لئے بت کی آنکھوں سے نکالے تھے کہ یہ بت نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی کو نقصان"۔ امام بخاریؒ وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت مجاشعؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پانے کا شرف حاصل ہے۔ صحیحین میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ ابوساسان الرقاشی' حصین بن المنذر' یحییٰ بن اسحاق' ابو عثمان النہدی' کلیب بن شہاب اور عبدالملک بن عمیر وغیرہ نے آپ سے احادیث کی روایت کی ہے۔ مزید حالاتِ زندگی کے لئے اصابہ لابن حجرؒ' استیعاب للقرطبیؒ اور تقریبُ التہذیب لابن حجرؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۸)

(۱۳) ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب العبشمی القرشیؓ : امام بخاریؒ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کے متعلق صحبتِ نبویؐ پانے کی صراحت کی ہے۔ آپ نے یومَ الفتح کو اسلام قبول کیا اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریکِ جہاد ہوئے تھے ۔ یہ وہ صحابیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے عہد عثمانی میں سجستان' زابلستان' رخج' کابل' داور' سندھ اور مکران کی بعض مہمات میں مجاہدانہ سرگرمیاں دکھائی تھیں۔ ابنِ سعدؒ بیان کرتے ہیں کہ "عبداللہ بن عامر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کو سجستان' خراسان اور کابل وغیرہ کی جنگوں کے لئے امیر مقرر کیا تھا ان مہموں میں آپ کے ساتھ حسن بن ابی الحسن' مہلب بن ابی صفرہ اور قطری بن الفجاءۃ وغیرہ شریک تھے یہ علاقے آپ کی سرکردگی میں فتح سے ہمکنار ہوئے" آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن عباس' قتاب بن عمیر' حصان بن کابل' سعید بن المسیب' محمد بن سیرین' حسن بصری' ابولبید اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ وغیرہ جیسے نامور تابعین شامل ہیں آپ کے تفصیلی حالات تاریخ الکبیر للبخاریؒ' طبقات الکبریٰ لابنِ سعدؒ' اصابہ لابنِ حجرؒ اور استیعاب للقرطبی

(۱۸) تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر۲ ص ۲۲۹' اصابہ ج نمبر ۳ ص ۳۴۲' استیعاب ج نمبر ۳ ص ۴۴۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ میں مذکور ہیں۔ (۱۹)

(۱۴) ۔ حضرت سنان بن سلمہ بن المحبق الہذلیؓ : حضرت سنانؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کا شرف حاصل ہے مگر سماع کا نہیں ہے۔ آپ نے حضرت عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور اپنے والد سلمہ بن المحبقؓ سے مرسل احادیث روایت کی ہیں ۔ عجلیؒ نے انہیں "بصرہ کا ثقہ تابعی" بتایا ہے ۔ پہلی بار ۴۲ھ میں بسلسلہ جہاد بلادِ سندھ تشریف لائے پھر جب امیر معاویہؓ نے انہیں زیاد کے پاس ہندوستان کی فتوحات میں شرکت کے لیے بھیجا تو زیاد نے حضرت سنان بن سلمہ کو ۵۰ھ میں ہندوستان کی مہمات کے لئے امیر بنا کر بھیجا۔ آپ نے سندھ کے علاقہ میں بہت سی فتوحات کیں۔ سلمہ بن جنادہ، معاذ بن سعوہ اور ابو عبدالصمد حبیبؒ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے ۔ حضرت سنانؓ سے قتادہ کی احادیث مدلس ہیں۔ ابن شاہینؒ نے سلمہ بن جنادہ عنہ کی روایت سے انکی حدیثیں وارد کی ہیں۔ حضرت سنانؓ کا انتقال حجاج کی امارت کے اواخر میں ہوا تھا۔ ترجمہ کی مزید تفصیلات کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، معرفۃ الثقات للعجلیؒ، تحفۃ اللطیفہ للسخاویؒ، اصابہ لابن حجرؒ اور استیعاب للقرطبیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ (۲۰)

(۱۵) ۔ حضرت منذر بن جارودالعبدیؓ : ہندوستان کی فتوحات کے سلسلہ میں حضرت منذرؓ کو "تغرقدا بہل" یعنی موجودہ "گندا" اور "بلوچستان" کے علاقوں کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی سال آپ نے وفات پائی اور وہیں دفن ہو کر ارضِ ہند کو ایک صحابی رسولؐ کی امین ہونے کا شرف بخشا۔ ملاحظہ فرمائیں اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجرؒ اور استیعاب للقرطبیؒ وغیرہ (۲۱)

(۱۶) ۔ حضرت عمرو بن عثمان بن سعد التیمیؓ : آپ سندھ و مکران کی فتوحات کے سلسلہ میں ہندوستان تشریف لائے تھے آپ کے تفصیلی حالات اصابہ لابن حجرؒ اور استیعاب للقرطبی مالکیؒ وغیرہ میں مذکور ہیں۔ ۔(۲۲)

---

(۱۹) اصابہ ج نمبر ۲ ص ۳۹۳، استیعاب ج نمبر ۲ ص ۳۹۴

(۲۰) تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۳۳۴، اصابہ لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۱۳۰، تحفۃ اللطیفہ للسخاوی ج نمبر ۲ ص ۱۹۵، تہذیب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۴ ص ۲۴۱، معرفۃ الثقات للعجلی ج نمبر ۱ ص ۴۳۸، استیعاب للقرطبی ج نمبر ۲ ص ۸۰ (۲۲) اصابہ ج نمبر ۳ ص ۷، استیعاب ج نمبر ۲ ص ۴۹۱

(۲۱) اصابہ ج نمبر ۳ ص ۴۳۹، استیعاب ج نمبر ۳ ص ۴۴۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) ۔ حضرت خریت بن راشد الناجیؓ : آپ کو عبداللہ بن عامر نے سندھ' مکران اور بلادِ فارس کی فتوحات و امارت کیلئے مامور کیا تھا۔ آپ کے تفصیلی حالات اصابہ لابن حجرؒ اور استیعاب للقرطبیؒ وغیرہ میں درج ہیں۔ (۲۳)

(۱۸) ۔ حضرت تمیم الداریؓ : آپ ۹ھ میں مسلمان ہوئے تھے آپ کے متعلق ایک زبان زد روایت یہ ہے کہ آپ جنوبی ہند میں فتوحات کے پیش نظر نہیں بلکہ تبلیغ اور اشاعت کی غرض سے تشریف لائے تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔ مدراس کے نواحی ساحل "کوڈلم" پر آج بھی انکی قبر انکے ورودِ مسعود کی شہادت دینے کے لئے موجود ہے۔ بعض لوگ حضرت تمیم الداریؓ کو صحابیٔ رسولؐ اور بعض تابعی بتاتے ہیں۔ مولانا قاضی اطہر مبارکپوری صاحب نے حضرت تمیم الداریؓ کو صحابیٔ رسول کی حیثیت سے شمار کیا ہے۔(۲۴) لیکن کتب اسماء الصحابہ میں ان بزرگ کا ترجمہ راقم کو کہیں نہ مل سکا۔ البتہ ایک اور مشہور صحابیٔ رسول (جن کا نام بھی حضرت تمیم الداریؓ ہے) کے متعلق متداول کتب میں مذکور ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لی تھی' جامع ترمذیؒ وغیرہ میں انکی مرویات موجود ہیں۔ ان کے ترجمہ کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ' اصابہ لابن حجر اور استیعاب للقرطبیؒ وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ (۲۵)

واضح رہے کہ سرزمین سندھ و ہند کو شرفِ قدم بوسی بخشنے والے اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعداد ان سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے' پھر جن صحابہ کرام نے مکران' قہرج' صیال پایہ' دیبل' بلوچستان' سندھ' گندا' زابلستان' رخج' کابل' داور' بحستان' اور کرمان وغیرہ کی متعدد بار ہونے والی فتوحات میں حصہ لیا۔ ان کے تلامذہ یعنی تابعین اور تبع تابعین کی ایک کثیر تعداد بھی ان کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائی۔ جن سب کا تذکرہ اس مختصر مضمون میں تو ممکن نہیں البتہ ان میں سے چند مشہور تابعین کا ذکرِ خیر ذیل میں پیش خدمت ہے

۱۔ اس سعید جماعت کے ایک بزرگ مشہور تابعی سعد بن ہشام بن عامر انصاری المدنی تھے جو رشتہ میں حضرت انس بن مالکؓ کے چچا زاد بھائی تھے۔ سعد بن ہشام کو ام المومنین

(۲۳) اصابہ ج نمبر ۱ ص ۴۲۳' استیعاب ج نمبر ۱ ص ۴۵۳۔۴۵۴

(۲۴) خلافتِ راشدہ اور ہندوستان مصنفہ قاضی اطہر مبارکپوریؒ ص ۴۷' ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۷۲ء

(۲۵) اصابہ ج نمبر ۱ ص ۱۹۱' استیعاب ج نمبر ۱ ص ۱۸۶' تقریب التہذیب ج نمبر ۱ ص ۱۱۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ صدیقہؓ ' حضرت انس بن مالکؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابوھریرہؓ حضرت سمرہ بن جندبؓ اور حضرت ھشام بن عامر انصاریؓ وغیرہ جیسے جلیل القدر اصحاب رسول سے سماعِ حدیث کا شرف حاصل تھا۔ جن حضرات نے آپ کے حلقہ درسِ حدیث میں شمولیت کی ان میں حسن بصریؒ حمید بن ھلالؒ زرارہ بن ابی اوفیٰؒ اور حمید بن عبدالرحمٰن وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ "ثقہ تھے اور محدثین کے طبقہ سوم سے تعلق رکھتے تھے آپ نے ارض ہندوستان میں شہادت پائی تھی (۲۶)" ۔ ایک روایت میں یہ صراحت بھی ہے کہ "سعد بن ھشام نے سرزمین ہند میں حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں شہادت پائی تھی"۔ امام ابن حبانؒ بیان کرتے ہیں کہ "آں رحمتہ اللہ نے ارض مکران میں دورانِ غزوہ جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ "امام بخاریؒ نے بھی اپنی "تاریخ الکبیر" میں سعد بن ھشامؒ کے متعلق لکھا ہے "قُتِلَ فِیْ اَرْضِ مَکْرَانَ عَلٰی اَحْسَنِ حَالِہٖ" یعنی وہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ مکران میں شہید کئے گئے۔ تفصیلی ترجمہ کے لئے ثقات لابن حبانؒ تاریخ الکبیر للبخاریؒ اور تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ کی جانب مراجعت مفید ہو گی۔

(۲) ۔ مہلب بن ابی صُفرہؓ : حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت یعنی ۴۴ھ میں آپ نے بجستان' خراسان اور کابل کے معرکوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ العبشمیؓ کے ساتھ مجاہدانہ شرکت کی تھی۔ بلاذری کا قول ہے کہ "مہلب بن ابی صفرہ نے ۴۴ھ میں ہندوستان کی سرحد پر حملہ کیا اور بنّہ اور لاہور تک پہنچا جو ملتان اور کابل کے درمیان ہیں" میاں اخلاق احمد ایم۔ اے صاحب بیان کرتے ہیں کہ "حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں مہلب بن مغیرہ کی فوجوں نے کابل اور ملتان کے درمیان بعض علاقوں کو فتح کیا اور یہاں کے لوگوں کو اسلام سے روشناس کرایا (۲۷)۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ بیان فرماتے ہیں : ثقات امراء میں سے تھے ۔ جنگی تکنیک سے بخوبی واقف تھے لہٰذا آپ کے دشمنوں نے آپ پر کذب کا بہتان لگایا ہے ۔ آپ کا تعلق تابعین کے طبقۂ دوم سے ہے آپ سے مرسل روایات مروی ہیں۔ (۲۸)

(۲۶) تقریب التہذیب ج نمبر ۱ ص ۲۸۹

(۲۷) دو قدیم صوفی مرتبہؒ میاں اخلاق احمد ص ۴۲

(۲۸) تقریب التہذیب ج نمبر ۲ ص ۲۸۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ۔ قطری بن الفجاءۃ : آپ کو بھی بجستان ' خراسان اور کابل کی فتوحات میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ العبشمیؓ کے ساتھ شرکت کا شرف حاصل ہے ' ملاحظہ ہو اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ۔ (۲۹)

(۴) ۔ حسن بن ابی الحسن البصریؒ : آپ کا شمار سادات تابعین میں ہوتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کو آپ نے بچشم خود دیکھا اور انکے خطبہ کو سنا تھا۔ اگرچہ حضرت علیؓ کو بھی آپ نے دیکھا تھا مگر ان سے آپ کا سماع ثابت نہیں ہے۔ احادیث کی روایت میں بکثرت ارسال و تدلیس سے کام لیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ العبشمیؓ کے ساتھ آپ نے بجستان' خراسان اور کابل وغیرہ کی جنگوں میں ۴۴ھ میں بغرضِ جہاد شرکت کی تھی ۔ تفصیلی حالات کے لئے جامع التحصیل للعلائیؒ ' اصابہ لابن حجرؒ' تہذیب الکمال للمزیؒ' تقریب التہذیب لابن حجرؒ' تعریف اہل التقدیس لابن حجرؒ' معرفۃ الثقات للعجلیؒ' تہذیب التہذیب لابن حجرؒ' جرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ' تاریخ یحیٰی بن معینؒ' تاریخ الکبیر للبخاریؒ' علل لابن المدینیؒ' ھدی الساری لابن حجرؒ' فتح الباری لابن حجرؒ' تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ' تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ' سنن الدار قطنیؒ' مستدرک للحاکمؒ' سنن الکبریٰ للبیہقیؒ' اور نصب الرایہ للزیلعیؒ وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔ (۳۰)

---

(۲۹) اصابہ لابن حجرج نمبر ۱ ص ۱۹۱

(۳۰) جامع التحصیل للعلائی ص ۱۳۵' اصابہ لابن حجرج نمبر ۱ ص ۱۹۱' تہذیب الکمال للمزی ج نمبر ۱ ص ۲۵۵۔۲۵۹' تقریب التہذیب لابن حجرج نمبر ۱ ص ۱۶۵' تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج نمبر ۱ ص ۷۱' تعریف اہل التقدیس لابن حجر ص ۵۶' معرفۃ الثقات للعجلی ج نمبر ۱ ص ۲۹۳' تہذیب التہذیب لابن حجرج نمبر ۲ ص ۲۶۳' جرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج نمبر ۳ ص ۴۰۔۴۲ تاریخ یحیٰی بن معین ج نمبر ۴ ص ۲۲۹' تاریخ الکبیر للبخاری ج نمبر ۲ ص ۲۹۰' علل لابن مدینی ص ۵۱۔۵۳' ھدی الساری لابن حجر ص ۳۶۷' فتح الباری لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۱۰۹' ج نمبر ۲ ص ۲۹۸' ج نمبر ۴ ص ۴۱۹' ج نمبر ۵ ص ۸۹۔۲۴۱۔۳۰۷' ج نمبر ۶ ص ۴۳۷' ج نمبر ۹ ص ۲۲۲۔۳۸۲۔۴۰۳ ج نمبر ۱۰ ص ۲۷۷' ج نمبر ۱۱ ص ۶۹' ج نمبر ۱۲ ص ۸۰' ج نمبر ۱۳ ص ۶۶' تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج نمبر ۱ ص ۵۳۵' ص ۵۳۷۔۵۳۸' ج نمبر ۴ ص ۴۳۶۔۵۲۰۔۶۸۶' ج نمبر ۶ ص ۵۹۱' ج نمبر ۷ ص ۱۱۱۔۲۹۷۔۴۸۴' ج نمبر ۸ ص ۱۹۹ ج نمبر ۹ ص ۱۸۷' نصب الرایہ للزیلعی ج نمبر ۱ ص ۴۰۔۴۸۔۵۱۔۸۸۔۸۹۔۹۰۔۹۱۔۱۶۳۔۲۰۵۔۲۵۲' ج نمبر ۲ ص ۹۲' ۱۳۶' ۱۵۹' ۴۱۹' ۴۷۶' ج نمبر ۳ ص ۲۲۱' ۳۸۶' ج نمبر ۴ ص ۳۹۔۴۸۔۱۴۳۔۱۶۷۔۲۷۰۔۳۱۳' سنن الدار قطنی ج نمبر ۱ ص ۱۰۲' سنن الکبریٰ للبیہقیؒ ج نمبر ۴ ص ۱۶۸' ج نمبر ۵ ص ۲۸۸' ۳۱۳' ج نمبر ۶ ص ۴۲ ج نمبر ۸ ص ۳۵ ج نمبر ۱۰ ص ۷۰' ۸۰' مستدرک للحاکم ج نمبر ۱ ص ۱۲۱، ۱۵۱، ۱۶۱، ۲۷۲ ج نمبر ۲ ص ۲۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) - راشد بن عمرو بن قیس الازدیؒ : یہ مشہور تابعی بھی بلاد سندھ و ہند کے بعض معرکوں میں شریک رہے ہیں آپ نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ہرمز بھی فتح کیا تھا۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ "اہالیانِ سندھ کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے راشد بن عمرو الازدی نے بہت جدوجہد کی تھی - علاقہ سندھ کے ہی ایک جہاد میں آں رحمہ اللہ نے شہادت پائی تھی"۔

(۶) - حارث بن مُرہ العبدیؒ : تابعین کی اس جماعت کے ایک اور بزرگ حارث بن مرہ العبدی تھے جو حضرت علیؓ کے شاگرد اور معاونِ خاص بھی تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ عبد قیس سے تھا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ کی فوج کے میسرہ پر آپ ہی مقرر تھے۔ ۳۸ھ میں حضرت علیؓ کے حکم سے حدودِ ہند میں داخل ہوئے اور وہاں اپنی فیاضی، وسعتِ علم اور شجاعت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ ایک روایت کے مطابق "حارث بن مرہ العبدی نے حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ معرکہ قلات میں شہادت پائی"۔ آپ کبار صحابہ سے ملے تھے اور ان سے علمِ حدیث حاصل کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ "مدرک صحابہ میں سے تھے"

تابعین کرام میں سے بعض بزرگ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں اس وقت ہندوستان تشریف لائے تھے جب ۴۴ھ میں مسلمان افواج ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں پر حملہ آور ہوئیں۔ امیر معاویہؓ کے عہد میں معرکہ ہندوستان کے متعلق امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "وَقَدْ غَزَا الْمُسْلِمُوْنَ الْهِنْدَ فِيْ اَيَّامِ مُعَاوِيَةَ سنه ۴۴ھ" (۳۱)

خیر القرون کے ان مسلمانوں کے پیش نظر ہندوستان میں لشکر کشی کا مقصد جہاں اعلائے کلمۃ اللہ کا جذبہ تھا۔ وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فریضہ جہاد فی سبیل اللہ بالخصوص غزوہ ہند کے بارے میں وارد مندرجہ ذیل احادیث بھی زبردست محرک تھیں۔

عن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه قال:

وعدنا رسول الله ﷺ غزوة الهند فان ادركتها انفق فيها نفسی ومالی فان اقتل كنت من افضل الشهداء وان ارجع فانا ابوهريرة المحرر (۳۲)

(۳۱) بدایہ والنہایہ لابن کثیر ج نمبر ۶ ص ۲۲۳

(۳۲) سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج نمبر ۲ ص ۵۶ و کذا فی البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج نمبر ۹ ص ۹۵، سبحۃ المرجان از غلام علی آزاد ص ۲۱، خلافت راشدہ اور ہندوستان للقاضی اطہر مبارکپوریؒ ص ۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے
ہندوستان میں غزوہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر
میں اس میں شریک ہوا تو اس میں جان و
مال خرچ کروں گا' اگر مارا گیا تو بہترین شہید
ہوں گا اور اگر زندہ واپس آگیا تو جہنم سے
آزاد ابوھریرہ رہوں گا" (۳۲)

نوٹ : حضرت ابوھریرہؓ کی ایک دوسری روایت میں "فَاِنْ اُقْتَلْ کُنْتُ مِنْ اَفْضَلِ الشُّھَدَاءِ وَاِنْ اَرْجِعْ" کے بجائے "وَاِنْ قُتِلْتُ کُنْتُ اَفْضَلُ الشُّھَدَاءِ فَاِنْ رُجِعْتُ" کے الفاظ مروی ہیں (۳۳)

عن ثوبان مولی رسول الله ﷺ

قال قال رسول الله ﷺ عصابتان من امتی حرزھما الله من النار عصابة تغزو الھند وعصابة تکون مع عیسی بن مریم علیھما السلام

"ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دو گروہوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے' ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ رہے گا"۔ (۳۴)

حضرت ثوبانؓ سے ایک دوسری حدیث میں "حرزھما" کے بجائے "احرزھما" کے الفاظ وارد ہیں۔ اس کی تخریج امام طبرانیؒ نے "معجم الاوسط" میں کی ہے مگر طبرانیؒ کی اسناد روایت میں تابعی کا نام ساقط ہے جو بظاہر راشد بن سعد ہے۔ "اسناد کے بقیہ رجال ثقات ہیں" جیسا کہ علامہ ہیثمیؒ نے "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" میں تصریح فرمائی ہے۔ (۳۵)

خلافت راشدہ اور اموی دورِ حکومت میں اقلیم ہند پر جن عسکری کوششوں کی ابتدا ہوئی تھی وہ اگرچہ بہت منظم اور وسیع پیمانہ پر نہ تھیں مگر ان کا سلسلہ برابر جاری رہا حتیٰ کہ

(۳۳) سنن نسائی مع تعلیقات السلفیہ ج نمبر ۲ ص ۵۶

(۳۴) ایضاً

(۳۵) مجمع الزوائد للہیثمیؒ ج نمبر ۵ ص ۲۸۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۶۳۲ء کے تقریباً اسی سال بعد ۹۳-۹۴ھ (بمطابق ۷۱۲ء) میں محمد بن قاسم نے علاقہ سندھ پر ایک زبردست اور کامیاب حملہ کیا۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ "محمد بن قاسم نواحی سیستان سے سندھ میں داخل ہوا - دیبل، بھمنو (بھمن آباد) اور مولستان (ملتان) کو فتح کرتا ہوا شہر قنوج تک جا پہنچا۔ واپسی پر اس نے کشمیر کی حدود کو بھی چھو لیا تھا۔" محمد بن قاسم کے اس حملہ آور لشکر میں بے شمار تابعین، تبع تابعین، جلیل القدر محدثین، فضلاء اور اتقیاء شریک ہوئے تھے جن کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے کیا جائے گا۔

انجمن خدام القرآن لاہور اور تنظیم اسلامی پاکستان کے مؤسس و امیر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے مضمون "اسلام برصغیر پاک و ہند میں" میں محمد بن قاسمؒ کے ہندوستان پر حملہ اس کے پس منظر اور اثرات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "برصغیر پاک و ہند میں خورشیدِ اسلام اولاً عین غرب یعنی مکران اور بلوچستان کے افق پر خلافت بنی امیہ کے زمانے میں اسوقت طلوع ہوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر اسّی برس بیت چکے تھے اور دور خلافتِ راشدہ کو ختم ہوئے بھی نصف صدی کے لگ بھگ عرصہ گزر چکا تھا اور اسلام کے صدرِ اول کا جوش و خروش کم ہوتے ہوتے تقریباً معدوم کے حکم میں داخل ہو چکا تھا۔ چنانچہ سرزمینِ ہند پر "بابُ الاسلام" سندھ کے راستے اسلام کا یہ ورودِ اول بھی کسی مثبت تبلیغی جذبے یا احساس فرض کا مرہونِ منت نہ تھا بلکہ ایک وقتی اور فوری اشتعال کا نتیجہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اسلام کی کرنیں موجودہ پاکستان کے بھی صرف نصف جنوبی کو منور کر کے رہ گئیں اور اس حد میں بھی جزر کے آثار فوراً ہی شروع ہو گئے اور برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی یہ آمد اولین نہایت محدود بھی رہی اور حد درجہ عارضی بھی۔ گویا سرزمین ہند دورِ نبویؐ اور عہد خلافت علی منہاج النبوۃ کی برکات سے تو مطلقاً محروم ہی رہی جس میں ایمان اور یقین کا کیف و سرور اور جہاد و قتال کا جوش و خروش باہم شیر و شکر تھے اور جہاد کی اصل غرض و غایت فریضہ شہادت علی الناس کی ادائیگی کا جذبہ تھا یا حصول مرتبہ شہادت کا ذوق و شوق، نہ کہ ملک گیری و کشور کشائی کی ہوس یا مال غنیمت و اسباب عیش کی حرص، مزید محرومی یہ رہی کہ اس خالص عربی الاصل اسلام کے اثرات سے متمتع ہونے کا موقع بھی بہت ہی کم ملا جس میں دین و دنیا کی وحدت و یگانگت ابھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حد تک باقی تھی کہ رات کے راہب ہی دن کے شہسوار ہوتے تھے "۔ (۳۶)
ڈاکٹر صاحب کا یہ اقتباس اغلاط کا ایک مجموعہ ہے اس میں کئی تاریخی حقائق اور وقائع کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے مثال کے طور پر "برصغیر پاک و ہند میں خورشید اسلام اولاً ـــــ اس وقت طلوع ہوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر اسی برس بیت چکے تھے اور دور خلافتِ راشدہ ـــــ عرصہ گزر چکا تھا" حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خورشید اسلام کی کرنوں نے ۱۵ھ میں ہی ہندوستان کے بعض علاقوں کو منور کرنا شروع کر دیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اقتباس بالا کی دوسری خلاف واقعہ بات یہ ہے کہ "اسلام کے صدر اول کا جوش و خروش ـــــ داخل ہو چکا تھا"۔ یہ سچ ہے کہ ان مجاہدوں میں صدر اول یعنی صحابہ کرام جیسا جوش و خروش اور اسلامی جذبہ و ایثار موجود نہ ہو گا لیکن پھر بھی ان مجاہدین میں تابعین، تبع تابعین، و محدثین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی جن کے اخلاص و جذبہ و ایثار پر اس حد تک شک کرنا کہ "معدوم کے حکم میں داخل" سمجھا جانے لگے کسی طرح روا نہیں ہے اقتباس کا اگلا جملہ بھی نہایت قابل اعتراض ہے کیونکہ سندھ کے راجہ داہر کی مملکت پر محمد بن قاسم کا حملہ صرف "ایک فوری اشتعال کا نتیجہ" نہ تھا بلکہ اس کے پس پشت بھی اشاعت و تبلیغ اسلام کا جذبہ، "غزوۂ ہند" میں شریک ہو کر "افضل الشہداء" اور "احراز من النار" والی نبوی بشارتیں کارفرما تھیں۔ للٰہذا اس عظیم اسلامی فتح کے متعلق یہ سوئے ظن رکھنا کہ یہ لشکر کشی محض "ملک گیری و کشور کشائی کی ہوس یا مال غنیمت و اسباب عیش کی حرص" کے زیر اثر عمل میں آئی تھی ایک بڑی جسارت ہے۔ تاریخ پر گہری بصیرت رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ فاتحِ سندھ محمد بن قاسمؒ کے حملہ نے "موجودہ پاکستان کی صرف نصف جنوبی" حصہ کو ہی اسلام کے زیر نگیں نہیں کیا بلکہ سندھ کے علاوہ صوبہ پنجاب کے ایک وسیع علاقے کو بھی فتح کیا تھا، پھر "برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی یہ آمد" شمال مغربی علاقوں تک "محدود" ضرور رہی لیکن "عارضی" ہرگز نہ تھی چنانچہ اہالیان ہند کو "اس خالص عربی الاصل اسلام کے اثرات" و فیوض و برکات "سے متمتع ہونے کا موقع" ایک طویل زمانہ تک میسر رہا۔ یہ بھی حق اور واقعہ ہے کہ محمد بن قاسمؒ کے ہندوستان پر حملہ نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام کو بہت تقویت پہنچائی تھی۔ سندھ و پنجاب کے اکثر شہروں میں دروس قرآن و حدیث کے عظیم مراکز و مدارس قائم ہوئے جن میں مسانید درس پر وہ جلیل القدر تابعین و تبع تابعین جلوہ افروز ہوئے جنہوں نے معرکۂ ہند میں محمد بن قاسمؒ کے ساتھ

(۳۶) ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج نمبر ۶ عدد شمارہ نمبر ۲ ص ۷ ۳ مجریہ ماہ فروری ۱۹۸۷ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالفعل شرکت کی تھی۔ چنانچہ مشہور مؤرخ بلاذری اور سندھ کی قدیم ترین عربی تاریخ "چچ نامہ" کے مولف بیان کرتے ہیں

"محمد بن قاسمؒ نے ۹۳-۹۴ھ میں ہندوستان کے دو مشہور علاقوں یعنی سندھ و پنجاب کو فتح کیا اور وہاں موسیٰ بن یعقوب الثقفیؒ کو باقاعدہ درسِ حدیث پر مقرر فرمایا"۔

۸۔ ایک اور تابعی' جو محمد بن قاسمؒ کے ساتھ ایک فوجی کی حیثیت سے وارد ہند ہوئے' جہاد سندھ میں حصہ لیا اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و تبلیغ کرتے رہے' کا نام ابو شیبہ یوسف بن ابراہیم التمیمی الجوھریؒ تھا۔ آں رحمتہ اللہ کو حضرت انس بن مالکؓ سے سماع حدیث کا شرف حاصل تھا۔ ابو شیبہؒ کے درس حدیث میں عمرو بن سلیمان' قرہ بن عیسیٰ' عبدالرحمٰن بن حسن' عقبہ بن خالد اور مسلم بن عقبہ جیسے عظیم محدثین اور تبع تابعین نے شرکت کی اور اپنے شیخ سے حدیث کی روایت کی۔ ابو شیبہؒ کے تفصیلی حالات کے لئے میزان الاعتدال للذہبیؒ' تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ اور تحفتہ الاحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ کی طرف مراجعت (۳۷) مفید ہوگی۔

۹۔ ایک اور نامور تابعی جنہوں نے جہادِ ہند میں شرکت کی اور معرکہ سندھ میں محمد بن قاسمؒ کے دست و بازو بنے' کا اسم گرامی زیاد بن الحواری العبدیؒ تھا۔ بعض مورخین نے ان کا نام زید بن الحواری العبدی اور بعض نے حواری بن زیاد العبدی بھی لکھا ہے۔ محمد بن قاسمؒ نے جس قافلہ کے ہمراہ راجہ داہر کا سر عراق بھیجا تھا اس قافلہ میں زیاد بن الحواری بھی شریک تھے۔ آپ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ابو بشر جعفر اعمش' عبدالملک بن عمیر' سیعی' محمد بن فضل بن عطیہ' سلام الطویل اور ایوب بن موسیٰ جیسے کبار محدثین نے آپ سے علم حدیث پڑھا تھا۔ امام ابن حبانؒ نے آپ کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔ سندھ کے مبلغینِ حدیث میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے مزید تفصیلات کے لئے ثقات لابن حبانؒ اور میزان الاعتدال للذہبیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ (۳۸)

---

(۳۷) میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبیؒ ج نمبر ۴ ص ۴۶۱' تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۳۷۹' تحفتہ الاحوذیؒ للمبارکفوری ج نمبر ۴ ص ۳۴۰

(۳۸) میزان الاعتدال للذہبیؒ ج نمبر ۱ ص ۶۲۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ انہی تابعین میں ایک نامور تابعی زائدہ بن عمیر الطائی الکوفی بھی تھے۔ آں رحمہ اللہ کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، جابر بن عبداللہؓ، ابو ہریرہؓ اور نعمان بن بشیرؓ جیسے اکابر صحابہ سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے۔ آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں محدث ابواسحاق السبیعی، یونس بن ابی اسحاق اور شعبہ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ابن سعدؒ نے آپ کو "طبقہ ثالثہ" کے تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن حبانؒ نے آپ کو کتاب "الثقات" میں ذکر کیا ہے اور عجلیؒ نے "معرفتہ الثقات" میں ذکر کیا ہے۔ زائدہ بن عمیر الطائی بھی فتح سندھ کے موقع پر محمد بن قاسمؒ کے ہمرکاب ہو کر ہندوستان تشریف لائے اور ملتان کی طرف پیش قدمی کے وقت اسلامی لشکر میں شریک تھے۔ سندھ کے نو مسلموں میں اسلامی احکام کی تعلیم و اشاعت کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔ زائدہ بن عمیرؒ کے تفصیلی ترجمہ کے لئے معرفتہ الثقات للعجلیؒ، جرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، تاریخ الکبیر للبخاریؒ اور ثقات لابن حبانؒ وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ (۳۹)

۱۱۔ انہی خوش نصیب تابعین میں ایک تابعی ابو قیس زیاد بن رباح القیسی البصری بھی تھے جنہوں نے محمد بن قاسمؒ کے دوش بدوش جہادِ سندھ میں شرکت کی اور نہایت دلیری و شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ صاحبِ "چچ نامہ" بیان کرتے ہیں:

> "محمد بن قاسمؒ نے راجہ داہر کا سر اور جہادِ سندھ میں تمام حاصل شدہ مال غنیمت جن دو سپاہیوں کی حفاظت میں عراق بھیجا تھا ابو قیس اس حفاظتی دستہ کے امیر تھے"۔

ابو قیسؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ حسن بصریؒ وغیرہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ امام ابن حبانؒ، عجلیؒ اور ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ نے آں رحمہ اللہ کو حدیث کی روایت میں ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ "آپ محدثین کے طبقہ ثالثہ سے تعلق رکھتے تھے" آپ کی مرویات سنن نسائیؒ، صحیح مسلمؒ اور سنن ابن ماجہؒ میں وارد ہیں۔ جہاد سندھ کے دوران ابو قیسؒ نے تبلیغ اور درس حدیث کا سلسلہ برابر جاری رکھا تھا۔ تفصیلی ترجمہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں معرفتہ الثقات للعجلیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجر اور "تحفتہ اللطیفہ فی تاریخ المدینہ الشریفہ للسخاویؒ وغیرہ۔ (۴۰)

(۳۹) معرفتہ الثقات للعجلی ج نمبر ۱ ص ۳۶۶، جرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ ج نمبر ۳ ص ۶۱۳، تاریخ الکبیر للبخاریؒ ج نمبر ۳ ص ۴۲۱، ثقات لابن حبان ج نمبر ۴ ص ۲۶۵

(۴۰) معرفتہ الثقات للعجلی ج نمبر ۱ ص ۳۷۳، تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۲۶۷، تہذیب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۳ ص ۳۶۶، تحفتہ اللطیفہ للسخاوی ج نمبر ۲ ص ۸۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس واضح ہوا کہ اس پاک بازگروہ کا ہر فرد نہیں تو کم از کم بیشتر افراد اپنے عمل و کردار سے علم حدیث کے مبلغ ضرور تھے۔ خواہ انہوں نے باقاعدہ مسند درس نہ سنبھالی ہو۔ ان کی زندگی کے ہر ہر گوشہ میں اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اشاعت کا داعیہ موجزن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں سے متاثر ہو کر اہالیانِ ہند میں سے بہت سے غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور اللہ و رسول کے حلقہ اطاعت میں شامل ہو گئے۔

جب ان اعلیٰ صفات بزرگوں کے علم و فضلِ بے کراں سے اسلام سے نابلد اللہ کی مخلوق جوق در جوق مسلمان ہونے لگی تو اس اہم و مبارک کام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس دورِ سعید کے دوسرے علماء کو یہ شوق و ولولہ پیدا ہوا کہ بلادِ عرب سے اقلیم ہند کی طویل اور پر صعوبت مسافت طے کر کے ہندوستان جائیں اور وہاں دینِ اسلام کی اشاعت میں پوری یکسوئی کے ساتھ منہمک و مصروف ہو سکیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد بن قاسمؒ کے حملہ کے بعد بھی متعدد جلیل القدر تابعین و تبع تابعین سرزمینِ ہند پر جلوہ افروز ہوتے رہے مثال کے طور پر

۱۲۔ **یزید بن ابو کیشہ الشامیؒ** : جن کے والد کا نام "حیوئل" تھا۔ ایک مشہور تابعی تھے۔ آپ حجاج کے زمانہ میں امیر جنگ کے عہدہ پر فائز تھے۔ حجاج بن یوسف کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک نے انہیں بصرہ کے منصبِ ولایت پر متعین کر دیا تھا۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ : "یزید بن کیشہ سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں سندھ کے والیٔ خراج تھے اور انہی کے عہد خلافت میں آپ نے وفات پائی تھی" (۴۱)

مملکت کے فوجی و انتظامی امور میں سربراہی کے علاوہ آپ وقت کے ایک بلند پایہ محدث بھی تھے آپ نے شرجیل بن اوس اور حضرت ابوالدرداءؓ وغیرہ سے روایت حدیث کی سعادت پائی تھی۔ ابو بشر، حکم بن عتبہ، معاویہ بن قرہ اور ابراہیم بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاریؒ نے اپنی "صحیح" میں، "امام حاکمؒ نے اپنی "مستدرک علی الصحیحین" میں اور امام محمد بن حسنؒ نے کتاب "الآثار" وغیرہ میں ان کی مرویات کی تخریج کی ہے۔ یزید بن ابو کیشہ حالتِ سفر میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے اپنی "صحیح" میں ان کے متعلق ایک روایت یوں وارد کی ہے "**فَكَانَ يَزِيْدُ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ**" (۴۲) مگر مشیم عن العوام بن حوشب کی روایت جسکی تخریج اسماعیلیؒ نے کی ہے میں یہ الفاظ مروی ہیں : "**وَكَانَ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ كَبْشَةَ يَصُوْمُ الدَّهْرَ**"۔ یعنی یزید بن ابو کیشہ ہمیشہ

(۴۱) صحیح بخاری مع فتح الباری ج نمبر ۶ ص ۱۳۶ (۴۲) ایضاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ رکھا کرتے تھے۔

۹۶ھ میں یزید بن ابو کبشہؒ بغرضِ تبلیغ سندھ تشریف لائے لیکن یہاں آنے کے کچھ دن بعد انتقال فرما گئے تھے۔ مزید تفصیلی حالات کے لئے ثقات لابن حبانؒ" تاریخ الکبیر للبخاریؒ اور فتح الباری لابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۔ اسی دور کے ایک تابعی موسی السیلانیؒ تھے جو سندھ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت انس بن مالکؓ سے حدیث کی سماعت کی تھی اور سندھ کے علاقہ میں ہی علم حدیث کی نشرو اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ حضرت انس بن مالکؓ سے موسی السیلانیؒ کی ملاقات کا ذکر حافظ ابن الصلاحؒ نے اپنے مقدمہ میں اس طرح کیا ہے۔

ورونا عن شعبة عن موسى السيلاني والنى عليه خيراً قال اتيت انس بن مالك فقلت هل بقى من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد غيرك قال بقى ناس من الاعراب قدراوه فاما من صحبه فلا اسناده جيد حدث به مسلم بحضرة ابى زرعة (۴۳)

۱۴۔ ایک اور مشہور تابعی سعید بن اسلم بن زرعہ الکلابیؒ تھے جن کا تعلق قبیلہ بنی ربیعہ بن کلاب سے تھا آپ نے اپنے موالی سے حدیث کی روایت کی ہے جو بنی غفار سے تعلق رکھنے والے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ درسِ حدیث بھی دیا ہے' بکیر بن الاشج وغیرہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ابن ماکولا وغیرہ کا قول ہے کہ سعید بن اسلم خراسان اور سندھ کے والی تھے۔ بعض کتبِ تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ مکران کے بھی والی تھے اور وہیں آپ نے شہادت پائی ۔ جب تک آپ سرزمین مکران و سندھ پر مقیم رہے درسِ حدیث کو اپنا اولین مقصد بنائے رکھا۔ مزید حالات کیلئے ثقات لابن حبانؒ اور تاریخ الکبیر للبخاریؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۔ اسی کاروان مبلغین کے ایک اور بزرگ تابعی حضرت ابن اسید بن اخنس الثقفیؒ تھے۔ آپ نے اپنے والد اسید بن اخنس ثقفی' اپنے چچا مغیرہ بن اخنس (۴۴) اور بعض تابعین سے حدیث کی سماعت کی تھی۔ آپ اُموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں سندھ کے والی مقرر ہوئے تھے۔ آں رحمہ اللہ نے بھی سندھ کے علاقہ میں اشاعتِ حدیث کی بہت خدمت انجام دی ہے۔

(۴۳) مقدمہ لابن الصلاح مع تقیید والایضاح للعراقی ص ۲۵۸

(۴۴) ترجمہ کے لیے "اصابہ فی تمیز الصحابہ" لابن حجر ج نمبر۳ ص ۴۳۱ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲ ۔ اشاعتِ اسلام کے کارواں میں شامل ایک اور بزرگ تابعی عبدالرحمٰن بن ابو زید البیلمانیؒ تھے۔ آپ کا شمار مشاہیر تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے کبار صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عثمان بن عفان، امیر معاویہ، سعید بن زید، عمرو بن اوس، عمرو بن عصبہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے نافع بن جُبیر اور عبدالرحمٰن الاعرج وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ آپ کے دروسِ حدیث سے فیضیاب ہونے والے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے زید بن اسلم، سماک بن فضل، ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن خالد بن ابو عمران، یزید بن طلق اور آپ کے صاحبزادہ محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانیؒ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ شیخین کے علاوہ دوسرے آئمہ حدیث مثلاً" امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ وغیرہ نے آپ کی روایات کی تخریج کی ہے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "آپ کبار شعراء میں سے تھے"۔

عبدالرحمٰن بن ابو زید بیلمانی اصلاً" یمن کے رہنے والے تھے اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ایک غلام کی حیثیت سے مدینہ لائے گئے تھے بعد میں آپ نے "بیلمان" نامی مقام پر مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ اسی نسبت سے آپ کو بیلمانی کہا جانے لگا۔ "بیلمان" سندھ اور گجرات کے علاقہ کاٹھیاوار کے درمیان واقعہ ایک قصبہ ہے جس کا اصل نام "بھیلمان" ہے۔ عرب مؤرخین نے "بھیلمان" کی تعریب میں اس کو "بیلمان" کر دیا ہے۔ بھیلمان کے گردو نواح کو عبدالرحمٰن بن ابو زیدؒ نے ایک عرصہ دراز تک اپنے دروسِ حدیث سے فیضیاب کیا۔ آں رحمہ اللہ کے ترجمہ کے لئے ثقات لابن حبانؒ فتح الباری لابن حجرؒ تقریب التہذیب لابن حجرؒ میزان الاعتدال للذہبیؒ اور تحفتہ الاحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ (۴۵)

اب چند اتباع تابعین کے اسمائے گرامی اور ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے

۱ ۔ اس کاروان کے ایک بزرگ اسرائیل بن موسیٰ بصریؒ تھے۔ آپ ہندوستان میں علم حدیث کا درس دینے کی ہی غرض سے تشریف لائے اور ایک عرصہ دراز تک سندھ میں درسِ حدیث دیتے رہے آپ کو امام حسن بصریؒ، ابو حازم اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ حسین الجعفیؒ اور یحیٰی القطانؒ جیسے کبار محدثین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ صحیح بخاریؒ، سنن ابو داؤدؒ جامع ترمذیؒ اور سنن نسائیؒ میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کو محدثین کے طبقہ ششم کے ثقات

(۴۵) فتح الباری لابن حجر ج نمبر ۱۲ ص ۲۶۴، تقریب لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۴۷۷، میزان الاعتدال للذہبی ج نمبر ۲ ص ۵۵۱، تحفتہ الاحوذی للمبارکفوری ج نمبر ۲ ص ۱۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شمار کیا ہے اور "نزیل الہند" لکھا ہے۔ مگر علامہ ذہبیؒ نے مزید صراحت فرماتے ہوئے آپ کو "نزیل السند" لکھا ہے تفصیلی حالات کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ میزان الاعتدال للذہبیؒ' تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ اور فتح الباری لابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (۴۶)

۲۔ اس جماعت کے دوسرے بزرگ ابو سلیمان ایوب بن یزید بن قیس بن زرارہؒ تھے بعض لوگوں نے انہیں ابن ابی یزید بھی لکھا ہے۔ بعض مشہور تابعین سے آپ کو حدیث کی سماعت کا شرف حاصل تھا۔ آپ ایک عظیم المرتبت خطیب' ممتاز محدث اور ادیب تھے' فصاحت و بلاغت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ حجاج بن یوسف کے دور میں آپ نے ہندوستان کے بہت سے علاقوں اور بالخصوص پنجاب' سندھ اور مکران وغیرہ کی خوب سیاحت کی اور جہاں آپ نے قیام کیا وہاں کے لوگوں کو اپنے اخلاق و اعمال و کردار اور وسعتِ علم سے متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔ ۸۴ھ میں حجاج بن یوسف نے آں رحمہ اللہ کو قتل کروا دیا تھا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

ابو سلیمان کے تفصیلی ترجمہ کے لئے میزان الاعتدال للذہبیؒ ضعفاء والمتروکین لابن الجوزیؒ اور ابن خلکانؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں"۔ (۴۷)

۳۔ اسی قافلۂ محدثین کے ایک اور بزرگ جنہوں نے سرزمین ہند کو اپنے ورود سے سرفراز فرمایا ابو محمد رجاء بن السندیؒ تھے۔ امام ابن حجر عسقلانیؒ نے "تقریب التہذیب" میں انہیں ابو محمد رجاء "السندی" لکھا ہے(۴۸) مگر "تہذیب التہذیب" میں انہی بزرگ کا نام "ابو محمد رجاء بن السندی" لکھا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے' واللہ اعلم۔ سندھ میں آکر مستقل سکونت اختیار کر لینے کے باعث ہی آپ "السندی" کہلائے۔ صحیح بخاریؒ میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ نے آپ کو طبقہ دہم کے "صدوق" محدثین میں شمار کیا ہے۔ سرزمینِ سندھ میں آپ نے حدیث کی جو خدمت انجام دی اس کی تفاصیل کتب میں موجود ہیں۔

۴۔ اس سعید جماعت کے ایک بزرگ عبدالرحمٰن بن ابو زید سیلمانی کے فرزند محمد بن عبدالرحمٰن سیلمانیؒ بھی تھے جنہوں نے اپنے والد کے بعد سندھ کی مسندِ درس سنبھالی تھی۔

---

(۴۶) تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۴۴' میزان الاعتدال للذہبی ج نمبر ۱ ص ۲۰۸' تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج نمبر ۳ ص ۲۴۳' فتح الباری لابن حجر ج نمبر ۱۳ ص ۶۵

(۴۷) میزان الاعتدال للذہبی ج نمبر ۱ ص ۲۹۵' ضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ج نمبر ۱ ص ۱۳۴

(۴۸) تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی ج نمبر ۱ ص ۲۴۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن ابو زید سلمانیؒ سے حدیث کی سماعت کی تھی - آپ سے روایت کرنے والوں میں صالح بن عبدالجبار الحضرمی اور محمد بن حارث الحارثی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں- محمد بن عبدالرحمٰن سلمانی اپنے وقت کے ایک نامور محدث تھے ' سنن ابن ماجہؒ اور سنن ابو داؤدؒ میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں- امام ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کو محدثین کے طبقہ ہفتم میں شمار کیا ہے بعض ائمہ جرح والتعدیل نے آپ کو ضعفاء میں شمار کیا ہے- مزید حالات زندگی کے لئے میزان الاعتدال للذہبیؒ جرح و التعدیل لابن ابی حاتمؒ مجروحین لابن حبانؒ کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ "تقریب التہذیب" لابن حجرؒ کشف الحثیث للحلبیؒ ضعفاء والمتروکین للنسائیؒ ضعفاء والمتروکین للدار قطنیؒ ضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ضعفاء الصغیر للبخاریؒ تاریخ الکبیر للبخاریؒ اور تاریخ الصغیر للبخاریؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں- (۴۹)

۵ - ہندوستان تشریف لانے والے ایک اور بزرگ محدث ربیع بن صبیح السندی البصریؒ تھے آپ خلیفہ مہدی عباسی کے عہد میں بغرض اشاعت اسلام ہندوستان آئے اور مستقلاً یہیں بس گئے- رامہرمزیؒ کا قول ہے کہ "آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حدیث کے موضوع پر پہلی مبوّب کتاب تصنیف فرمائی تھی"- آپ کو امام حسن بصریؒ ' مجاہدؒ اور یزید الرقاشیؒ وغیرہ سے سماعتِ حدیث کا شرف حاصل تھا- آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں ابن مہدی' عاصم بن علی' آدم اور علی بن الجور جیسے کبار محدثین شامل ہیں - امام بخاریؒ نے معلقاً اور امام ترمذیؒ و ابن ماجہؒ نے آپ سے مروی احادیث کو قبول کیا ہے- شعبہؒ کا قول ہے کہ "آپ سادات المسلمین میں سے تھے"- امام ابن حجر عسقلانیؒ نے انہیں محدثین کے طبقہ سابعہ میں شمار کیا ہے-

اگرچہ ہندوستان میں آپ کی آمد کا مقصد درس و تدریس تھا لیکن آپ نے یہاں غزوہ ہند(فتح ارید) میں باقاعدہ شرکت کی تھی چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "کَانَ رَجُلاً غَزَّاءً"

(۴۹) میزان الاعتدال للذہبی ج نمبر ۳ ص ۶۱۷' جرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج نمبر ۳ ص ۴۱۱' مجروحین لابن حبان ج نمبر ۲ ص ۲۶۴' کامل فی الضعفاء لابن عدی ج نمبر ۲ ص ۲۱۸۷' تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۱۸۲' کشف الحثیث للحلبی ص ۳۸۶' ضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ نمبر ۵۲۶' ضعفاء والمتروکون للدار قطنی ترجمہ نمبر ۴۵۴' تاریخ الکبیر للبخاری ج نمبر ۱ ص ۲۶۳' تاریخ الصغیر للبخاری ج نمبر ۲ ص ۱۰۹' ضعفاء الصغیر للبخاریؒ ترجمہ نمبر ۳۲۹' ضعفاء الکبیر للعقیلی ج نمبر ۴ ص ۱۰۱

(۵۰) تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۱ ص ۲۴۵ میزان الاعتدال للذہبی ج نمبر ۲ ص ۴۱ تحفۃ الاحوذی للمبارکپوری ج نمبر ۴ ص ۸۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے ۱۶۰ھ میں انتقال فرمایا اور سندھ میں مدفون ہوئے۔ مزید تفصیلات کے لئے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ تاریخ الخلفاء، ابجد العلوم للنواب صدیق حسن خانؒ اور تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ (۵۰)

۶ - ہندوستان تشریف لانے والے ایک بزرگ ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن السندی الھاشمی بھی ہیں - آپ کو قرظیؒ سعید بن ابی سعیدؒ ہشامؒ، حویرثؒ، مقبریؒ، ابن منکدرؒ اعمشؒ اور محمد بن قیسؒ وغیرہ سے شرفِ سماعتِ حدیث حاصل ہے۔ آپ سے حدیث کی روایت کرنے والے محدثین میں بشر بن ولید، محمد بن بکار، ابو ربیع الزھرانی اور آپ کے فرزند محمد بن ابو معشر وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں - امام ابن حجر عسقلانیؒ نے آپ کو محدثین کے طبقہ ششم میں شمار کیا ہے۔ آپ سے مروی احادیث کو بجز شیخینؒ کے متعدد ائمہ حدیث مثلاً سعید بن منصورؒ اور عبدالرزاقؒ وغیرہ نے قبول کیا ہے۔ سندھ میں ایک عرصہ تک آپ نے علمِ حدیث کا درس دیا تھا - ۱۷۰ھ میں آپ نے وفات پائی تھی مزید تفصیلی ترجمہ کے لئے تاریخ یحییٰ بن معینؒ تاریخ الکبیر للبخاریؒ تاریخ الصغیر للبخاریؒ ضعفاء الصغیر للبخاریؒ کنیٰ للمسلمؒ معرفۃ التاریخ للبستویؒ ضعفاء والمتروکین للنسائیؒ جرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ کنیٰ للدولابیؒ کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ضعفاء الکبیر للعقیلیؒ مجروحین لابن حبانؒ ضعفاء والمتروکین للدار قطنیؒ تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ میزان الاعتدال للذہبیؒ تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ سوالات محمد بن عثمانؒ تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ فتح الباری (شرح صحیح البخاری) للامام ابن حجر عسقلانیؒ اور تحفۃ الاحوذی (شرح جامع الترمذیؒ) للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوریؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (۵۱)

---

(۵۱) تاریخ یحییٰ بن معین ج ۳، ص ۱۶۰، ۲۰۴، ۲۵۵، تاریخ الکبیر للبخاری ج نمبر ۴ ص ۱۱۴، ضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ نمبر ۳۸۰، کنی للمسلم نمبر ۹۶، معرفۃ والتاریخ للبستوی ج نمبر ۳ ص ۱۷۱، ۲۰۶، ضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ نمبر ۵۹۰، جرح و التعدیل لابن ابی حاتم ج نمبر ۴، ص ۴۹۳، کنیٰ للدولابی ج نمبر ۲ ص ۲۰۲، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج نمبر ۷ ص ۲۵۱۶، ضعفاء الکبیر للعقیلی ج نمبر ۴ ص ۳۰۸، مجروحین لابن حبان ج نمبر ۳ ص ۶۰، ضعفاء و المتروکین للدار قطنی ترجمہ نمبر ۵۵، تاریخ بغداد للخطیب ج نمبر ۱۳ ص ۴۳۰، میزان الاعتدال للذہبی ج نمبر ۴ ص ۲۴۶، تہذیب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۱۰ ص ۴۲۱، تقریب التہذیب لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۲۹۸، فتح الباری لابن حجر ج نمبر ۲ ص ۱۷۱ ج نمبر ۳ ص ۳۷۵ ج نمبر ۴ ص ۱۱۳ ج نمبر ۵ ص ۱۹۷، ۲۷۸ ج نمبر ۸ ص ۱۶ ج نمبر ۹ ص ۴۰۵ ج نمبر ۱۳ ص ۵۵، سوالات محمد بن عثمان ص ۱۰۰ تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج نمبر ۱ ص ۲۳۴، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج نمبر ۱ ص ۲۷۹ ج نمبر ۳ ص ۱۹۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ ہمیں بعض ایسے بزرگ بھی نظر آتے ہیں جو اپنے قلوب میں ہندوستان آنے کی شدید تڑپ اور خواہش رکھتے تھے مگر بعض عوارض کے باعث یہاں تشریف نہ لا سکے، مثال کے طور پر حضرت انس بن مالکؓ کے ایک شاگرد حباب بن فضالہ الذہلی الیمامیؒ تابعی کا نام نامی پیش پیش ہے۔ آپ کو حضرت انس بن مالکؓ سے، آپ سے احمد بن محمد الازرقی المکیؒ وغیرہ کو سماعتِ حدیث کا شرف حاصل رہا ہے۔ آپ کے ہندوستان تشریف لانے کی شدید خواہش کا تذکرہ امام ذہبیؒ نے "میزان الاعتدال" میں انہی کی زبانی یوں قلمبند کیا ہے۔

> "میں بصرہ آیا اور حضرت انسؓ سے ملاقات کی۔ عرض کیا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں، آپ سے اجازت کا طالب ہوں۔ آں رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کس جگہ جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہندوستان، پوچھا کہ: کیا تمہارے والدین یا ان میں سے کوئی بحیات ہے؟ میں نے عرض کیا: دونوں بقیدِ حیات ہیں۔ آپؓ نے پھر سوال کیا کیا وہ تمہارے گھر سے چلے جانے پر رضامند ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں، بلکہ خفا ہیں میرے والد نے مجھ پر زیادتی کی، وہ امیر کے پاس گئے اور امیر نے مجھے سفر سے روک دیا ہے۔ حضرت انسؓ نے پھر پوچھا: تجھے دنیا مطلوب ہے یا آخرت کی بھلائی؟ میں نے عرض کیا دونوں۔ تو انہوں نے فرمایا پس تو گھر لوٹ جا اور اپنے والدین کے ساتھ رہ کر ان کے ساتھ بھلائی کر، اس سے بڑھ کر کوئی اور بہتر کام تجھے نہ مل سکے گا"۔ (۵۲)

یہ تھا دوسری صدی ہجری تک ہندوستان تشریف لانے والے محدثین عظام میں سے تقریباً چالیس نفوسِ قدسیہ کا مختصر سا تعارف۔ اس دوران ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگ ہندوستان پر جلوہ افروز ہوئے جن کے حالات، تاریخ، سیَر اور رجال کی کتب میں مرقوم اور مزید تحقیق و تتبع کے متقاضی ہیں۔ دوسری صدی ہجری کے بعد بھی بزرگانِ دین کے ورودِ مسعود کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا جن کے علوم سے باشندگانِ ہند مستقل فیضیاب ہوتے رہے پھر جن بزرگوں نے ان دو صدیوں کے دوران ہندوستان کے باشندوں کو علم حدیث سے روشناس کرایا تھا خود ان کے مقامی تلامذہ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تیار ہو چکا تھا، جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلا اور وہاں کے غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کرنے نیز

(۵۲) میزان الاعتدال للذہبی ج نمبر ۱ ص ۴۴۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم حدیث کی ترویج و اشاعت میں مصروفِ عمل ہو گیا اس دوران جگہ جگہ درس حدیث کے لئے بڑے بڑے دینی مراکز اور طالبانِ حدیث کے بے شمار حلقے قائم ہوئے۔ جا بجا مساجد بھی تعمیر ہوئیں جن کے آثار خستہ حالت میں آج بھی پاک و ہند کے متعدد گوشوں میں اپنے شاندار ماضی کی یاد تازہ کرنے کے لئے موجود ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ ہندوستان میں اسلام پہلی صدی ہجری کے اوائل ہی میں داخل ہو گیا تھا اور مسلسل وسعت پذیر تھا۔ اسکی اشاعت و مقبولیت کی وجہ جہاں اسلامی فتوحات ہیں، وہیں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور محدثین عظام نے اسلام کی اشاعت کے لئے اپنے مال اور اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا تھا۔ اس اہم مقصد کے حصول کے لئے اپنے اعزاء و اقرباء یا وطن عزیز کو خیرباد کہنا ان کے نزدیک کوئی معنی نہ رکھتا تھا۔

ہندوستان کے شمال مغربی خطہ میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے ساتھ ساتھ جنوب مغربی سواحل پر بھی اسلام کے انوار و برکات کا ترشح اولین دور صحابہؓ سے مسلسل ہوتا رہا ہے۔ عرب تاجروں کے علاوہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی ایک قابل لحاظ تعداد کو چین، کالی کٹ، گوا (GOA) کوکن، اور دیگر مالا باری علاقوں میں آئی اور علم حدیث کے فروغ کے لئے یہیں بس گئی۔ ان بزرگوں کی مساعیٔ جمیلہ سے گردو نواح کی بے شمار مخلوق مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آج بھی ان علاقوں میں ان بزرگوں کی قبریں، انکی تعمیر کردہ مساجد و مدراس کے خستہ آثار نظر آتے ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ "مدراس کے نزدیک محمود بندر کے مقام پر دو صحابہ کرام کے مزارات موجود ہیں"۔ (۵۳)

ہندوستان کے ایک مشہور ہندو مورخ ڈاکٹر تارا چند اپنے مضمون "برصغیر میں اشاعتِ اسلام" کے تحت تحریر فرماتے ہیں: "کولم میں میتا کیوں کے نام کے قبرستان میں علی بن عثمان کی قبر پر ۱۶۶ھ (۷۸۳ء) کا کتبہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی (عیسوی) میں مالا بار کے ساحل پر مسلمان آباد ہو گئے تھے"۔ (۵۴)

چونکہ ہندوستان کے ان علاقوں میں عرب مسلمانوں کی آمد بغرض جہاد نہ تھی اس لیے یہاں آنے والے بزرگوں کی تبلیغ و اشاعت اسلام کی رفتار نسبتاً" سست رہی ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اسلام کی توسیع و ترویج کا کام تقریباً" ابتدائی تین صدیوں تک بحسن و خوبی چلتا رہا جسے بلاشبہ ہندوستانی اسلامی تاریخ کا سنہرا

(۵۳) سہ ماہی فکر و نظر ماہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۸ء
(۵۴) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ج نمبر ۱۵ عدد نمبر ۱۰ ص ۴۹ ماہ جولائی ۱۹۸۵ء بشکریہ "دعوت" دہلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کہا جا سکتا ہے۔ اس امر کی شہادت بھی ہندو مورخ ڈاکٹر تارا چند کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"نویں صدی (عیسوی) کے بعد سے اسلام کا اثر دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ مسعودی نے ۹۱۶ء (یعنی تقریباً "۲۹۴ھ) میں ہندوستان کا سفر کیا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ چولی میں دس ہزار سے زائد مسلمان آباد تھے۔ ان کا ایک سردار تھا جسے پرامہ کہتے تھے۔ ابو ولادت مستمر بن المهلهل بھی چولی کی مسجدوں کا ذکر کرتا ہے"۔ (۵۵)

ہندوستانی اسلامی تاریخ کے اس سنہرے دور کے بعد پھر اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوتا نظر آتا ہے۔ شمال مغربی سرحد پر واقع پہاڑی دروں کے راستہ سے سلطان سبکتگین اور سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کی غیر مسلم ریاستوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور ان پر متعدد بار حملے کئے محمود غزنوی کا سترہواں حملہ ۴۹۳ھ میں سومنات کے مندر پر ہوا جو اس کا سب سے بڑا اور کامیاب حملہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ وہی تاریخی مندر ہے جسے محمود غزنوی کے سترہویں حملہ کے بعد ہندوستان کے سیاسی قائدین نے آزادی ہند (۱۹۴۷ء) کے فوراً بعد ہندو رعایا کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی غرض سے از سرنو تعمیر کروایا ہے۔

مشہور اسلامی مورخ ابوالفداء عمادالدین ابن کثیرؒ محمود غزنوی کے اس حملہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: (۵۶)

وقد غزا الملك الكبير الجليل محمود صاحب غزنة فی حدود اربعماة بلاد الهند فدخل فيها وقتل وسرد دخل السومنات وكسر الند الاعظم الذى يعبدونه ثم رجع سالماً مويدا منصورا ...... الخ

محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملوں کے متعلق مورخ توقیر پاشا بیان کرتے ہیں

"_____ اب سلطان محمود کے حوصلے بہت بلند ہو گئے اور اس نے ہندوستان پر حملہ کرنے کے بارے میں سوچا۔ اس نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے اور ان حملوں کو اپنے جہاد کا نام دیا۔ اس سے مسلمان اس کے ہمدرد و مددگار بن (۵۷) گئے اور

"_____ محمود نے جب یہ دیکھا کہ اس کے سپاہیوں کا جوش ختم ہو رہا ہے تو انہیں جوش دلا کر اسلام پر فدا ہونے

(۵۵) ایضاً

(۵۶) بدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج نمبر ۶ ص ۲۲۳

(۵۷) تاریخ ہند مصنفہ توقیر پاشا ص ۱۳۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کہا چنانچہ محمود کے سپاہی بڑی بہادری سے لڑے اور
ہندوؤں کو شکست دی "۔ (۵۸)

بعض متعصب اور اسلام دشمن مورخین کا دعوئی ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر صرف اپنی دولت میں اضافہ کرنے کی غرض سے یکے بعد دیگرے سترہ حملے کئے تھے۔ اسے مسلمانوں یا اشاعتِ اسلام سے کوئی سروکار نہ تھا۔ افسوس کہ انہی لوگوں کی اتباع میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کے سابق استاد پروفیسر خلیق احمد نظامی اپنی کتاب "*RELIGION AND POLITICS*" (مذہب اور سیاست) کے ایک مقام پر لکھتے ہیں :

"محمود نے اپنے معرکوں میں ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کا خون بہایا تھا۔ اس نے درحقیقت مذہب جو اس دور کی ایک بڑی سماجی طاقت تھا، کا سارا صرف اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے لیا تھا"۔

اسی طرح جناب یوسف حسین صاحب "*INDO MUSLIM POLITY*" (ہندوستانی مسلم سیاست) میں لکھتے ہیں

"اس کے لئے وہ تمام لوگ میدان جنگ میں تھے جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے تھے خواہ وہ ہندو ہوں یا کہ مسلمان"۔

حالانکہ اس قسم کی تمام باتیں قطعی بے بنیاد، صریح تعصب پر مبنی، لغو اور محتاجِ دلیل ہیں حقیقت یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی نہایت اعلیٰ کردار اور اسلامی اقدار کا حامل تھا۔ ہندوستان پر حملوں کا اصل محرک اس کا جذبہ اور اس خطہ سے کفر و شرک کی ضلالت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا مصمم ارادہ تھا۔ مورخ توقیر پاشا سلطان محمود غزنوی کے اوصافِ حمیدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

"ـــــ محمود اعلیٰ درجہ کا منصف مزاج بھی تھا اور ہر ایک کے ساتھ پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ مظلوموں اور عاجزوں کی مدد کرنے کے لئے وہ ہر وقت تیار رہتا تھا اور اپنے افسروں اور حاکموں کی خطاؤں سے درگزر کرتا تھا۔ وہ پکا سُنّی مسلمان تھا۔ پانچ وقت کی نماز اور رمضان میں روزے رکھنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ وہ رمضان کے مہینے میں

(۵۸) ایضاً" ص ۱۴۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ بھی ادا کرتا تھا یعنی اپنی دولت کا اڑھائی فیصدی حصہ غریبوں میں خیرات کر دیتا تھا۔ مگر وہ تعصب سے کوسوں دور تھا ——— محمود حالانکہ ناخواندہ اور بے پڑھا لکھا انسان تھا مگر عالموں اور پڑھے لکھے لوگوں کی بیحد عزت کرتا تھا اس کا دربار اپنے وقت کے عالم اور قابل لوگوں سے بھرا رہتا تھا۔ البیرونی محمود کے دربار کا زبردست عالم تھا۔ یہ مورخ، فلاسفر، نجومی، طبیب غرض کہ سب کچھ تھا۔ وہ محمود کے ساتھ ہندوستان آیا اور یہاں کے حالات قلمبند کئے ———" (۵۹)

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ مجاہدِ اسلام سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر ان پے درپے حملوں سے ہندوستان کے ماحول پر زبردست اثر پڑا تھا۔ ایک طرف تو ان غیر مسلم ہندوستانیوں کے لئے بھی اسلام کوئی اجنبی دین نہ رہا جن تک صحابہ کرام، تابعین، اتباع تابعین اور ان کی تلامذہ کی رسائی نہ ہوئی تھی اور دوسری طرف ہندوستان کے شمالی خطوں میں آباد تمام مسلمان اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ آزاد اور محفوظ سمجھنے لگے تھے کیونکہ بقول ایک انگریز مورخ اسٹین کونو (STEN KONOW)

"شمالی ہند میں جو مسلمان آباد تھے ان پر ہندو راجاؤں نے ٹیکس لگا رکھا تھا"۔ (۶۰)

سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملوں کے ان ثمرات کے ساتھ یہ بات بھی اپنی جگہ قطعی درست ہے کہ اس دور کے بعد ہی ہندوستان میں اسلام رفتہ رفتہ اپنی ہیئت و مرکزیت کھونے لگا۔ پہلا مسلم دانشور جس نے اہل اسلام کو ہندوانہ تصوف (ویدانت وغیرہ) سے روشناس کرایا سلطان محمود غزنوی کا ہی ایک درباری عالم ابوریحان البیرونی تھا۔ اس نے ضلع جہلم (پنجاب) کے پنڈتوں سے سنسکرت زبان سیکھی۔ پھر ہندوؤں کی بہت سی اہم کتابوں کا عربی اور فارسی میں ترجمہ کیا۔ انہی تراجم سے ہندوستانی مسلمان پہلی بار اپنشدوں اور یوگ وغیرہ کی تعلیمات سے آشنا ہوئے۔ اس کے علاوہ سلطان محمود کے فوجیوں کے ذریعہ ہی ہندوستان میں یونانی فلسفہ بھی پہنچا جو عباسی خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں یونانی کتب فلسفہ عربی میں مترجم ہونے کے باعث کافی مقبول ہو چکا تھا۔ ان چیزوں کی درآمد سے قبل تک ہندوستان میں مسلمان صرف کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ہی واقف تھے۔ مگر ہندوانہ تصوف اور فلسفہ نے رفتہ رفتہ علوم شریعت کی جگہ لینی شروع کر دی

(۵۹) ایضاً، ص ۱۲۹

(۶۰) "EPIGRAFIA INDICA" BY STEN KONOW

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بالآخر ہندوستانی مسلمان ان تمام خرافات میں بری طرح مبتلا ہو کر رہ گئے۔

محمود غزنوی کے بعد چھٹی صدی ہجری میں سلطان محمد غوری کے حملوں نے بھی ہندوستان میں مسلمانوں کو سیاسی و معاشرتی طور پر کافی تحفظ اور وقار بخشا، یہی وجہ ہے کہ اس دوران مسلمان ہندوستان کے طول و عرض کے ہر ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت ہندوستان کے مختلف مقامات پر پائی جانے والی اس دور کی قبریں اور مساجد ہیں مثال کے طور پر بہرائچ میں سید سالار کی قبر، بدایوں میں میران ملہم کی قبر، بلگرام میں خواجہ مجدالدین کی قبر، اناؤ (آسیوان) میں گنج شہیداں، مانیر (MANER) میں امام تقی فقیہ کی قبر اور علی گڑھ میں محمود غزنوی کی تعمیر کردہ کالی مسجد وغیرہ۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین بیان کرتے ہیں کہ

> "یہ تمام قبریں جو یوپی، بہار، بنگال، سندھ اور پنجاب وغیرہ کے مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں محمد غوری کے ہندوستان پر حملے سے قبل کی ہیں۔

ایک ہندو مورخ آر ایس ترپاٹھی "THE HISTORY OF QANNOUJ" (تاریخِ قنوج) میں لکھتا ہے

> "جدید مورخین نے ثابت کر دکھایا ہے کہ مسلمانوں کی بستیاں قنوج میں ترک کی فتوحات سے قبل بھی موجود تھیں"۔

ہندوستان پر محمد بن قاسم، سبکتگین، محمود غزنوی اور محمد غوری کے حملوں کے بعد یعنی ۱۲۰۶ء تا ۱۵۲۶ء دہلی کے تخت پر پہلے کچھ ترکی النسل غلام حکمران رہے، بعد ازاں کچھ افغان خاندان (خلجی اور لودھی وغیرہ) پھر ۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء مغل بادشاہوں کا دور حکومت رہا لیکن افسوس کہ ان حکمرانوں میں سے (الا ماشاء اللہ) اکثر نے توسیع و اشاعت اسلام کا مقدس فریضہ کماحقہ انجام نہیں دیا۔ انہیں تو فقط کشور کشائی، اپنے اقتدار اور عیش طلبی سے غرض تھی۔ ورنہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو ہندوستان پر حکومت کرنے کی تقریباً" آٹھ صدیوں کی جو طویل مہلت عطا کی تھی وہ پورے ہندوستان کو مسلمان بنا لینے کیلئے کسی طرح بھی ناکافی نہ تھی۔ تاریخ کے اسباق بتاتے ہیں کہ جب یہودیوں کو بخت نصر نے اپنا غلام بنا کر رکھا تو صرف اسّی سال کے مختصر عرصہ میں وہ اپنی اور اپنے مذہب کی ہر شناخت فراموش کر چکے تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں ہندومت آٹھ سو سال بعد بھی نہ صرف زندہ بلکہ کافی تندرست و توانا باقی رہا؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں اسلام کے فروغ کو جہاں ویدانتی تصوف و فلسفہ وغیرہ کی یلغار اور اربابِ اقتدار کی بے حسی سے نقصان پہنچا وہیں ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ غلام اور افغان خاندانوں کے اکثر درباری اور سپاہی علاقہ' ماوراء النہر سے تعلق رکھتے تھے جہاں پہلے ہی سے ایک طرف دینی مدارس میں حنفی فقہ' اشعری و ماتریدی عقائد' یونانی فلسفہ و منطق اور ان سب کے معجون مرکب علم کلام کا دَور دَورہ تھا تو دوسری طرف خانقاہوں میں وحدتُ الوجود' وحدتُ الشہود اور حلول وغیرہ کا سکہ رائج تھا۔ لہٰذا غلام و افغان خاندانوں کے ادوارِ حکمرانی میں ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کی بنیاد قرآن و حدیث کی تدریس و تعلیم کو بدل کر شدید حنفیت اور وجودی تصوف کے ستونوں پر استوار کی گئی ـــــ پھر اوائلِ عہد مغلیہ میں ایران سے سرکاری و غیر سرکاری سطح پر شیعیت کی درآمد کے ساتھ ہندوستان میں گویا مشرکانہ عقائد و خیالات' بدعات و رسومات کا ایک ناپید کنار سیلاب امڈ آیا اور مسلمان رفتہ رفتہ اپنی باقی ماندہ اسلامی روایات و اقدار بھی کھونے لگے۔

مغل بادشاہ اکبر کے دور حکومت میں تو ہندوستان میں اسلام پر انتہائی غربت اور شدید بے کسی اور کسمپرسی کی حالت طاری ہو گئی تھی۔ اس کے جاری کردہ "دینِ الٰہی" (دین گمراہی) نے دین محمدی کی کامل بیخ کنی کرنے اور اسے سرزمین ہند سے ملک بدر کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ ابوریحان البیرونی کے بعد جلال الدین محمد اکبر ہی وہ شہنشاہ گزرا ہے جس نے ہندوؤں کی مقدس کتب مہابھارت' رامائن اور اسی نوع کی دوسری سنسکرت کتابوں کا اپنی سرکاری زبان یعنی فارسی میں ترجمہ کروایا۔ اس کے بعد ایک دوسرے مغل بادشاہ داراشکوہ نے ہندوانہ تصوف سے مسلمانانِ ہند کو مزید قریب کرنے کے لیے بنارس کے ہندو پنڈتوں کی مدد سے اپنشدوں کا فارسی ترجمہ کروایا اور اس کا نام "سراکبر" رکھا وہ خود اس کے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ "قرآن کریم میں جس "کتابٌ مکنون" کا ذکر آیا ہے وہ اپنشد ہی ہیں۔ اس نے یوگ بششٹ کا فارسی ترجمہ "منہاج السالکین" کے نام سے کروایا۔ ان کتابوں میں وحدتُ الوجود کا فلسفہ پوری شدومد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے علامہ اقبال نے اکبر اور داراشکوہ کے الحاد کو اشعار کی صورت میں یوں بیان کیا ہے۔ ع

تخم الحاد کہ اکبر پرورید — باز اندر فطرت دارا دمید
شمع دل در سینۂ ہاروشن نبود — ملت ما از فساد ایمن نہ بود

(رموزِ بیخودی)

ایک طرف ہندوستان میں کفر و الحاد کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف شیعیت' باطنیت اور تصوف کے خانوادوں نے بھی اسلام کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ یہ تمام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیاء وحدۃ الوجود' وحدۃ الشہود اور حلول کے علمبردار تھے - ان کی مجلسوں میں قال اللہ وقال الرسول کے درس کے بجائے فقرو زہد' توکل و مجاہدہ' کشف و کرامات' جذب و مستی' کیف و سرور' وجد و رقص' ذکر و مراقبہ' تزکیہ نفس و مشاہدہ حق' وصل و ہجر' سکرو صحو' سماع و قوالی' ولایت و قطبیت' اوراد اور تصور شیخ' فنافی اللہ اور فنافی الشیخ وغیرہ کی گونجیں سنائی دیتی رہیں- ان صوفیاء نے کہیں توکل کی غلط تعلیم دی تو کہیں تدبیر و تقدیر کے مسائل میں الجھا کر مسلمانوں کو تقدیر پر شاکر رہنا سکھایا-کبھی مجاہدہ و ریاضت کے نام پر ترکِ دنیا کی تلقین کی تو کبھی رہبانیت کو راہ بتا کر "لَارَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ" (۶۱) "اِنَّ الرَّهْبَانِيَّةَ لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْنَا" (۶۲) اور "اِنِّي لَمْ أُومَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ" (۶۳) کی کھلے بندوں خلاف ورزی کی گئی-

پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ایمان و عقائد پر بھی زبردست ضرب لگائی یہاں تک کہ اسلام جسکی بنیاد توحید پر تھی اس کو اس قدر کھوکھلا کر دیا کہ دین کی پوری عمارت ہلکے سے دھکے میں سرنگوں ہو جانے کے قابل ہو کر رہ گئی- کہیں مرشد کو پیر کی زندگی میں اور مرنے پر اس کی قبر کو سجدہ کرنے کی تعلیم دی گئی تو کہیں مرشد سے پیر کے نام کا کلمہ پڑھوایا گیا- کہیں نذرو نیاز لغیر اللہ کو جائز ہی نہیں بلکہ باعثِ اجرو ثواب بتا کر بہ یک کرشمہ دوکار یعنی مسلمانوں کے دین و مال کی بربادی اور داعیان تصوف کی شکم پر ی کا سامان کیا گیا اور کہیں "وما اُهل به لغير الله" (۶۴) کو حلال و طیب بتایا گیا تو کہیں استغاثہ عن المخلوق کو عین اسلامی حکم قرار دیا گیا- الغرض تصوف نے ہر ہر طرح خدا پرست مسلمانوں کو مخلوق پرست انسان بنا کر دائرہ شرک میں داخل کر دیا-

یہ تصوف کیا ہے؟ اور اسلام سے اس کا کیا ربط و تعلق ہے؟ ---- یہ ایک الگ بحث ہے اس بارے میں راقم گاہے بگاہے اپنے سابقہ مضامین میں ضمناً" لکھتا رہا ہے علامہ اقبال کے الفاظ میں مختصراً" اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے

"میرے نزدیک تصوفِ وجودی مذہب اسلام کا کوئی جزو
نہیں بلکہ مذہب اسلام کے خلاف ہے اور یہ تعلیم غیر مسلم
اقوام سے مسلمانوں میں آئی ہے"- (۶۵)

اور

(۶۱) مسند احمد ج نمبر۶ ص ۲۳۶ (۶۲) ایضاً"
(۶۳) دارمی کتاب النکاح باب نمبر ۲
(۶۴) سورہ البقرہ ۱۷۳
(۶۵) خطوط اقبال مرتبہ رفیع الدین ہاشمی ص ۱۲۷ شائع کردہ مکتبہ خیابان ادب لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ تصوف کا وجود ہی سرزمین اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے جس نے عجمیوں کی دماغی آب و ہوا میں پرورش پائی ہے"۔ (۶۶)

صوفیاء پر شیطان نے کس کس طرح غلبہ پایا ہے اس کا مفصل ذکر علامہ ابوالفرج ابن الجوزی حنبلی بغدادیؒ ' (۵۹۷ھ) نے اپنی مشہور کتاب "تلبیس ابلیس" میں کیا ہے (۶۷) جس کا اردو ترجمہ راقم کے پرنانا مولانا عبدالحق الموی (اعظم گڑھی) نے "تجنیسِ تدلیس" کے نام سے کیا تھا یہ ترجمہ پہلے مطبع فاروقی دہلی سے ۱۳۲۳ھ میں طبع ہوا پھر میر محمد کتب خانہ کراچی سے متعدد بار طبع ہو کر اہلِ علم طبقہ میں مقبول ہو چکا ہے۔

ایک انگریز مصنف لوتھراپ اسٹاڈرڈ (Lothrap Sta derd) ہندوستان میں تصوف کی حشر سامانیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے

"دیگر تمدنی امور کی طرح مذہب کی حالت بھی بیحد پستی میں تھی تصوف کے توہمات نے اسلامی تعلیم توحید کو بری طرح مات دے دی تھی' مساجد ویران پڑی تھیں' جاہل عوام ان سے دور بھاگتے تھے۔ تعویذ گنڈے اور مالا کے چکر میں پڑ کر اور بے ہودہ اور نیم دیوانے فقیروں سے بھلائی پہنچانے کی امید میں اعتقاد رکھتے تھے۔ بڑے بڑے گنبد والی قبروں پر زیارت کے لئے جاتے تھے اور انکی پرستش اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کرنے والے تصور کر کے کرتے تھے۔ ان جاہلوں کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی و برتری کے باعث اس کی بارگاہ میں بلاواسطہ و ذریعہ کے کوئی دعا قبول ہو ہی نہیں سکتی۔ قرآن شریف کی تعلیم سے نہ صرف یہی کہ بے اعتنائی برتی جاتی تھی بلکہ اس کی خلاف ورزی کھلے بندوں کی جاتی تھی۔ شراب نوشی اور افیون کا استعمال آزادانہ ہوتا تھا۔ زنا اور فواحش شرمناک حد تک ترقی کر گئے تھے ـــــ الخ" (۶۸)

(۶۶) اقبال نامہ ج نمبر ا ص ۷۸' رسالہ معارف ج نمبر ۴ ص ۷۳ ماہ اپریل ۱۹۵۴ء

(۶۷) تلبیس ابلیس لابن الجوزی مع تجنیس تدلیس ص ۲۴۸-۳۸۹

(۶۸) نیو ورلڈ آف اسلام ص ۲۰-۲۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو دینی تعلیمات سے دور کر کے محوِ خواب کرنے کے لئے تصوف بہترین نسخہ ثابت ہوا۔ اس کی افیونی تاثیر سے تقریباً" پوری قوم بہت جلد گراں خوابی میں مبتلا ہو گئی جس نے نتیجتہ" ان کے ذوقِ عمل کو قطعاً" برباد کر کے چھوڑا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' جو خود بھی تصوف سے حد درجہ متاثر بلکہ اس کے مداح ہیں' اس امر کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں

> "ان تمام سلاسل میں وحدت الوجود کو گویا اصولِ موضوعہ کی حیثیت حاصل تھی اور اس کے زیر اثر کیف و سرور' جذب و مستی اور وجد و رقص کا ذوق و شوق بڑھ رہا تھا اور فنا فی اللہ کو شغل و سلوک کے منتہائے مقصود کی حیثیت حاصل ہو رہی تھی جس کے باعث قویٰ مضمحل ہو رہے تھے اور جذبہ جہاد تو دور رہا جذبۂ عمل بھی سرد پڑتا جا رہا تھا"۔ (۶۹)

یہ تھیں وہ تمام دینی خدمات' جو صوفیاء نے ہندوستان میں اپنے وردِ غیر مسعود و غیر مشکور کے بعد انجام دی تھیں۔ جماعت حزب اللہ پاکستان کے مؤسس جناب ڈاکٹر مسعود الدین مرحوم نے کیا ہی عمدہ اور مبنی برصداقت بات کہی ہے۔ (۷۰)

> "آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا (برصغیر) میں پایا جاتا ہے وہ انہیں حضرات کا ایجاد کردہ ہے' قرآن و حدیث کے دین سے بالکل الگ' یکسر ممتاز' دینِ بندگی کے بجائے دینِ خدائی"۔

پروفیسر آرنلڈ سے تو ہمیں شکایت نہیں لیکن نہ معلوم مولانا مودودی مرحوم نے کس طرح ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کی کوششوں کا سہرا صوفیاء کی جماعت کے سر ڈالنے کی کوشش کی ہے؟ مولانا کے جملے پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یا تو ان کے اندر پوشیدہ ان کی آبائی مودودیت کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی تھی یا پھر مولانا نے نہ ہندوستانی اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا تھا اور نہ ہی کبھی تصوف کو سمجھنے کی کوشش کی تھی واللہ اعلم۔

---

(۶۹) ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج نمبر ۶ عدد نمبر ۲ ص ۴۲

(۷۰) توحید خالص قسط اول مصنفہ مسعود الدین عثمانی ص ۱۱۰ طبع علی گڑھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عموماً" بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں تصوف ساتویں صدی ہجری میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے ذریعہ آیا تھا جیسا کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے مندرجہ ذیل اقتباس سے مترشح ہے

"تصوف کے خانوادوں میں سے ارضِ ہند پر سب سے پہلے چشتی سلسلے نے قدم جمائے اور کم و بیش دو صوبوں تک خواجگانِ چشت ہی کا طوطی بولتا رہا۔ جیسے ہی اس سلسلے میں قدرے ضعف کے آثار پیدا ہوئے وسطی اور جنوبی ہند میں سہروردیہ اور شطاریہ سلسلوں کو فروغ حاصل ہوا اور شمال مغرب میں خصوصاً" موجودہ پاکستان کے وسطی علاقوں میں قادریہ سلسلے نے عروج پایا ۔۔" (۷۱)

لیکن یہ عام خیال ہندوستان میں تصوف کی آمد کی تاریخ سے لاعلمی پر مبنی ہے کیونکہ ہندوستان میں سب سے پہلے صوفی سید سالار مسعود (م ۴۲۴ھ) تھے جن کا مدفن بھڑائچ میں ہے' ان کے بعد علی ہجویری المعروف بداتا گنج بخش لاہوری (م ۴۶۵ھ) ہندوستان کے مشہور صوفی ہوئے۔ "کشف المحجوب" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ ان دو حضرات کے بعد تقریباً" ڈیڑھ سو سال تک کوئی معروف صوفی ہمیں نظر نہیں آتا۔ پھر پیر مکی سید عزیز الدین (م ۶۱۲ھ) کا دور آتا ہے جن کا مدفن لاہور میں ہے۔ ان کے بعد کہیں خواجہ معین الدین چشتی (م ۶۳۳ھ) کا دور آتا ہے گنج الاسرار' حدیث المعارف' دیوانِ خواجہ اور انیس الارواح' ملفوظاتِ خواجہ عثمان ہارونی آپ کی مشہور تصانیف ہیں ۔ ان کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م ۶۳۴ھ) کا نمبر آتا ہے پھر اس چشمۂ تصوف سے سیراب ہو کر بے شمار صوفی آب و گیاہ کی طرح جگہ جگہ اگ آئے۔

مثال کے طور پر حمید الدین ناگوری (م ۶۵۱ھ ' مرید شہاب الدین سہروردی) جلال الدین تبریزی (م ۶۴۲ھ' خلیفہ شہاب الدین سہروردی ' مدفن : بنگال)' لعل شہباز قلندر (م ۶۵۰ھ' خلیفہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی ' مدفن سیہون)' بہاؤالدین زکریا ملتانی (م ۶۶۶ھ' مدفن :ملتان)' فرید الدین گنج شکر (م ۵۷۰ھ' صاحب فوائد السا لکین ملفوظات بختیار کاکی' مدفن : پاک پتن' ضلع ساہیوال)' صدر الدین عارف (م ۶۸۴ھ' صاحب کنوزالفوائد' مدفن : ملتان)' علاؤ الدین صابر (م ۶۹۰ھ ' خلیفہ بابا فریدالدین گنج شکر مدفن : کلیر)' شرف الدین بو علی قلندر (م

(۷۱) ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج نمبر۶ عدد نمبر۲ ص ۴۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۲۴ھ خلیفہ بختیار کاکی، مدفن : پانی پت)، نظام الدین اولیاء (م ۷۲۵ھ مدفن : دہلی)، سید شرف الدین بلبل شاہ (م ۷۲۷ھ، مدفن : سری نگر)، ابو الفتح رکن الدین (م ۷۳۵ھ مرشد جہانیاں جہاں گشت، مدفن : ملتان)، امیر حسن بن علاء سنجری دہلوی المعروف بخواجہ حسن دہلوی (م ۷۳۶ھ)، حمید الدین ابو حاکم ہنکاری (م ۷۳۷ھ مرید شہاب الدین سہروردی و بہاء الدین زکریا ملتانی، مدفن : اُچ)، برہان الدین غریب (م ۷۳۸ھ، حلیف خواجہ نظام الدین، صاحبِ حصول الوصول، ہدایت القلوب، نفائس الانفاس، مدفن : دکن)، ابوالحسن امیر خسرو (م ۱۳۲۵ء مرید نظام الدین اولیاء)، نصر الدین محمود چراغ دہلوی (م ۷۵۷ھ، مرید نظام الدین اولیاء، مدفن : دہلی)، شمس الدین اسماعیل (م ۷۵۷ھ، مدفن : اُچ۔ ضلع بہاولپور)، سید تاج الدین سمنانی جو ۷۶۰ھ میں کشمیر آئے تھے، سید حسین سمنانی جو ۷۷۳ھ میں کشمیر آئے، جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت (م ۷۸۵ھ صاحب خزانہ جلالی، سراج الہدایہ، جامع العلوم، مدفن: اُچ)، امیر کبیر سید علی ہمدانی جو ۷۸۵ھ میں کشمیر کے دورہ پر آئے تھے شاہ جلال یمنی (م ۷۸۶ھ مدفن : سلہٹ آسام)، سید علی ہمدانی (م ۷۹۱ھ مدفن : کشمیر)، گیسو دراز (م ۸۲۵ھ خلیفہ چراغ دہلوی، صاحبِ حواشی کشاف، شرح مشارق، خطائر القدس، شرح فصوص الحکم لابن عربی، اسماء الاسرار، مدفن : گلبرگہ)، شاہ مدار (م ۸۵۰ھ، شاہ مینا لکھنوی (م ۸۷۰ھ)، عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۵ھ صاحب شرح عوارف، محشی فصوص الحکم، رسالہ قدسیہ، غرائب الفوائد، رشد نامہ، مظہر عجائب، مدفن: سہارنپور)، داؤد کرمانی (م ۹۸۲ھ، مولد: ملتان مدفن: ساہیوال)، صفی الدین حقانی (م ۱۰۰۷ھ مرید ابو اسحاق گازرونی، مدفن: اُچ)، خواجہ باقی باللہ دہلوی (م ۱۰۱۲ھ مرید شیخ احمد سرہندی)، میاں میر لاہوری (م ۱۰۲۰ھ مدفن، لاہور)، شاہ حسین (م ۱۵۹۹ء مدفن : لاہور تعلق از فرقہ ملامتیہ)، خیرالدین شیخ ابوالمعالی قادری (م ۱۰۲۴ھ صاحب دیوان غربتی، تحفہ القادری، گلدستہ باغ ارم، رسالہ مونس جان، زعفرانِ زار، مدفن لاہور)، شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ صاحب مکتوباتِ ربانی و رسالہ در ردِّ روافض)، شاہ عبدالحق دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)، ابو عبداللہ سعد معز الدین المعروف بہ آدم بنوری سرہندی (م ۱۶۴۳ء خلیفہ مجدد الف ثانی)، شاہ دولہ (م ۱۰۷۵ھ مدفن: گجرات)، محمد سعید سرمد (م ۱۶۵۸ء صوفی شاعر)، شاہ ابو الرضا محمد (م ۱۱۰۰ھ)، شاہ لطیف بھٹائی (۱۱۱۵ھ)، سلطان باہو (م ۱۶۹۰ء پنجابی صوفی شاعر، صاحبِ ابیات باہو مدفن: شورکوٹ جھنگ)، شاہ عبدالرحیم دہلوی (م ۱۱۳۱ھ)، محمد غوث گوالیاری (م ۱۱۵۳ھ صاحب رسالہ غوثیہ مدفن لاہور)، سید احمد سلطان نقی سرور (م ۱۱۷۴ھ خلیفہ شاہ مودود چشتی، مدفن شاہ کوٹ ڈیرہ غازیخان)، شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)، بلھے شاہ قصوری (م ۱۷۵۸ء) فرید الدین عطار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(م ۱۲۲۹ھ آپ نے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا)، عبدالوہاب بچل سرمست (م ۱۸۲۸ء، سندھی صوفی شاعرصاحب دیوان آشکارا، رہبر نامہ، راز نامہ، قتل نامہ، مرغ نامہ وصیت نامہ)، اسحاق گازرونی سہروردی لاہوری (م ۱۲۸۴ھ)، امداد اللہ مہاجر مکی (م ۱۸۹۹ء صاحب جہاد اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، ارشاد مرشد، وحدت الوجود، فیصلہ ہفت مسئلہ، گلزار معرفت، مرقومات امدادیہ، مکتوبات امدادیہ، درنامہ غضبناک، ضیاء القلوب)، خواجہ غلام فرید (م ۱۹۰۱ء پنجابی صوفی شاعر، مدفن مٹھن کوٹ)، اشرف علی تھانوی (م ۱۹۴۳ء صاحب عرفان حافظ وغیرہ)، شمس الدین نور بخشی جو ۱۴۹۶ء میں کشمیر آئے، میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی (م ۱۹۲۸ء مدفن شیخوپورہ)، وارث علی شاہ (م ۱۹۰۴ء مولدودیوہ شریف ضلع بارہ بنکی)، عبدالرحمن بابا (م ۱۷۰۶ء پشتو صوفی شاعر، مدفن ہزار خوانی) عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی سہروردی (م ۱۵۰۴ء مدفن: لاہور) صدرالدین پرچین شاہ (۱۳۲۰ء میں کشمیر آئے تھے) احمد رضا خاں بریلوی، قاسم نانوتوی دیوبندی، شاہ علی حیدر، عبداللہ شطاری، ملا شاہ بدخشی، سلیم چشتی (مدفن آگرہ) محمد علی رضا، شمس الدین سبزا واری ثم ملتانی، صدر الدین اسماعیلی (مدفن اچ)، تاج الدین بابا(مدفن ناگپور) شاہ لطیف بری (مولد جہلم)، فخرالدین زنجانی (پیر سعد الدین حموی مدفن لاہور)، سید کبیر الدین حسن سہروردی (مدفن اچ)، موسیٰ آہنگر سہروردی (مرید بہاء الدین زکریا ملتانی مدفن لاہور) شاہ جمال سہروردی، سید شاہ محمد سہروردی (فرزند مخدوم جہانیاں جہاں گشت، مدفن اچ)، سید راجو قتال بخاری (خلیفہ و برادر مخدوم جہانیاں جہاں گشت، مدفن اچ) اور ان کے علاوہ بہت سے صوفیاء یکے بعد دیگرے ہندوستان میں پیدا ہوتے رہے جن کے مزارات حیدر آباد، دکن، گلبرگہ، اورنگ آباد، بریلی، دیوہ، کچھوچھہ، بدایوں، ماہریرہ، بمبئی، رودولی، جلال پور، پیروالا، سیہوان، درازہ، حجرہ شاہ مقیم، بھٹ شاہ اور ٹھٹھہ وغیرہ مقامات پر موجود ہیں مگر یہ ان تمام کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔

مختصر یہ کہ تصوف کی بھول بھلیوں میں صدیاں بیت گئیں۔ تمام اقوام عالم بیدار ہوتی رہیں لیکن عام ہندوستانی مسلمان تصوف کے افیونی نشہ کے زیر اثر محو استراحت ہی رہا۔ مگر ہندوستان میں صوفیا کے اس غلبہ سے ہمارا یہ قطعی مقصد نہیں ہے کہ اہل حق موجود نہ رہے ہوں، سرے سے ہی معدوم ہو گئے ہوں بلکہ ہمارا مقصد فقط یہ ہے کہ تصوف کی آمد سے عوام کا رجحان علوم شریعت کی طرف سے ہٹ کر تصوف اور سلوک کی جانب منتقل ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس پر آشوب دور میں بھی علمائے حدیث و قرآن مسلسل پیدا ہوتے رہے لیکن انکی تعداد بہت کم اور حلقہ درس بہت محدود تھا نتیجۃً "اشاعت اسلام کا دائرہ جو کبھی وسعت پذیر تھا تنگ سے تنگ تر ہوتا چلا گیا۔ اس پستی کے دور میں تصوف کو پھلنے پھولنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خوب موقع ملا لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان میں تصوف بہت جلد دین اسلام کے متوازی ایک دوسرے دین کی حیثیت سے کھڑا تھا اور اسلام کے مدمقابل بہت حد تک تندرست و توانا بھی تھا۔

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پُرفتن دور میں بھی بعض سعید روحیں ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پیدا ہوتی رہی ہیں ذیل میں ہم انہی سعید روحوں میں سے چند کا تذکرہ کریں گے۔

چھٹی صدی ہجری (یعنی ۵۷۷ھ) میں ایک بزرگ علامہ رضی الدین ابوالفضائل الحسن بن محمد بن الحسن بن حیدر بن علی القرشی العدوی العمری الصفانی الحنفیؒ بمقام لاہور پیدا ہوئے۔ آپ نے ہندوستان کے علمائے وقت کے علاوہ علمائے یمن و عرب کے سامنے بھی زانوائے تلمذ تہہ کیا تھا۔ آپ کثیر التصانیف تھے آپکی مطبوعہ تصانیف میں مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویۃ' الاضداد' یفعول' العباب الزاخر و اللباب الفاخر اور موضوعات الصفانی' اور غیر مطبوعہ تصانیف میں مجمع البحرین' التکملہ لصحاح الجوھری' اسامی شیوخ البخاری' الشوارد فی اللغات' شرح القلادۃ السمطیہ فی توشیح الدریدیۃ' شرح صحیح البخاری' شرح ابیات المفصل' کتاب فعال علی وزن حزام او قطام' کتاب التراکیب' کتاب درالسحابہ فی مواضع وفیات الصحابہ' مختصر الوفیات' ماتفرد بہ بعض ائمۃ اللغۃ' فعلان علی وزن سِیّان' کتاب الافتعال' الانفعال' کتاب الاصفاد' کتاب العروض' کتاب فی اسماء الاسد' کتاب فی اسماء الذئب' کتاب مصباح الدجیٰ' کتاب الشمس المنیرہ من الصحاح الماثورہ' کتاب الضعفاء' کتاب الفرائض' کتاب فی اسماء العادۃ' کتاب فی تعزیر بیتی الحریری' کتاب ذیل العزیزی' کتاب نظم عدد آی القرآن' کتاب نقعۃ الصدیان فی علم الحدیث' الدرالملتقط فی تبیین الغلط ونفی اللغط آپ کے کمالِ علم پر دلیل ہیں۔

آں رحمۃ اللہ اپنی کتاب "مشارق الانوار" کے دیباچہ میں خود تحریر فرماتے ہیں (۷۲)

> "یہ کتاب صحت اور متانت میں میرے اور اللہ کے مابین حجت ہے۔ وہی خوب جانتا ہے کہ میں نے اس کی تالیف میں کس قدر مشقت اٹھائی ہے۔ اس کتاب کی خوبی اور بزرگی ہر شخص دریافت نہیں کر سکتا' اس کو صرف علماء جانتے ہیں اور علماء میں سے صرف وہی عالم جانتے ہیں جن کو علمِ حدیث میں بڑا ملکہ اور کمالِ مہارت حاصل ہے"۔

(۷۲) کما فی مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص ۱۳۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں رحمتہ اللہ ہی مشارق الانوار کے خطبہ میں اس کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب زمانہ بگڑا اور اہل علم مرکھپ گئے اور کم علم نافہم جن کو صحیح اور ضعیف کے مابین تمیز نہیں' عالم اور پیشوا مشہور ہوئے تو میں نے اس کتاب "مشارق الانوار" میں اپنی دو تصانیف مصباح الوحی اور شمس المنیرہ کی صحیح احادیث جمع کیں اور کتاب النجم للا قلیشیؒ و کتاب الشہاب للقضاعیؒ سے بھی جو صحیح روایات ملیں وہ اسمیں شامل کیں تاکہ صحیح احادیث مختصر کتاب میں یکجا جمع ہو جائیں"۔ (۷۳)

اس کتاب کی اہمیت ' جامعیت اور افادیت' کا اندازہ علامہ گارزونی کے اس قول سے بخوبی ہوتا ہے کہ "مشارق الانوار میں سب احادیث دو ہزار دو سو چھیالیس ہیں"۔ مشارق الانوار کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں جنکی تفصیل دادا مرحوم علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے "مقدمہ تحفۃ الحوذی" (۷۴) میں درج کی ہے

علامہ صغانیؒ کی ایک دوسری کتاب "الدرا الملتقط" کے متعلق علامہ کتانیؒ بیان کرتے ہیں

"رضی الدین ابوالفضائل حسن بن محمد بن الحسن بن حیدر العدوی العمری الصغانی جن کو بعض لوگ الصغانیؒ بھی کہتے ہیں --- نے اس کتاب میں احادیث موضوعہ جمع کی ہیں اور اسمیں ایسی بہت سی احادیث بھی درج کر دی ہیں جو موضوع کے درجہ کو نہیں پہنچتی ہیں وہ محدثین میں سے ابن الجوزیؒ اور فیروز آبادیؒ صاحب "سفرالسعادۃ" وغیرہ کی طرح اس بارے میں بہت متشدد تھے"۔ (۷۵)

علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحیؒ ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادیؒ محمد درویش حوت البیروتیؒ' محمد علی الشوکانی' ملا علی القاریؒ اور محدث عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے احادیثِ موضوعہ سے متعلق علامہ صغانیؒ کی تصریحات کو بہت سے

(۷۳) ایضاً

(۷۴) ایضاً ص ۱۳۶-۱۳۷

(۷۵) رسالۃ المستطرفہ للکتانی ص ۱۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات پر قبول کیا ہے (۷۶)۔ آں رحمتہ اللہ کا سنہ وفات ۶۵۰ھ ہے۔

علامہ صغانیؒ کے تفصیلی ترجمہ کے لئے الاعلام لخیر الدین زرکلی' بغیتہ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ للسیوطیؒ' جواہر المرضیتہ فی طبقات الحنفیہ لعبد القادر قرشیؒ' شذرات الذہب ' العبر' العقد الثمین لتقی الدین الفاسیؒ' فوات الوفیات' معجم الادباء' النجوم الزاہرہ لابن تغری بردیؒ' تاریخ التراث العربی لفواد سزکین ' الرسالہ المستطرفہ للکتانیؒ' تحفتہ الاخیار' ابجد العلوم للنواب صدیق حسن خاںؒ اور مقدمہ تحفتہ الاحوذی للمبارکفوریؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ (۷۷)

علامہ صغانیؒ سے قبل قاضی سعد الدین خلف بن محمد الکردی الحسنا بادیؒ' شیخ نظام الدین' محمد بن الحسن المرغینانیؒ اور شیخ مسعود بن شبہ بن الحسین ابن السندی عماد الدینؒ (صاحب کتاب التعلیم وغیرہ کا شمار ہندوستان کے مشاہیر علماء میں ہوتا تھا(۷۸)۔ اول الذکر دو علماء سے علامہ صغانیؒ کو شرفِ تلمذ حاصل رہا ہے۔

علامہ صغانیؒ کے بعد شیخ محمود بن محمد سعد الدین دہلویؒ (م ۶۷۱ھ' صاحب افاضتہ الانوار فی اضاءۃ اصول المنار ایک معروف عالم دین تھے (۷۹) ان کے بعد قاضی جلال الدین دہلویؒ اور علامہ نجم الدین ابوالخیر سعید بن عبداللہ دہلویؒ (م ۷۴۹ھ) کا دور آتا ہے پھر شمس الدین

(۷۶) سفر السعادۃ للفیروز آبادی ص ۱۴۵ مطبعہ دارا لعصور ۱۳۳۲ھ' کشف الخفاء للعجلونی ج نمبر ۲ ص ۹۲' ص ۲۸۶' ۲۹۳' ۳۰۰' فوائد المجموعہ للشوکانی ص ۱۴۷' ۲۱۷' ۲۵۷' اسنی المطالب للحوت ص ۱۳۰' اسرار المرفوعہ للقاری ص ۲۷۰' المصنوع فی معرفتہ الاحادیث الموضوع للقاری ص ۲۷' ۶۱' ۹۰' ۹۱' ۱۱۲' ۱۱۴' ۱۲۹' ۱۵۰' ۱۵۵' ۱۷۷' ۱۸۲' ۲۰۴' ۲۱۴' ۲۱۸' ۲۳۱' ۲۳۲' ۲۳۶' ۲۳۷' ۲۳۸' ۲۴۵' ۲۴۸' سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ للالبانی ج نمبر ۱ ص ۶۵' ۱۶۵

(۷۷) الاعلام لخیر الدین زرکلی ج نمبر ۲ ص ۲۳۲' طبع قاہرہ ۱۹۵۹ء بغیتہ الوعاۃ للسیوطی ج نمبر ۱ ص ۵۱۹ داراحیاء الکتب العربیہ ۱۹۶۴ء الجواہر المضیتہ للقرشی ج نمبر ۱ ص ۲۰۱۔۲۰۲' شذرات الذہب ج نمبر ۵ ص ۲۵۰' العبر ج نمبر ۵ ص ۲۰۵۔۲۰۶ العقد الثمین ج نمبر ۴ ص ۱۷۶۔۱۷۹' فوات الوفیات ج نمبر ۱ ص ۲۶۱۔۲۶۲' معجم الادباء ج نمبر ۹ ص ۱۸۹۔۱۹۱' النجوم الظاہرہ ج نمبر ۷ ص ۲۶ طبع دارالکتب المصریہ ۱۹۳۲ء' تاریخ التراث العربی لفنواد سزکین ج نمبر ۱ ص ۲۰۱' رسالتہ المستطرفہ للکتانی ص ۱۵۱' طبع دارا لفکر بدمشق ۱۹۶۴ء مقدمہ تحفتہ الاحوذی للمبارکفوری ص ۱۳۵۔۱۳۷

(۷۸) الجواہر المضیتہ للقرشی ج نمبر ۲ ص ۱۶۹

(۷۹) ایضاً ج نمبر ۲ ص ۳۰۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی عبداللہ محمد بن عبدالدائم بن موسیٰ برماوی شافعیؒ (م ۸۳۱ھ صاحب الامع الصبیح شرح جامع صحیح بخاریؒ)، عبدالاول جونپوریؒ (م ۹۶۸ھ صاحب فیض الباری شرح صحیح البخاریؒ)، شیخ علی مہمائیؒ، شیخ علی المتقی بن حسام الدین جونپوریؒ (م ۹۷۵ھ صاحب کنزالعمال)، شیخ ناگوریؒ، مولانا ید اللہ السوہیؒ، شیخ برخوردار السندیؒ، شیخ وجیہ الدین گجراتیؒ (شارح نخبۃ الفکر) اور شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتی حنفیؒ (م ۹۸۶ھ، صاحب مجمع بحارالانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، تذکرۃ الموضوعات، تعلیقات علی جامع الترمذی عن شرحہ الاحوذی، مغنی، قانون فی ضبط الاخبار الموضوعہ والرجال الضعفاء) وغیرہ جیسے کبار ائمہ حدیث پیدا ہوئے ان میں سے شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتیؒ کے متعلق علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے مقدمہ تحفۃ الاحوذیؒ میں شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"میاں محمد طاہر در پٹن گجرات بودہ ------ بحرمین شریفین رفت و مشائخ آں دیار شریف را دریافت تحصیل و تکمیل علم حدیث نمود بالشیخ علی متقی رحمت اللہ علیہ صحبت داشت و مرید شد در علم حدیث تواليف مفیدہ جمع کردہ ازاں جملہ کتابیست کہ متکفل شرح صحاح است مسمی بمجمع البحار ورسالہ دیگر مختصر مسمی بمغنی کہ تصحیح اسماء رجال کردہ بے تعرض بہ بیان احوال بغایت مختصر و مفید و در خطبہائے ایں کتب مدح شیخ علی متقی بسیار کردہ"۔ (۸۰)

اس کے بعد شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانیؒ (م ۱۰۳۴ھ صاحب مکتوبات امام ربانی، در لاثانی، مبداء و معاد، رد روافض) شاہ عبدالحق بن سیف الدین دہلویؒ (م ۱۰۵۲ھ صاحب اللمعات شرح مشکوۃ بزبان فارسی السیبان فی ادلتہ مذہب الامام ابی حنیفہ النعمانؒ، اخبار الاخیار، مدارج النبوۃ، جذب القلوب)، شیخ عبدالحلیم بن شمس الدین سیالکوٹیؒ (م ۱۰۶۷ھ صاحب حواشی شرح المواقف، تفسیر بیضاوی، مقدمات التوضیح والمطول)، شاہ نور الحق بن عبدالحق دہلویؒ (م ۱۰۷۳ھ صاحب تیسیر القاری شرح صحیح البخاریؒ بزبان فارسی، لمعات التنقیح شرح مشکوۃ بزبان عربی، اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ بزبان فارسی، رسالہ اسناد حدیث و اسماء الرجال)، شیخ خازن الرحمتؒ (ابن شیخ احمد سرہندیؒ)، شیخ محمد سعیدؒ (محشی مشکوۃ) اور شیخ سلام اللہؒ (شارح موطا) وغیرہ کا دور آتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جسمیں خالص

(۸۰) مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص ۱۸۹۔۱۹۰، بحوالہ اخبار الاخیار للدہلوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم شریعت کو اعلیٰ پیمانہ پر فروغ نہ مل سکا۔ اگر اس دور میں کسی چیز کی تبلیغ و اشاعت بڑے پیمانہ پر ہوئی تو وہ یا تو تصوف تھا یا پھر تصوف و شریعت دونوں کا معجون مرکب ——— اس دور کی ایک نامور شخصیت شیخ احمد سرہندیؒ کے متعلق نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالیؒ "ابجد العلوم" میں فرماتے ہیں "قَدْ كَانَ مِنْ كُبَرَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ بِالْهِنْدِ"۔ یعنی ہندوستان کے اکابر محدثین میں سے تھے۔ اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مجدد الف ثانیؒ کی مدح میں بیان کرتے ہیں:

"حضرت مجددؒ کی تجدیدی مساعی کا اصل رخ تصحیح عقائد' رد بدعات' التزام شریعت اور اتباع سنت کی جانب تھا اور اس ضمن میں انہوں نے رائج الوقت علمی و نظری اور اخلاقی و عملی ہر نوع کی گمراہیوں اور ضلالتوں پر بھرپور تنقید کی۔ چنانچہ تردید شیعیت پر بھی نہ صرف یہ کہ ان کے مکاتیب میں بہت زور ہے بلکہ "رد روافض" کے عنوان سے مستقل رسالہ بھی انہوں نے تحریر فرمایا"۔(۸۱)

علامہ اقبال بھی حضرت مجدد الف ثانی کی شان میں فرماتے ہیں: ع

"حاضر ہوا میں شیخ مجددؒ کی لحد پر وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
گردن نہ جھکی جسکی جہانگیر کے آگے جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیخ احمد سرہندیؒ' جنہیں نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ نے ہندوستان کے اکبر محدثین میں شمار کیا ہے اصلاً ایک صوفی منش آدمی تھے۔ فلسفہ "وحدۃ الوجود" کے مقابلے میں نظریہ "وحدۃ الشہود" کی تدوین و ترویج صوفیاء کے نزدیک ان کا بڑا اہم کارنامہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی انکی شدید مقلدانہ روش انہیں شان محدثیت سے بہت فروتر لاکھڑا کرتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان کے مکاتیب میں رد بدعات' تصحیح عقائد اور رد روافض پر بھی کافی زور نظر آتا ہے' لیکن چونکہ اس دور میں تصوف اور شریعت کے مرکب کو ہی اصل اسلام سمجھا جانے لگا تھا لہٰذا مجدد الف ثانی بھی اپنے آپ کو تصوف کی نظریاتی یلغار سے محفوظ نہ رکھ سکے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کے مکاتیب اور مبداء و معاد کو بغور دیکھا اور

(۸۱) ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج نمبر ۶ عدد نمبر ۲ ص ۴۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان میں متصوفانہ نظریات کی آمیزش کسقدر ہے۔ نظریہ "وحدۃ الشہود" کی ترویج و اشاعت کے لیے آپ نے جو کام کیا ہے اس کے پیش نظر ہی راقم نے انکو صوفیاء کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ شیخ احمد سرہندیؒ کی مقلدانہ شدت کے متعلق ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی یہ شہادت ہدیہ قارئین ہے:

"بایں ہمہ حضرت مجددؒ کے یہاں بھی حنفیت میں غلو اسی شدت کے ساتھ موجود ہے جو مسلم انڈیا کی پوری تاریخ کا جزو لاینفک ہے"۔ (۸۲)

اسی دور کی ایک اہم شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے متعلق عام طور پر مشہور ہے کہ سرزمین ہند میں علم حدیث نبویؐ کا پودا لگانے کی خدمت حضرت محدثؒ نے سرانجام دی تھی۔ چنانچہ مسلک اہلحدیث کے سرخیل نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ فرماتے ہیں:

"یہ جان لو کہ جن مسلمانوں نے ہندوستان کو فتح کیا اس وقت یہاں علم حدیث موجود نہ تھا بلکہ کبریت احمر کی طرح پردیسی اور عنقا کی طرح ناپید تھا۔ اکثر مسلمان علوم قران و سنت کے ساتھ اعراض و تغافل برتتے اور قدیم زمانہ کے فنون و فلسفہ نیز حکمت یونان کو فروغ دیتے تھے البتہ کچھ فقہ کا درس دینے والے ضرور موجود تھے' چنانچہ اس دور تک آپ ان کو علوم شریفہ سے قطعاً عاری پائیں گے آج بھی ان کا زیور تحقیق کے بجائے تقلید کے طریقہ پر یہی فقہ حنفی ہے' الاماشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی باعث یہ فقہی تقلید ایک نسل کے بعد اگلی نسلوں تک وراثت کے طور پر منتقل ہوتی رہی ۔ اور فتاویٰ و روایات کی بہتات ہو گئی ' جن پر تقلیدی اعتبار سے محکم نصوص کو چھوڑتے ہوئے عمل کیا جاتا تھا۔ سید البریاتؐ کی سنن پردیسی ہو گئی تھیں ۔ تعلیم فقہ کو حدیث کے اوپر ترجیح دی گئی اور مجتہدات کی تطبیق سنن کے ساتھ کیجانے لگی اور اس پر ایک زمانہ بیت گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس علم کو فروغ دینے کیلئے شیخ عبدالحق بن سیف الدین الترک الدھلویؒ (م۱۰۵۲ھ) وغیرہ کو مفوض کیا گیا۔ آپ وہ پہلے شخص تھے جو اس علاقہ میں آئے اور اپنے مکان کو اچھی طرح مسند درس بنایا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے شیخ نور الحق (م۱۰۷۳ھ) اور ان کے کچھ تلامذہ ------ پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے شیخ الاجل' محدث الاکمل' ناطق و حکیم وقت' اس طبقہ کے افق و زعیم شیخ ولی

(۸۲) ایضاً ج نمبر ۶ ص ۴۶ عدد نمبر ۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ بن عبدالرحیم الدھلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) کو بھیجا۔ پھر انکی اولاد اور اولاد کی اولاد کو اس علم کی نشرواشاعت کے لیے مقرر فرمایا جن کے ذریعہ دور بھگایا ہوا علم حدیث مرغوب چیز بن کر لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے علوم سے بہت سے مومنوں کو نفع بخشا۔ شرک و بدعات اور دین میں محدثات الامور کے فتنوں کی تردید میں انکی مساعی کو مشکور فرمایا پھر ان سے مستفید ہونے والے علماء نے علم سنت کو دوسرے علوم پر ترجیح دینا شروع کیا اور فقہ کو اس کا تابع و محکوم بنا دیا"۔ (۸۳)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی دینی خدمات کے سلسلہ میں نواب صاحبؒ کے ہم خیال نظر آتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

"اور واقعہ یہ ہے کہ یہی حضرت محدث کی اصل خدمت (Contribution) ہے کہ انہوں نے علم حدیث کا پودا سرزمین ہند میں لگایا اور حدیث رسولؐ کی باقاعدہ درس و تدریس کا بھی آغاز کیا اور اس کے متعلق تصنیف و تالیف کا بھی"۔ (۸۴)

یہ سب کچھ درست ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ہندوستان میں کئی صدیوں بعد علم حدیث کی باقاعدہ تعلیم و تدریس اور اس سلسلہ میں تصنیفات کی داغ بیل ڈالی تھی مگر اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آں رحمہ اللہ مجتہد نہیں بلکہ ایک مقلّد اور صوفی بزرگ تھے۔ "التبیان فی ادلتہ مذھب الامام ابی حنیفتہ النعمان" آپ کی مقلدانہ ذہنیت کی عکاس اور "مدارج النبوۃ" نیز "اخبارالاخیار" آپکے متصوفانہ افکار کی شاہکار تصانیف ہیں - آپ کے صوفی اور مقلد ہونے کا اعتراف ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"چنانچہ وہ صوفی بھی تھے اور خواجہ باقی باللہ کے مرید بھی لیکن اس کے باوجود کہ انہیں بھی وحدت الوجود سے بعد تھا(مگر) وہ اس کی تردید میں اس درجہ سرگرم نظر نہیں آتے' اسی طرح وہ حنفی بھی تھے لیکن متشدد نہیں بلکہ فقہ حنفی کا رشتہ حدیث رسولؐ کے ساتھ جوڑنے کی سعی اولا" انہی سے شروع ہوئی"۔ (۸۵)

بارھویں صدی ہجری میں شاہ عبدالرحیمؒ (م ۱۱۳۱ھ' والد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ) ایک

(۸۳) الحطتہ للنواب صدیق حسن خاں ص ۷۰

(۸۴) ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج نمبر ۶ عدد نمبر ۲ ص ۴۶

(۸۵) ایضاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلند پایہ صوفی تھے۔ علامہ نورالدین ابوالحسن محمد بن عبدالهادی السندیؒ (م ۱۱۳۹ھ صاحب حواشی علی البیضاوی و مسند احمدؒ و صحیح البخاریؒ و صحیح المسلمؒ و سنن النسائیؒ و سنن ابن ماجہؒ و جامع الترمذیؒ و فتح القدیر والجلالین و الاذکار نبویہ و شرح النخبۃ و شرح الهدایہ و کتاب الوجازۃ فی الاجازۃ لکتب الحدیث)' شیخ محمد ابوالطیب السندیؒ (م ۱۱۴۰ھ' صاحب حواشی علی الاصول السنہ)' شیخ نور الدین احمد آبادیؒ (م ۱۱۵۵ھ صاحب نورالقاری شرح صحیح البخاریؒ)' شیخ محمد حیات بن ابراہیم السندیؒ (م ۱۱۶۳ھ صاحب اعضاء اللحی)' شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ صاحب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء' قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین' حجۃ اللہ البالغہ' فوزالکبیر فی اصول التفسیر' فیوض الحرمین' البلاغ المبین' المسوی شرح موطا بزبان عربی' المصفی شرح موطا بزبان فارسی' عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید' الانصاف فی بیان سبب الاختلاف' فتح الرحمٰن ترجمۃ فی القرآن' قول الجمیل' ہمعات' اطیب النغم' چہل حدیث' المقالۃ الوضیۃ فی النصیحہ والوصیۃ' الجزء اللطیف' الطاف القدس' تفہیمات الہیہ' الخیر الکثیر' شرح تراجم ابواب صحیح البخاریؒ' البدور البازغہ' فتح الخبیر بمالا بدّمن حفظہ فی علم التفسیر' تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء' الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین' انسان العین فی مشائخ الحرمین' فیصلہ وحدت الوجود والشہود' انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ اور انفاس العارفین)' شیخ ہاشم بن عبدالغفور السندیؒ (صاحب فاکہتہ البستان و ترتیب صحیح البخاریؒ علی ترتیب الصحابہ)' شیخ محمد افضل سیالکوٹیؒ (استاذ شاہ ولی اللہ دہلویؒ)' شیخ محمد معین الدین السندیؒ (م ۱۱۸۰ھ تلمیذ شاہ ولی اللہؒ صاحب درسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنہ بالحبیب)' شیخ عبداللطیف القرشی السندیؒ (م ۱۱۸۹ھ صاحب ذبابات الدراسات عن المذاہب الاربعۃ المتناسبات)' شیخ غلام علی آزاد بلگرامی (م ۱۱۹۴ھ صاحب سبحۃ المرجان فی اثار ہندوستان' ید البیضاء' ماثر الکرام فی تذکرہ علماء بلگرام' ضوء الدراری شرح صحیح البخاریؒ) اور شیخ شہاب الدین دولت آبادیؒ (صاحب بحر مواج تفسیر قرآن کریم بزبان فارسی) وغیرہ جیسے جلیل القدر علماء گزرے ہیں۔

اس بارہویں صدی ہجری میں جو علماء گزرے ہیں ان میں سے اکثر سابقہ دور کی طرح تصوف و شریعت ہی کے مرکب (یعنی تھوڑی توحید اور تھوڑا شرک) کے علمبردار تھے۔ اس پوری صدی میں تنہا شیخ محمد حیات بن ابراہیم السندیؒ کی ذات گرامی ایسی نظر آتی ہے "جو نہ صرف تصوف کے اثرات سے بہت دور تھی بلکہ مقلدانہ روش بھی انکا شعار نہ تھا"۔ (۸۶)

(۸۶) الاتحاف النبلاء المتقین للنواب صدیق حسن خاں ص ۴۳ وابجد العلوم للنواب صدیق حسن خاں ص ۸۴۹ وغیرہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ ولی اللہؒ کے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم دہلوی اپنے وقت کے ایک مشہور صوفی تھے ان کی متصوفانہ ہفوات کے مطالعہ کیلئے انکے گھر کی شہادت ہی یعنی "انفاس العارفین" کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔

جہاں تک شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا تعلق ہے تو وہ بیک وقت اپنے والد شاہ عبدالرحیمؒ کی طرح اپنے وقت کے ایک بڑے صوفی اور عالم دونوں تھے۔ جن لوگوں کو ان کی متصوفانہ کتب تک رسائی نہیں ہوئی ہے وہ ان حضرات کے متعلق بہت خوش فہم نظر آتے ہیں چنانچہ محی السنہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپالؒ فرماتے ہیں:

"پھر (شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور ان کے فرزند کے بعد) اللہ تعالیٰ نے شیخ الاجل' محدث الاکمل' ناطق و حکیم وقت' اس طبقہ کے افق و زعیم شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم الدھلویؒ م ۱۱۷۶ھ کو بھیجا"۔ (۸۷)

شارح ترمذی مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ہندوستان میں علم حدیث کا پودا لگایا' بعد میں اس پودے نے توانائی اختیار کی اور آس پاس کے بہت سے شہروں اور علاقوں میں اسکی شاخیں پھیل گئیں ان کے علم سے فیضیاب ہو کر ایک ایسی عظیم جماعت تیار ہوئی جو علم دین اور سنت نبویہ کی اشاعت کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور انکی کوششوں سے ایک بڑا طبقہ پیدا ہو گیا جو علوم حدیث اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جدوجہد کرنے لگا"۔ (۸۸)

اس طرح بعض لوگوں نے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ذات کو "اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے طویل عمل کا اصل نقطہ آغاز" بنایا ہے ——— لیکن افسوس کہ یہ تمام حضرات یہ بتانا بھول گئے کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے تصوف کی جو خدمت انجام دی اس کی شاخیں ہندوستان میں کہاں کہاں پھیلیں اور ان سے فیض حاصل کرنے والے کس دین و مذہب کی تبلیغ و اشاعت کیلئے کمربستہ ہوئے؟ اگر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی بحیثیت ایک صوفی کے دیکھا جائے تو آپ "وحدۃ الوجود" اور "وحدۃ الشہود" دونوں نظریات کا حامل نظر آتے ہیں۔

(۸۷) الحطۃ للبوفالی ص ۷۰

(۸۸) مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص ۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درالثمین، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، فیوض الحرمین، تفہیمات الہیہ، فیصلہ وحدت الوجود والشہود اور انفاس العارفین تصوف پر آپکی گراں مایہ تصانیف تصور کیجاتی ہیں صرف "انفاس العارفین" کہ جس میں شاہ ولی اللہؒ نے اپنے والد گرامی عبدالرحیمؒ کی بزرگی کی الم غلم حکایات کو ملفوظات کی شکل میں بلا تبصرہ و تنقید جمع فرمایا ہے، ہی آپ کو صوفیاء کی اگلی صف میں لا کھڑا کرنے کیلئے کافی ہے۔ واضح رہے کہ "انفاس العارفین" شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی آخری تصنیف تھی اور بقول علامہ عبید اللہ سندھی صاحبؒ "یہ شاہ ولی اللہ کے فلسفہ اور تصوف کی روح ہے"۔(۸۹)

مگر اس کے ساتھ ہی علم حدیث اور تفسیر پر بھی آپکی خدمات ناقابل فراموش ہیں چنانچہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے کام کو دو حصوں میں تقسیم سمجھا جائے۔ پہلا حصہ وہ ہے جو تجدید واحیائے دین سے متعلق ہے اور بلا شبہ قابل قدر ہے مگر آپ کے کام کا دوسرا حصہ جو تصوف سے متعلق ہے بلاشبہ قرآن و سنت میں اسکی کوئی گنجائش کم از کم اس کوتاہ نظر کو نظر نہیں آتی۔ واللہ اعلم--- نہ معلوم ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی مرحوم کے اس قول میں کس درجہ صداقت ہے:

> "اگر ان صوفیاء میں سے کسی نے بھی قرآن و حدیث کا نام لیا ہے تو وہ بھی صرف اپنے دین اتحاد کی مخصوص اصطلاحات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے"۔(۹۰)

اس کے بعد آنے والے دور میں شیخ محمد باقر آگاہؒ (م ۱۲۲۰ھ)، قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ (م ۱۲۲۵ھ، تلمیذ شاہ ولی اللہؒ، صاحب تفسیر مظہری، منارالاحکام، السیف المسلول، مالا بدمنہ، ارشاد والطالبین، عبدالعلی بن ملا نظام الدین لکھنویؒ (م ۱۲۲۵ صاحب فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت)، شاہ عبدالقادرؒ بن شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۲۳۰ھ صاحب تفسیر موضح القرآن)، شاہ رفیع الدینؒ بن شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۲۳۵ھ، صاحب علامات قیامت، راہ نجات، دفع الباطل و معاون موضح القرآن)، احمد حسن دہلویؒ (۱۲۳۸ھ)، شاہ عبدالعزیزؒ بن شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ، صاحب بستان المحدثین، العجالتہ النافعہ، تحفہ اثنا و عشریہ، تفسیر عزیزی، فتاویٰ عزیزی)، عبدالعزیز فرہاوی ہندیؒ (م ۱۲۴۱ھ صاحب کوثرالنبی)، عبدالرحیم غزنویؒ (م ۱۲۴۲ھ)، شاہ عبدالحئی بڈھانویؒ (۱۲۴۳ھ)، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ابن عبدالغنی دہلویؒ (م ۱۲۴۶ھ

(۸۹) شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ از عبید اللہ سندھی ص ۲۱۵

(۹۰) توحید خالص قسط اول از ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی ص ۱۴۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، صاحب تقویۃ الایمان، اصول فقہ، عظمت صحابہ و اہل بیت، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، منصب امامت، صراط مستقیم، عبقات) سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ)، فرحت حسینؒ (م ۱۲۴۷ھ)، محمد عابد السندیؒ (م ۱۲۵۷ھ، صاحب حصر الشاردؒ، طوالع الانوار علی الدر المختار شرح مسند ابی حنیفہؒ) ملا اخوند شیر محمدؒ (م ۱۲۵۷ھ)، محمد علی رامپوریؒ (۱۲۵۸ھ)، شاہ عبدالخالق دہلویؒ (م ۱۲۶۱ھ)، شاہ محمد اسحاقؒ بن بنت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (م ۱۲۶۲ھ)، اسماعیل مراد آبادیؒ (استاد بشیر الدین قنوجیؒ)، اوحد الدین بلگرامیؒ (استادِ بشیر الدین قنوجیؒ)، محمد حسن بریلویؒ (استاذ بشیرالدین قنوجیؒ)، ولایت علی صادق پوری (م ۱۲۶۹ھ)، نور الاسلام بن سلام اللہ (استاد بشیر الدین قنوجیؒ)، محمد علی رامپوری (استاد بشیرالدین قنوجیؒ)، مفتی شرف الدینؒ (استاذ بشیر الدین قنوجیؒ) شاہ نور علیؒ (م ۱۲۷۲ھ)، احمد علی چڑیا کوٹیؒ (م ۱۲۷۲ھ)، قاضی محمد بشیر الدین قنوجیؒ (۱۲۷۳ھ استاذ سید امیر حسنؒ، صاحب مذہب ماثور، تبصرۃ الناقد صیانۃ الناس)، عنایت علی عظیم آبادیؒ (م ۱۲۷۳ھ)، ابو عبدالرحمٰن شرف الحق محمد اشرف ڈیانویؒ (تلمیذ بشیرالدین قنوجیؒ)، سخاوت علی جونپوریؒ (م ۱۲۷۳ھ)، سید احمد حسن عرشیؒ (۱۲۷۷ھ)، قاضی عبید اللہ مدراسیؒ (۱۲۸۰ھ صاحب جزء من تفسیر فیض الکریم)، محمد یعقوبؒ اخوالشیخ محمد اسحاق الدھلویؒ (م ۱۲۸۲ھ)، مفتی صدرالدین خاں آزردہؒ (م ۱۲۸۵ھ، تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ)، عبدالحق محدث بنارسیؒ (م ۱۲۸۶ھ) فضل الحق خیر آبادیؒ (م ۱۸۶۱ء مدفن انڈمان)، نواب مصطفیٰ خان شیفتہؒ (م ۱۲۸۶ھ)، کرامت علی جونپوریؒ (۱۲۹۰ھ)، فضل امام (استاد مفتی صدر الدین آزردہؒ)، مرزا حسن علی محدث لکھنویؒ (تلمیذ شاہ عبدالعزیزؒ)، محمد رحیم الدین بخاریؒ (تلمیذ شاہ عبدالعزیزؒ و شاہ عبدالقادر دہلویؒ) نواب قطب الدینؒ (تلمیذ شاہ محمد اسحٰقؒ، صاحب مظاہر حق)، ابو سعید عبدالغنی مجددی دہلویؒ (تلمیذ شاہ محمد اسحٰقؒ)، محمد ناصر حازمیؒ (تلمیذ شاہ محمد اسحٰقؒ)، فضل الرحمٰن مراد آبادیؒ (تلمیذ شاہ محمد اسحٰق)، ابواسحٰق لہراویؒ اعظمی (تلمیذ شاہ عبدالعزیزؒ دہلوی صاحب نورالعینین فی اثبات رفع الدین)، سید امیر حسن سہسوانیؒ (م ۱۲۹۱ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ، صاحب براہین اثناء عشرہ)، غلام رسولؒ (م ۱۲۹۱ھ)، الف علی بہاریؒ (م ۱۲۹۶ھ)، لطف علی بن رجب علی راجگری بہاریؒ (م ۱۲۹۶ھ، استاد علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ)، احمد علی سہارنپوریؒ (م ۱۲۹۷ھ صاحب حل صحیح البخاری)، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (م ۱۲۹۷ھ، مدفن دیوبند)، سید عبداللہ غزنویؒ (م ۱۲۹۸ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ صاحب حمائل غزنویہ)، عبدالقیوم بن بنت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (م ۱۲۹۹ھ، تلمیذ شاہ محمد اسحاق دہلویؒ)، شاہ محمد عاشق پھلتیؒ، شاہ نور اللہ بڈھانویؒ، شیخ جمل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدینؒ، شاہ محمد امین کشمیریؒ، شیخ محمد عیسیٰؒ، شیخ حسن جانؒ، شاہ عبدالجلیل علیگڑھیؒ (استاد سید امیر حسن سہسوانیؒ) عبدالحلیم انصاری لکھنویؒ (استاد و والد شیخ ابوالحسنات عبدالحئی لکھنویؒ) محمد بن عبداللہ غزنویؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ) شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلویؒ، حسن علی ہاشمی لکھنویؒ، عبدالحئی دہلویؒ (تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ) وغیرہ وسعت علم، تقویٰ و ورع، فضل و زہد اور تحقیق و اتقان میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ان میں سے اکثر علماء کے دلوں میں علم حدیث، اسکی اتباع، ترویج، اشاعت، اور تدریس کی محبت رچی بسی تھی مگر ان تمام حضرات میں سب سے زیادہ ممتاز شاہ ولی اللہ کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی شخصیت تھی۔

علامہ مبارکپوریؒ شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کا ذکر خیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان سب میں شیخ الاجل مسند وقت، فقیہ، مفسر، محدث شاہ عبدالعزیزؒ کو علوم حدیث و قرآن کی نسبت سے امتیازی مقام حاصل تھا۔ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد کے انتقال کے بعد انہوں نے تدریس، افتاء، ارشاد و ہدایت کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔ لوگوں نے دین و علوم شرعیہ کی مشکلات کے حل کیلئے انہیں مرجع بنا لیا تھا"۔ (۹۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بعد ان کے جانشین شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ مہاجر مکی کی شخصیت ایک نابغہ روزگار بن کر ابھری۔ آں رحمہ اللہ کے متعلق علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"ان سب میں شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ آفاقی حیثیت رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے مسند درس سنبھالی۔ ان کے زمانہ میں ریاست حدیث ان پر ختم تھی۔ ان کے علم سے مستفید ہو کر شاگردوں کی ایک بڑی جماعت خارج ہوئی"۔ (۹۲)

اس دور کے ایک اور عبقری عبداللہ بن محمد بن شریف الغزنوی تھے، جن کے متعلق محی السنہ نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں۔

(۹۱) مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص ۲۷

(۹۲) ایضاً ص ۲۷۔۲۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"چرخ اگر ہزار چرخ زند مشکل کہ چنیں ذات جامع کمالات برروئے ظہور آرد ہم محدث بود۔" (۹۳)

"ترجمہ: آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے وہ محدِّث و محدَّث دونوں تھے"۔

آں رحمتہ اللہ کے متعلق مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی بیان کرتے ہیں:

"الشیخ الامام العالم المحدث عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی الشیخ محمد اعظم الزاھد المجاھد' الساعی والمرضاۃ اللہ' الموثر لرضوانہ علی نفسہ واھلہ ومالہ واوطانہ صاحب المقلات الشھرۃ والمعارف العظیمہ الکبیرۃ" (۹۴)

"ترجمہ: حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف' غزنوی شیخ تھے' امام تھے' عالم تھے' زاہد تھے' مجاہد تھے' رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان' اپنا گھر بار' اپنا مال' اپنا وطن غرض سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علما سوء کے خلاف آپ کے معرکے مشہور ہیں"

اور شارح سنن ابو داوٗدؒ علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

انہ کان فی جمیع احوالہ مستغرقاً فی ذکر اللہ عزوجل حتی ان لحمہ وعظامہ واعصابہ واشعارہ وجمیع بدنہ متوجھاً الی اللہ تعالی فنی فی ذکرہ عزوجل

"وہ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ عزوجل کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے حتیٰ کہ ان کا گوشت' انکی ہڈیاں' انکے پٹھے' انکے بال اور تمام بدن اللہ عزوجل کی طرف متوجہ تھا' اللہ کے ذکر میں فنا ہو گئے تھے" (۹۵)

آں رحمہ اللہ کے ان تمام اوصاف حمیدہ کو تسلیم کرنے کے باوجود راقم یہ لکھنے پر مجبور

(۹۳) تقصار من تذکار جیود الاحرار للبوفالی ص ۱۹۳

(۹۴) نزھتہ الخواطر و بھجہ المسامع والنواظر للحسنی ج نمبر۷ ص ۳۰۲

(۹۵) مقدمہ غایتہ المقصود فی حل سنن ابی داوٗد للعظیم آبادی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہمارے بعض علمائے اہلحدیث نے ان سے عقیدت و محبت میں غلو کے باعث یہ لکھ دیا ہے کہ "آپ کو اللہ عزوجل سے براہ راست ہمکلامی کا شرف حاصل تھا" فانا للہ وانا الیہ راجعون"

اس دور کے بعد محمد یعقوب نانوتویؒ (م ۱۳۰۰ھ)، محمد مظہر نانوتویؒ (م ۱۳۰۲ھ) استاد حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادیؒ، سید عبدالباری سسوانیؒ (م ۱۳۰۳ھ)، ابو الحسنات عبدالحئی لکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ) صاحب آثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ، رفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، اجوبتہ الفاضلہ، تعلیق الممجد علی موطا امام محمدؒ، عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ، ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی، تحفتہ الاخیار فی احیاء سنتہ السید الابرار، سعایہ فی کشف مافی شرح الوقایہ، فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ) نور محمد ملتانیؒ (تلمیذ ابوالحسنات لکھنویؒ، صاحب تذکرۃ المنتہی فی رواسکات المعتدی) محمد حسن سنبھلیؒ (م ۱۳۰۵ھ، صاحب تنسیق النظام فی ترتیب مسند الامام فی ابی حنیفہ النعمانؒ) احمد بن سید امیر حسنؒ (م ۱۳۰۶ھ) امیر احمد بن سید امیر حسنؒ (م ۱۳۰۶ھ) حامد حسین بن محمد الحسینی لکھنویؒ (م ۱۳۰۶ھ، صاحب استقصاء الافحام فی الرد علی منتہی الکلام)، محی السنہ نواب، صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپالؒ (۱۳۰۷ھ صاحب فتح البیان فی مقاصد القرآن، ترجمان القرآن بلطائف البیان، اکسیر فی اصول التفسیر، بلوغ المرام، من اولتہ الاحکام کی شروح مسک الختام، فتح العلام، الروض البسام، عون الباری لحل اولتہ البخاریؒ سراج الوہاج فی شرح مختصر الصحیح مسلم بن الحجاجؒ، اتحاف النبلاء المتقین، با حیاء ماثر الفقہاء المحدثین، الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ ابجد العلوم، ملک السعادۃ فی افراد اللہ تعالیٰ بالعبادہ، الدین الخالص، مقصار من تذکار جیود الاحرار، فتح السدید التوحید، التفکیک عن انحاء الشرک، اخلاص توحید، اخلاد الفوائد الی توحید بالعبادۃ، دعایتہ الایمان الی توحید الرحمٰن، الانفکاک عن اسم الاشراک، اللواء المعقود لتوحید الرب المعبود، منہاج العبید الی معراج التوحید، استوی علی العرش بشارۃ الفساق، عاقبتہ المتقین، روز مرہ اسلام، ارکان اربعہ، توبہ عن الذنوب، ہادی الارواح، تذکیر الناسی، تکفیر الذنوب، صلہ ارحام، ایقاظ الرقود الی یوم الموعود وغیرہ) رحمت اللہ کیرانویؒ (م ۱۳۰۸ھ صاحب ازالتہ الاوہام، معیار الحق، معدل الموجاج المیزان، اوضح الاحادیث) حسام الدین متویؒ (م ۱۳۱۰ھ) عبیداللہ مالیر کوٹلویؒ (م ۱۳۱۰ھ، صاحب تحفتہ الہند) محمد بن بارک لکھویؒ (م ۱۳۱۱ھ)، رحیم بخش لاہوریؒ (م ۱۳۱۲ھ صاحب سلسلہ کتب اسلام، محی الدین عبدالرحمٰن لکھویؒ (۱۳۱۲ھ)، مفتی محمد سعید خاں مدراسیؒ (۱۳۱۲ھ، صاحب تکملہ تفسیر فیض الکریم)، بدیع الزماں حیدر آبادیؒ (م ۱۳۱۲ھ مترجم جامع ترمذیؒ و سنن ابن ماجہؒ) فضل اللہ بن نعمت اللہ لکھنویؒ (م ۱۳۱۲ھ، استاد شمس الحق عظیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادیؒ)، عبدالاول غزنویؒ(م ۱۳۱۳ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ، مترجم مشکوۃ المصابیح و ریاض الصالحین) خواجہ الطاف حسین حالیؒ (م ۱۹۱۴ء، صاحب مسدس)، فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ (۱۳۱۳ھ، تلمیذ شاہ محمد اسحق دہلویؒ)، ابو عبدالرحمٰن محمد فرید آبادیؒ (م ۱۳۱۵ھ تلمیذ حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ و میاں محمد نذیرؒ حسین دہلوی، صاحب حواشی الجدیدہ علی السنن المجتبیٰ النسائیؒ) شاہ علی حبیب پھلواروی (۱۳۱۵ھ) عبدالسلام کیفی ندویؒ (۱۹۱۸ء صاحب سیرت عمر بن عبدالعزیز، اسوہ صحابہ، شعر الہند)، فیض اللہ مئویؒ (م ۱۳۱۶ھ استاد علامہ مبارکپوریؒ)، محمد بن ابراہیم آرویؒ (م ۱۳۱۹ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ)، نواب محسن الملک مہدی علیخاںؒ (م ۱۹۰۷ء صاحب آیات بینات، مدفن علی گڑھ) عبدالجبار بن نور احمد ڈیانویؒ (۱۳۱۹ھ)، قاضی محمد مچھلی شہریؒ (م ۱۳۲۰ھ تلمیذ شیخ عبدالحق بنارسیؒ، سخاوت علی جونپوریؒ، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہؒ وغیرہ صاحب فتوح العلام شرح بلوغ المرام) عبداللہ صادق پوریؒ(م ۱۳۲۰ھ استاد علامہ مبارکپوریؒ) شیخ الاجل و محدث دوراں سید محمد نذیر حسین دہلویؒ (م ۱۳۲۰ھ صاحب معیار حق فی رد علی تنویر الحق، الایمان یزید و تبقص، قراۃ خلف الامام، اثبات رفع یدین، توثیق تقویۃ الایمان، حرمت نذر لغیراللہ، تردید بدعات حسنات و سیئات، افضل البضاعۃ فی حقیقت الشفاعۃ، دافع البلوی فی رد تقلید، عمل اہل حرمین حجت شرعی نہیں، رسالہ در مسئلہ نماز جمعہ فی القریہ و فتاویٰ نذیریہ) محمد بشیر سہسوانیؒ (م ۱۳۲۱ھ) صاحب تبصرہ الناقد)، محمد سعید بنارسیؒ (م ۱۳۲۲ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ و شمس الحق عظیم آبادیؒ و حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ و عبداللہ غازیپوریؒ صاحب ہدایۃ المرتاب بجواب کشف الحجاب)، نظیر احسن نیمویؒ (م ۱۳۲۲ھ صاحب آثار السنن تعلیق الحسن تلمیذ عبدالحئی لکھنویؒ) شاہ عین الحق پھلواروی (م ۱۳۲۳ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ)، سلامت اللہ جیراجپوریؒ (م ۱۳۲۳ھ، استاد علامہ مبارکپوریؒ) حافظ عبداللہ غازی پوریؒ (م ۱۳۲۳ھ تلمیذ محمد نذیر حسین دہلویؒ صاحب البحرالمواج شرح مقدمہ صحیح مسلم بن الحجاجؒ) رشید احمد گنگوہیؒ (م ۱۳۲۳ھ، صاحب الکوکب الدری تعلیقات علی الترمذی، ہدایہ المعتدی، گاؤں میں جمعہ کے احکام، سبیل الرشاد، مسئلہ غیب دانی، فتاوی میلاد شریف، ہدایۃ الشیعہ، امداد السلوک، زبدۃ المناسک، فتاوی رشیدیہ)، ابوالحسن سیالکوٹیؒ (م ۱۳۲۵ھ، صاحب فیض الباری شرح صحیح بخاریؒ)، محمد بشیر سہسوانیؒ (م ۱۳۲۶ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ صاحب الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح، القول المحقق المحکم فی زیارۃ الحبیب الاکرم، القول المحمود فی ردجواز السود، برہان العجاب فرضیۃ فاتحہ خلف الامام) فاروق چڑیاکوٹیؒ (۱۳۲۷ھ استاد علامہ مبارکپوریؒ) شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانیؒ (م ۱۳۲۷ھ صاحب تعلیقات علی المجتبیٰ،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التحفتہ الرضیتہ فی حل بعض المشکلات الحدیثیہ) شمس الحق عظیم آبادیؒ (م ۱۳۲۹ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ و بشیرالدین قنوجیؒ و حسین بن محسن الیمانیؒ وغیرہ' صاحب فضل الباری ترجمہ ثلاثیات البخاریؒ النجم الوہاج شرح مقدمہ صحیح المسلم بن الحجاجؒ غایتہ المقصود شرح سنن ابوداؤد' ہدایتہ اللوذعی بنکات الترمذیؒ تعلیق المغنی علی سنن الدار قطنیؒ عون المعبود شرح مختصر سنن ابوداؤدؒ) محمود الحسن اسیر مالٹا (م ۱۳۳۹ھ' صاحب ایضاح الادلتہ مختصر المعانی' تقاریر شیخ الہند) عبدالحمید سوہدرویؒ (م ۱۳۳۰ھ' تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ و حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ و شمس الحق عظیم آبادیؒ وغیرہ) عبدالرحیم مبارکپوریؒ (م ۱۳۳۰ھ استاد علامہ مبارکپوریؒ) ڈپٹی حافظ نذیر احمد دہلویؒ (۱۳۳۰ھ صاحب تسہیل القرآن' حقوق و فرائض) محمد عبدالاحدؒ (م ۱۳۳۰ھ مصحح تحفتہ الہند)' سید عبدالکبیر بہاریؒ (م ۱۳۳۱ھ)' سید عبدالجبار غزنویؒ (م ۱۳۳۱ھ' تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ) شبلی نعمانیؒ (م ۱۳۳۲ھ صاحب سیرۃ النبیؒ' سیرۃ النعمانؒ' الغزالیؒ' الفاروقؒ' المامونؒ' سوانح مولانا رومؒ' الکلام و علم الکلام' شاہ عین الحق پھلوارویؒ' (م ۱۳۳۳ھ' تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ)' خدابخش میراج گنجیؒ (م ۱۳۳۳ھ' استاد علامہ مبارکپوریؒ)' حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ (م ۱۳۳۴ھ' تلمیذ مولانا عبدالجبار محدثؒ' میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ وغیرہ) محمد تلطف عظیم آبادیؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ' شمس الحق و بشیرالدینؒ و حسین بن محسن الیمانیؒ وغیرہ) ابو عبداللہ ادریس بن ابی الطیب ڈیانویؒ (تلمیذ عبداللہ غازیپوریؒ' میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ' شمس الحق عظیم آبادیؒ وغیرہ) سید محمد عبدالحفیظؒ (ابن الاخ' و زوج بنت البنت سید میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ) ابوتراب رشد اللہ شاہ الراشدیؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ' صاحب درج الدرر فی وضع الایدی علی الصدر) قدرت اللہ شاہ الراشدیؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ)' عبدالحلیم شررؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ' مترجم الاتقان فی علوم القرآن' کتاب التوحید وغیرہ) ابو سعید محمد حسینؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ' صاحب منح الباری فی ترجیح صحیح البخاریؒ' عبدالحق ملوی اعظمگڑھیؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسینؒ' دہلوی صاحب تجنیس تدلیس ترجمہ تلبیس ابلیس لابن الجوزیؒ) قاضی احتشام الدینؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ صاحب اختیار الحق) شہود الحقؒ (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ صاحب بحز خار بجواب انتصار الحق) برہان الدین ہوشیار پوریؒ (استاد حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ) عظمت اللہ (استاد عبدالعزیز رحیم آبادیؒ) یحیٰی بہاریؒ (استاد عبدالعزیز حلیم آبادیؒ) محمود عالمؒ (استاد عبدالعزیز رحیم آبادیؒ) عبدالسلامؒ (م ۱۳۳۵ھ) احمداللہ امرتسریؒ (م ۱۳۳۶ھ) عبدالعزیز رحیم آبادیؒ (۱۳۳۶ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ' صاحب حسن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البیان فیمافی سیرۃ النعمان، سواء الطریق، ھدایۃ المعتدی فی القراۃ المقتدی، رسالۃ الوضوء، مارمی الجمرہ، روئداد مناظرہ مرشد آباد) عبداللہ محدث غازیپوری (م ۱۳۳۷ھ استاد علامہ مبارکپوری) رفیع الدین شکرانوی (۱۳۳۷ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی) عبدالمنان بقاء (م ۱۳۳۷ھ مفتی عبداللطیف سنبھلی (م ۱۳۳۷ھ)، محمد حسین لاہوری (م ۱۳۳۷ھ) ابو یحییٰ محمد بن کفایت اللہ شاہجہاں پوری (م ۱۳۳۸ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی صاحب تکملہ حواشی الجدیدہ علی السنن المجتبیٰ النسائی)، وحید الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ تلمیذ مفتی عنایت اللہ، سلامت اللہ کانپوری، عبدالحیٔ لکھنوی، محمد بشیر الدین قنوجی، عبدالحق بنارسی، لطف اللہ علی گڑھی، میاں محمد حسین دہلوی، حسین بن محسن الیمانی، فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی وغیرہ صاحب تفسیر وحیدی، تبویب القرآن، لغات الحدیث، تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری، تسہیل القاری، العلم ترجمہ صحیح مسلم، جائزۃ الشعوذی، معطا ترجمہ موطا، زہر الربی ترجمہ سنن المجتبیٰ للنسائی، الہدی المحمود، رفع العجاجہ، کشف الغطاء، اشراق الابصار ترجمہ سنن ابوداؤد، تصحیح کنزالعمال وغیرہ) محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی صاحب فتح الباری فی ترجیح البخاری) ابو الوزیر احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی صاحب احسن التفاسیر، احسن الفوائد، تلخیص الانظار فیما بنی علیہ انتصار بجواب انتصار الحق، حاشیہ بلوغ المرام، تنقیح الرواۃ تخریج احادیث المشکوۃ) امیر احمد سہسوانی (م ۱۳۳۹ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی)، محمد علی جونا گڑھی (م ۱۳۴۰ھ صاحب اربعین محمدی، ارشاد محمدی، انعام محمدی، اشعار محمدی، امام محمدی، ایمان محمدی، برہان محمدی، تعویذ محمدی، تحفہ محمدی، تعلیم محمدی، توحید محمدی، تفسیر محمدی، عبان محمدی، نصیحت محمدی، نکاح محمدی، نور محمدی، وضو محمدی، قطبہ محمدی، وظائف محمدی، ہدایت محمدی، حیات محمدی، حجت محمدی، خطبہ محمدی، خطبات محمدی، خطاب محمدی، درود محمدی، دلائل محمدی، دین محمدی، دلائل محمدی، دین محمدی، ذمہ محمدی، الایمان محمدی رکوع محمدی، زیارت محمدی، سراج محمدی، سلام محمدی، سیرت محمدی، سیف محمدی، شمع محمدی، صدائے محمدی، صلوٰۃ محمدی، صدام محمدی، صراط محمدی، صمصام محمدی، ضرب محمدی، طریق محمدی، ظفر محمدی، عقیدہ محمدی، عقائد محمدی، عصائے محمدی، غیبہ محمدی، فرمان محمدی، فیصلہ محمدی اور فضائل محمدی وغیرہ)، محمد عبدالسلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ صاحب سیرۃ البخاری) عبدالرحیم غزنوی (۱۳۴۲ھ عبدالقادر لکھنوی (۱۳۴۲ھ) عبدالحیٔ حسنی (م ۱۳۴۲ھ صاحن نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر) ابو عبداللہ محمد بن جمال الدین بھوجیانی امرتسری (م ۱۳۴۳ھ)، عبدالباری فرنگی محلی (۱۳۴۴ھ)، خلیل احمد سہارنپوری (م ۱۳۴۶ھ صاحب بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد)، سید

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالحبیبؒ (م ۱۳۴۶ھ تلمیذ عبداللہ غازیپوریؒ) شوکت علیؒ (م ۱۳۴۶ھ)، قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ (۱۳۴۸ھ صاحب غایت المرام، رحمتہ للعالمین، الجمال والکمال تفسیر سورہ یوسف، تاریخ المشاہیر، شرح اسماء الحسنی خطبات سلیمانی، سبیل الرشاد، المسح علی الجوربین) غلام نبی ربانی سوہدرویؒ (م ۱۳۴۸ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی) احمد اللہ پرتاب گڑھیؒ (م ۱۳۴۸ھ تلمیذ بشیر سہسوانیؒ) شمس الحق عظیم آبادیؒ صاحب برہان العجاب فی فرضیتہ قراۃ خلف الامام) احمد اللہ محدث دہلویؒ (۱۳۴۸ھ)، اکبر شاہ خاں نجیب آبادیؒ (م ۱۹۳۸ء صاحب تاریخ اسلام) محمد علی جوہرؒ (م ۱۳۴۹ھ نواب سلطان جہاں بیگم بھوپالیؒ (۱۳۴۹ھ)، عبدالواحد غزنویؒ (۱۳۴۹ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ) عبدالرحمٰن ولایتیؒ (۱۳۴۹ھ) ، محمد اقبال سیالکوٹیؒ (م ۱۹۳۸ء صاحب رموز بیخودی بال جبریل بانگ درا وغیرہ)، عبدالوہاب دہلویؒ (م ۱۳۵۱ھ)، عبدالحامد بدایونیؒ (م ۱۳۵۱ھ) عبدالغفور غزنویؒ (م ۱۳۵۲ھ تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ)، عبدالجبار عمرپوریؒ (م ۱۳۵۲ھ) مناظر احسن گیلانیؒ (صاحب تدوین قرآن، تدوین حدیث، تذکرہ شاہ ولی اللہ امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی ، مقالات احسانی النبی الخاتم، مقدمہ تدوین فقہ، تفسیر سورہ کہف ، ابوذر غفاریؓ وغیرہ) انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۲ھ صاحب کشف الستر، فصل الخطاب، نیل الفرقدین، فیض الباری شرح صحیح البخاریؒ، عرف الشذی، گنجینہ اسرار، خاتم النبین ، عبدالرحمن مبارکپوریؒ (۱۳۵۲ھ) تلمیذ عبداللہ محدث غازی پوریؒ، میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ، فیض اللہ مئویؒ، حسام الدین مئویؒ، عبدالرحیم مبارکپوریؒ وغیرہ صاحب تحفتہ الاحوذی، شرح جامع الترمذی، ابکار المنن فی تنقید اثار السنن، شفاء العلل، مقالتہ الحسنی فی سنیتہ المصافحۃ بالید الیمنی، تحقیق الکلام فی جوب القراۃ خلف الامام، خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون، کتاب الجنائز، نور الابصار، ضیاء الابصار، تنویر الابصار، القول السدید فیما تکبیرات العید، الدر المکنون فی تائید خیر الماعون، الوشاح الابریزی فی حکم الرواء الانظیری، ارشادہ الھائم منع خصاء البہائم، الکلمتہ الحسنی فی تائید المقالتہ الحسنی، مسائل عشر، مرتب فتاویٰ نذیریہ و فتاویٰ عبداللہ محدث غازیپوریؒ)، عبدالغفور غزنویؒ (م ۱۳۵۲ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ صاحب حمائل غزنویؒ) عبدالقادر قصوریؒ (م ۱۳۶۱ھ)، محمد بن یوسف سواتیؒ (م ۱۳۶۱ھ)، اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ صاحب تفسیر بیان القرآن بہشتی زیور، مناجات مقبول، امداد الفتاویٰ، تربیت السالک، نشر الطیب، فتاویٰ اشرفیہ، سہل المواعظ، مقالات صوفیہ، عرفان حافظ وغیرہ) عبدالحفیظ اعظم گڑھیؒ (م ۱۳۶۳ھ)، محمد عبدالباقی لکھنویؒ (م ۱۳۶۴ھ)، عبدالتواب ملتانیؒ (م ۱۳۶۶ھ صاحب تعلیقات علی مصنف ابن ابی شیبہؒ، حواشی علی مسند عمر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عبدالعزیزؒ و قیام اللیل للمروزیؒ، د حاشیہ علی ابی الحسن السندیؒ، علی صحیح مسلمؒ اردو ترجمہ صحیح البخاریؒ و بلوغ المرام)، ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ (م ۱۳۶۷ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ، صاحب تفسیر القرآن بکلام الرحمن، بیان القرآن علی علم البیان، تفسیر ثنائی، فقہ اور فقیہ اجتہاد و تقلید، اربعین، ثنائیہ، حجیت حدیث، اتباع رسول، شمع توحید، حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش، مسیحیت، اور اسلام مقدس رسول بجواب رنگیلا رسول، رسالہ وید اور گوشت خوری، رسائل در رد قادیانیت، ہفت روزہ اخبار الحدیث وغیرہ) عبید اللہ سندھیؒ (م ۱۹۴۴ء، صاحب شاہ ولی اللہؒ اور ان کا فلسفہ وغیرہ مدفن خانپور)، حبیب الرحمن خاں شیروانیؒ (م ۱۳۶۹ھ)، فیض الحسن سہارنپوریؒ (استاد شیخ جماعت علی شاہؒ) قاضی عبدالرحمن محدث پانی پتیؒ (استاد جماعت علی شاہؒ) ابو القاسم سیف بنارسیؒ (م ۱۳۶۹ھ صاحب مشکلات البخاریؒ)، شبیر احمد عثمانیؒ (م ۱۳۶۹ھ صاحب فتح الملہم شرح صحیح المسلمؒ، تفسیر عثمانی، اعجاز القرآن، حیات شیخ الہند، العقل والنقل، مسئلہ تقدیر، فضل الباری شرح صحیح البخاریؒ) نذیر املوی اعظم گڑھیؒ (م ۱۳۶۹ھ جماعت علی شاہؒ (م ۱۳۷۰ھ کفایت اللہ دہلویؒ (م ۱۳۷۲ھ، صاحب تعلیم الاسلام) سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ صاحب تاریخ ارض القرآن، حیات مالک، خطبات مدراس، سیرت عائشہؓ، عربوں کی جہاز رانی، برید فرہنگ، اہل سنت والجماعت، رحمت عالمؐ سیرت النبیؐ، نقوش سلیمانی، حیات شبلی، اسلامی کے سیاسی نظام کی تدوین)، میر محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ (م ۱۳۷۵ھ، تلمیذ حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادیؒ و میاں محمد نذیر حسین دہلویؒ، صاحب شہادۃ القرآن، معلم الوصول الی اسرار سراء الرسول، تاریخ اہلحدیث، تفسیر سورہ فاتحہ، نزول ملائکہ والروح الی الارض، آئین قادیانی، اعجاز القرآن، تاریخ نبویؐ، اخلاق محمدیؐ، عصمت انبیاء، تائید القرآن، تعلیم القرآن، احکام المرام، سیرت مصطفیٰ وغیرہ)، عبدالسلام ندویؒ (م ۱۳۷۶ھ)، ابوالکلام آزادؒ (م ۱۳۷۸ھ صاحب ترجمان القرآن، ام الکتاب تفسیر سورہ فاتحہ، شہادت حسین، ولادت نبوی، اصحاب کہف، رسول رحمت، قرآن کا قانون عروج و زوال، غبار خاطر، آزادی ہند، مقالات ابوالکلام، مکاتیب ابوالکلام)، احمد سعید دہلویؒ (م ۱۳۷۸ھ صاحب تفسیر کشف الرحمن، وعظ سعید، معجزات رسول، صلوٰۃ و سلام)، عبدالجبار سوہدرویؒ (م ۱۳۷۹ھ، صاحب عمدۃ الاحکام، انتخاب الصحیحین) اسلم جیراجپوریؒ (م ۱۹۵۶ء) صاحب تاریخ القرآن، حیات حافظ، حیات جامی، الوراثۃ فی الاسلام، تاریخ الامت)، ابو سعید شرف الدین محدث دہلویؒ (م ۱۳۸۱ھ) عبدالجبار محدث کھنڈیلویؒ (م ۱۳۸۲ھ، تلمیذ علامہ مبارکپوریؒ صاحب اختلاف خاتمہ، ازالۃ الحیرۃ عن فقاہت ابی ہریرۃؓ، مقاصد الامامہ،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتمام الحجۃ، مقدمہ صحیح بخاری"، حاشیہ صحیح بخاری) سید محمد داؤد دراز" (م ۱۳۸۳ھ)" سید محمد داؤد غزنوی" (م ۱۳۸۳ھ)، حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی" (م ۱۳۸۴ھ تلمیذ شمس الحق عظیم آبادی" و میاں محمد نذیر حسین دہلوی" و بشیر سہسوانی" وغیرہ۔ صاحب تخریج آیات الجامع الصحیح البخاری"، شرح مشکوۃ المصابیح، شرح سنن ابن ماجہ" و مسند احمد" مودودیت اور حدیث نبویہ، اہلحدیث کی تعریف، اہل سنت کی تعریف)، مسعود عالم ندوی" (م ۱۳۸۵ھ، صاحب ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک، محمد بن عبدالوہاب" ایک بدنام مصلح)ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی" (م ۱۳۸۵ھ، صاحب تراجم علمائے اہلحدیث ہند)، عبدالرحمن بن یحییٰ المعلمی الیمانی" (م ۱۳۸٦ھ صاحب طلیعہ التنکیل، مقام ابراہیم، انوار الکاشفہ، اغاثۃ العلماء من طعن صاحب الوراثۃ تعلیق علی تاریخ الکبیر، خطاء امام البخاری" فی تاریخہ، تصحیح تذکرۃ الحفاظ للذہبی" تصحیح جرح والتعدیل لابن ابی حاتم" تصحیح موضح اوہام للخطیب بغدادی" المعانی الکبیر لابن قتیبہ" فوائد المجموعہ للشوکانی" الاکمال لابن ماکولا" الانساب للسمعانی" السنن الکبری للبیہقی" مسند ابی عوانہ" کفایہ فی علم الروایہ للخطیب بغدادی" صفۃ الصفوہ لابن الجوزی" منتظم لابن الجوزی" وغیرہ) محمد اسماعیل سلفی" (م ۱۳۸۷ھ، صاحب حجیت حدیث وغیرہ)، ظفر احمد تھانوی عثمانی" (م ۱۳۹۴ھ، صاحب اعلاء السنن، انہاء السکن)، عبدالسلام بستوی" (م ۱۳۹۴ھ)، سید ابوبکر غزنوی" (م ۱۳۹۵ھ) عبدالماجد دریا بادی" (۱۳۹۸ھ صاحب تفسیر ماجدی، نورانی جہیز، تصوف اور اسلام، بشریت انبیاء، معاصرین، آپ بیتی) مفتی محمد شفیع" (صاحب معارف القرآن، فتاویٰ دارالعلوم، جواہر الفقہ، کشکول، مقام صحابہ، علامات قیامت، نزول مسیح، ضبط ولادت وغیرہ) عبدالشکور لکھنوی" (صاحب علم الفقہ، فتنہ ابن سباء، تاریخ مذہب شیعہ، خلفائے راشدین)،ابوالمحاسن قائم بن صالح السندی"(صاحب فوزالکرام بماثبت فی وضع الیدین تحت السرۃ اوفوقہا تحت الصدر عن الشفیع المظلل بالغمام) حمید الدین فراہی" (استاد امین احسن اصلاحی صاحب مجموعہ تفسیر فراہی، اقسام القرآن، ذبیح کون ہے؟) حفظ الرحمن سیوہاروی" (صاحب قصص القرآن، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، بلاغ المبین، اسلام کا اقتصادی نظام)، حسین احمد مدنی" (صاحب حلیتہ المسلمین، الشہاب الثاقب، نقش حیات، سلاسل طیبہ، داڑھی کی شرعی حیثیت، عقائد علمائے دیوبند، خادم الحرمین) محمد ادریس کاندھلوی" (صاحب حیات الصحابہ، سیرۃ المصطفیٰ" شرح مشکوۃ المصابیح)، محمد یوسف کاملپوری" (صاحب تکملہ الحاشیہ علی تخریج الزیلعی") سرسید احمد خاں" (صاحب تفسیر احمدی، آثار الصنادید، مکاتیب سرسید) سرراس مسعود" یوسف بنوری" (صاحب معارف السنن) عبدالرزاق ملیح آبادی" (صاحب ترجمہ الوسیلہ لابن تیمیہ") امیر علی" (تلمیذ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالحیٔ لکھنویؒ صاحب التذنیب) فضل اللہ حیدر آبادیؒ (صاحب فضل اللہ الصمد فی توضیح الادب المفرد للبخاریؒ) عبدالعزیز پنجابیؒ (صاحب تعلیق علی نصب الرایہ للزیلعیؒ، اطراف البخاریؒ) اکرم بن عبدالرحمان السندیؒ (صاحب امعان النظر بشرح نخبتہ الفکر) ولی اللہ فرخ آبادیؒ (صاحب المطر الثجاج شرح صحیح مسلم بن الحجاجؒ بلسان الفارسی) محمود حسن ٹونکیؒ (صاحب معجم المصنفین)، محمد بن قاسم حیدر آبادیؒ (صاحب قول المستحسن فی فخر الحسن)، عبدالحق الہ آبادی (صاحب تقریر شرح المناسک لعلی القاریؒ) محمد بدر عالم میرٹھیؒ (صاحب تعلیقات علی فیض الباری للعلامہ انور شاہ کشمیریؒ، ترجمان السنہ، جواہر الحکم)، بحر العلوم لکھنویؒ (صاحب تنویر المنار) ولی اللہ لکھنویؒ (صاحب شرح مسلم الثبوت) حیدر علی فیض آبادیؒ (صاحب منتہی الکلام)، ملا جیونؒ (صاحب تفسیر احمدی)، اللہ داد جونپوریؒ (محشی ہدایہ)، مہدی حسن شاہجہاں پوریؒ (صاحب شرح کتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشیبانیؒ) فخر الحسن گنگوہیؒ (محشی سنن ابی داؤد) مرزا حیرت دہلویؒ (صاحب حل صحیح البخاریؒ)، سراج احمد سرہندیؒ (شارح ترمذیؒ)، عبدالحق حقانیؒ (صاحب تفسیر حقانی) حکیم محمد اشرف سندھوؒ (صاحب مقیاس حقیقت بجواب مقیاس حنفیت، پیغام جیلانی، مقام اہلحدیث، رکعات قیام رمضان من اقوال اصحاب النعمانؒ، فرقہ ناجیہ، البشریٰ بسعادۃ الدارین فی سوانح سید نذیر حسینؒ، بریلوی عقائد و اعمال، بریلویت کا پس منظر، تصور شیخ کا پس منظر، عقیدہ حیات النبیؐ، اکمل البیان فی شرح حدیث نجد قرن الشیطان، اکابر علماء دیوبند کا مذہب، فرقہ وجودیہ کی اصلیت اور پہچان وغیرہ) اسد علی اسلام آبادیؒ، سید شاہجہانؒ، شیخ نذیر فریدیؒ اعظمی، حافظ شاہ محمد نعیم عطاؒ، ابو اسماعیل یوسف حسین خانپوری ہزارویؒ، احمد علی سہارنپوریؒ، محمد بن بارک اللہ پنجابیؒ، محمد اویس نگرامیؒ، عبدالسلام قدوائی ندویؒ، عبدالمجید سالکؒ، فضل الحق خیر آبادیؒ، آزاد سبحانیؒ، محمد اسحاق سندیلویؒ، حمید اللہ حیدر آبادیؒ، جعفر حسینؒ، احمد حسن امروہویؒ، حسین علی میانوالیؒ، یوسف کاندھلویؒ، محمد الیاس میواتیؒ (بانی تبلیغی جماعت) نور الحسن کاندھلویؒ، امام علی الحق سیالکوٹیؒ، ملا کمال کشمیریؒ، قطب الدین سہالویؒ، کریم الدین عثمانیؒ، غلام حیدر بن شیخ ہدایت اللہ عظیم آبادیؒ، ابو عبید اللہ، فضل الرحمٰن مراد آبادی، فضل الرحمٰن ابن حاجی عبدالسمیع مبارکپوریؒ، لطف اللہ علی گڑھی، حفیظ اللہ علی گڑھی، غلام علی قصوری، علامہ سنبھلی (صاحب احیاء السنن)، قاضی بدر الدولہ مدارسیؒ (صاحب تفسیر فیض الکریم)، عبداللہ الہ آبادیؒ، محمد سعید مغلپوریؒ، نور اللہ بن شہباز السندیؒ، عبدالقدوس گنگوہیؒ، محب اللہ الہ آبادیؒ، امان اللہ پانی پتیؒ، ڈاکٹر محمد رفیع الدینؒ، احسان اللہ شاہ ابن ابی تراب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشد اللہ شاہ الراشدیؒ محمد خلیل بن محمد سلیم خیرپوریؒ حافظ فتحی جہلمیؒ بہاء الدین خاں جلال آبادیؒ قطب الدین ہالیجویؒ نور عیسیٰ خیلیؒ عبدالکریم نواب شاہیؒ ابوا سحق نیک محمد امرتسریؒ (خلیفہ عبدالجبار غزنویؒ) بشیر احمد ملتانیؒ عطاء اللہ لکھویؒ حافظ گوندلویؒ عبدالقادر حصاریؒ عنایت اللہ وزیر آبادیؒ ابو محمد عبدالستارؒ محمد یوسف کلکتویؒ عبدالشکور شکراویؒ عبدالجلیل سامرودی سورتیؒ شفیع محمد المنکیو سکرندیؒ عاشق الٰہی میرٹھیؒ سعید احمد اکبر آبادیؒ، حکیم محمد صادق سیالکوٹیؒ عبدالقہارؒ محمد یونس دہلویؒ حکیم عبدالسمیع شفاء اثریؒ (صاحب ترجمہ صاحب تحفۃ الحوذی، علم غیب، اہل بیت رسولؐ) سید تفریظ احمد سہسوانیؒ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ (صاحب تفہیم القرآن، پردہ، خلافت و ملوکیت، الجہاد فی السلام، رسالہ دینیات، ہندوستان کی سیاسی کشمکش، رسائل و مسائل، خطبات، سیرت سرور دو عالمؐ وغیرہ) محمد زکریا کاندھلویؒ (صاحب اوجز المسالک فی شرح موطا امام مالک، تاریخ مشائخ چشت، مکتوبات تصوف، صحبت باالولیاء، انعام الباری شرح اشعار البخاریؒ شمائل ترمذیؒ تبلیغی نصاب، فضائل حج وغیرہ) اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ (صاحب الشیعہ و اہل البیت، الشیعہ والسنہ، الشیعہ والقرآن، الشیعہ والتشیع، البریلویہ، القادیانیہ، البہائیہ، الاسماعیلیہ، البابیہ، التصوف، بین الشیعہ واہل السنہ) وغیرہ جیسے مشاہیر علماء پیدا ہوئے لیکن ان میں سے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، میاں سید محمد نذیر حسین دہلوی، شیخ حسین بن محسن الیمانی، عبداللہ محدث غازیپوری، اور عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہم اللہ کو جو مقام حاصل ہوا وہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آیا۔ ذیل میں ہم ان چند بزرگوں کا ذکر خیر مختصراً کریں گے۔

(۱) جب شاہ محمد اسحق محدث دہلویؒ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لیجانے لگے تو اپنا جانشین ایک ایسے شخص کو بنایا جو اپنے زمانہ کا منفرد اپنے وقت کا قطب، مرجع آفاق، بالاتفاق استاد عرب و عجم اور تیرھویں صدی ہجری کا مجدد اعظم تھا یعنی شیخ الاجل سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمتہ اللہ۔ شاہ محمد اسحق دہلویؒ کی مسند درس و افتاء پر آپ بارہ سال تک مختلف علوم و فنون کی تمام متداولہ کتب کا درس دیتے رہے پھر آپ پر قرآن و حدیث کی درس و تدریس کی محبت غالب آگئی چنانچہ آپ نے ان علوم شریفہ کے علاوہ باقی دوسرے تمام علوم سے کنارہ کشی اختیار کر لی مگر فقہ سے یک گونہ اشتغال باقی رہا۔ آخر عمر تک آں رحمہ اللہ ان علوم کی درس و تدریس میں مصروف رہے۔ ۱۲۷۰ھ تا ۱۳۲۰ھ تک تقریباً باسٹھ سال آپ کا یہ فیض جاری رہا۔ علوم حدیث پر آپ کی نظر اس قدر وسیع تھی کہ لوگ آپ کو بیہقی وقت پکارا کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد تقی الدین الہلالی المراکشیؒ (سابق استاذ حدیث جامعہ الاسلامیہ مدینہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منورہ) فرماتے ہیں کہ "آپ اپنے وقت کے امام بخاری تھے" (۹۶) آپ کی درسگاہ سے تقریباً" بیس ہزار جویان علم و دانش فیضاب ہوئے اور اقطائے عالم میں پھیل کر دین کی اشاعت و خدمت میں مصروف ہوئے۔ آپ کے ان تلامذہ میں ہندوستان کے علاوہ حجاز٬ مصر٬ شام٬ یمن٬ بلخ٬ بدخشاں٬ سمرقند٬ کابل اور بخارا وغیرہ کے طلبہ بھی شامل تھے۔ علامہ سید سلیمان ندوی آں رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

> "علمائے اہل حدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانہ علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج ٬ سہوان٬ اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل علم اس ادارہ میں کام کرتے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنیؒ ان سب کے سرخیل تھے اور دہلی میں مولانا سید نذیر حسین صاحبؒ کی مسند درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق و مغرب سے ان کی درسگاہ کا رخ کر رہے تھے" (۹۷)

(۲) اس صدی کی دوسری اہم شخصیت یعنی نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالیؒ کے متعلق سید سلیمان ندوی کے تاثرات آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائے٬ سابقہ صفحات میں آپ کی بلند پایہ علمی تصانیف کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔ اب مولوی ابو یحیٰ امام خاں نوشہروی رحوم کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں٬ لکھتے ہیں

> "السید نواب صدیق حسن خاں صاحب قنوجی مرحوم کی دستار فضیلت جس وقت طرہ شاہانہ سے مزین ہوئی تو ریاست بھوپال ایک سرے سے منبع علم و مرجع علماء ہو گئی۔ حضرت والا جاہ علیہ الرحمۃ نے ایک محفل علم سجائی۔ مولانا قاضی بشیرالدین قنوجی مرحوم٬ مولانا قاضی محمد مچھلی شہریؒ مولانا سلامت اللہ جے راج پوریؒ٬ شیخ حسین عرب یمنیؒ٬ مولانا محمد بشیر سہوانیؒ۔۔۔۔ بھوپال میں تشریف فرما ہیں متعدد مدارس علم

(۹۶) صوت الجامعہ بنارس ماہ فروری ۱۹۷۳ء

(۹۷) تراجم علمائے حدیث ہند مصنفہ ابو یحیٰ امام خان نوشہروی ج نمبر۱ ص ۳۶ طبع دہلی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و فن قائم ہوئے۔ طلبہ کھنچے چلے آرہے ہیں ریاست کے تمام مسلمان اس خدمت کی دینی برکتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ گویا کہ علم و فن کے اعتبار سے بھوپال کی قسمت ہی جاگ اٹھی"۔ (۹۸)

اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ فرماتے ہیں

"نواب صاحب نے اصولاً" شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے فقہی نقطہ نظر کی بنیاد پر ۱۲۶۸ھ میں بلوغ المرام کی فارسی شرح مسک الختام، ۱۲۹۴ھ میں تجرید صحیح بخاریؒ للشرجی کی شرح عون الباری، ۱۲۹۹ھ میں تلخیص صحیح مسلم للمنذریؒ کی شرح السراج الوہاج تالیف فرمائیں علاوہ ازیں اصحاب تحقیق کے لئے اگر ایک طرف ہزاروں کے صرفہ سے ۱۲۹۷ھ میں نیل الاوطار، ۱۳۰۰ھ میں ۵۰ ہزار روپے خرچ کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاریؒ بولاق مصر سے شائع کرائیں تو دوسری طرف صحاح ستہ بشمول موطا امام مالکؒ کے اردو تراجم و شرح لکھوا کر شائع کرنے کا بھی اہتمام کیا تاکہ عوام براہ راست علوم و سنت کے انوار سے متمتع ہو سکیں"۔ (۹۹)

نواب صدیق حسن خاںؒ کی علمی خدمات کا اعتراف علامہ محمد منیر الدمشقی نے بھی بہت عمدہ انداز میں کیا ہے جسکا تذکرہ یہاں طول محض کا باعث ہوگا۔۔۔(۱۰۰)

(۳) اب اس صدی کی تیسری اہم شخصیت علامہ سید حسین عرب یمنیؒ کے متعلق مولانا ابوالحسن علی الحسنی الندوی صاحب کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں

"شیخ حسین بن محسنؒ کا وجود اور ان کا درس حدیث ایک نعمت خداوندی تھا جس سے ہندوستان اس وقت بلاد مغرب و یمن کا ہمسر بنا ہوا تھا اور اس نے ان جلیل القدر شیوخ حدیث کی یاد تازہ کر دی تھی جو اپنے خداداد حافظہ، علو سند اور کتب حدیث و رجال پر عبور کامل کی بنا پر خود ایک

(۹۸) ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۲۶ طبع لاہور

(۹۹) پندرہ روزہ ترجمان دہلی مارچ ۱۹۶۸ء

(۱۰۰) السوز ص ۳۸۸ بحوالہ پندرہ روزہ ترجمان دہلی مارچ ۱۹۶۸ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ کتب خانہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ شیخ حسینؒ بہ یک واسطہ علامہ محمد بن علی الشوکانیؒ صاحب نیل الاوطار کے شاگرد تھے اور انکی سند حدیث بہت عالی اور قلیل الوسائط سمجھی جاتی تھی۔ یمن کے جلیل القدر اساتذہ حدیث کے تلمذ و صحبت ، غیر معمولی حافظہ جو اہل عرب کی خصوصیت چلی آرہی تھی، سالہا سال تک درس و تدریس کے مشغلے اور طویل مداولت اور ان یمنی خصوصیات کی بنا پر جنکی ایمان و حکمت کی شہادت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ حدیث کا فن گویا ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا اور ان کے دفتر ان کے سینہ میں سما گئے تھے وہ ہندوستان آئے تو علماء و فضلاء (جن میں بہت سے درس و صاحب تصنیف بھی تھے) نے پروانہ وار ہجوم کیا اور فن حدیث کی تکمیل کی اور ان سے سند لی۔

تلامذہ میں نواب صدیق حسن خاںؒ مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ مولانا عبداللہ غازی پوریؒ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ مولانا سلامت اللہ جے راج پوریؒ نواب وقار نواز جنگؒ مولانا وحید الزماں حیدر آبادی، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۱۰۱)

(۴) اس دور کے چوتھے عبقری علامہ عبداللہ محدث غازی پوریؒ کے متعلق سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں

"اس درسگاہ (مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ کی درسگاہ) کے تیسرے نامور حافظ عبداللہ محدث غازی پوریؒ ہیں جنہوں نے درس و تدریس کے ذریعے خدمت کی اور کہا جا سکتا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحبؒ کے بعد درس کا اتنا بڑا حلقہ اور شاگردوں کا مجمع ان کے سوا کسی اور ان کے شاگردوں میں نہیں ملا"۔ (۱۰۲)

(۱۰۱) حیات عبدالحئی از مولانا ابوالحسن علی الندوی ص ۶۳ طبع دہلی

(۱۰۲) تراجم علمائے حدیث ہند ج نمبر ا ص ۳۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) اسی دور کے ایک مشہور محدث مولانا عبدالرحمن مبارکپوریؒ تھے جن کی تصانیف و اساتذہ کا مختصر تذکرہ اوپر گزر چکا ہے آپ کی تبحر علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے سابق استاد حدیث علامہ ڈاکٹر محمد تقی الدین المراکشیؒ جنہیں علامہ مبارکپوریؒ سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا اپنے مضمون "ہندوستان میں اہلحدیث" قسط نمبر ۳ (مترجم آزاد رحمانی) میں فرماتے ہیں

> "میں اپنے رب کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ عبدالرحمن بن عبدالرحیم مبارکپوری رحمتہ اللہ علیہ اگر تیسری صدی ہجری کی شخصیت ہوتے تو آپ کی تمام وہ حدیثیں جنہیں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یا آپ کے اصحاب سے روایت کرتے صحیح ترین احادیث ہوتیں اور ہر وہ چیز جسے آپ روایت کرتے حجت بنتیں اور اس بات میں کسی دو آدمی کا بھی اختلاف نہ ہوتا"۔ (۱۰۳)

علامہ مبارکپوریؒ کے مشہور تلامذہ میں مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ (صاحب سیرۃ البخاریؒ)' مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ (صاحب مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح)' مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلویؒ' مولانا امین احسن اصلاحی (صاحب تدبر قرآن)' شیخ عبداللہ نجدی قویعی ثم المصریؒ' عبدالقادر تقی الدین ہلالی المراکشی' حکیم مولوی عبدالسمیع شفاء اثری مبارکپوریؒ (صاحب ترجمہ علامہ مبارکپوریؒ) اور والد محترم مولانا محمد امین اثر رحمانی مبارکپوریؒ (صاحب تحفہ حدیث' کتاب روزہ) زید مجدہ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں ۔ آں رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات زندگی کیلئے تذکرہ علمائے حال' تراجم علمائے اہلحدیث' مقدمہ تحفۃ الاحوذی' معجم المولفین للشیخ محمد رضا کحالہ' نزہتہ الخواطر' تذکرہ علمائے مبارکپور للقاضی اطہر مبارکپوری' حیات عبدالحئی لابی الحسن علی الندوی' ماہنامہ صوت الجامعہ بنارس' مقدمہ مختارات الاحادیث والحکم النبویہ عبدالوہاب عبداللطیف مصری' مجلہ الحج مکہ مکرمہ اور علامہ مبارکپوریؒ کی علمی خدمات پر مولوی عبدالکبیر عبدالقوی حفظہ اللہ کی غیر مطبوعہ بحث وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔ (۱۰۴)

---

(۱۰۳) صوت الجامعہ بنارس بابت رجب المرجب ۱۳۹۴ھ

(۱۰۴) تذکرہ علمائے حال ص ۴۳' نزہتہ الخواطر ج نمبر ۸ ص ۲۴۲' مقدمہ مختارات الاحادیث والحکم النبویہ للشیخ عبدالوہاب ص ۳' تذکرہ علمائے مبارکپور للقاضی اطہر مبارکپوری ص ۱۴۵-۱۵۶' صوت الجامعہ بنارس ماہ فروری' مئی و اگست ۱۹۷۴ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے ہندوستان میں چودہ ۱۴۰۰ سو سالہ محدثین کرام اور علمائے حق کی اشاعت اور اسلام کے سلسلہ میں کی گئی جانفشانیوں کی ایک مختصر سی تاریخی جھلک، ان علماء اور خدام دین کے علاوہ ہندوستان میں بے شمار اصحاب علم و قلم اور بھی گزرے ہیں مگر یہاں ان کے اسمائے گرامی مضمون کو طوالت سے بچانے کے پیش نظر ترک کر دیئے گئے ہیں۔

عالم اسلام کے متعدد اہل دانش و بینش، نے ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اشاعت اسلام بالخصوص علم حدیث کی خدمات کے سلسلہ میں ہندوستان کے علمائے حدیث کے مقتداء ہونے کا اعتراف برملا کیا ہے۔ چنانچہ استاد محمد ابوزھو مصری۔۔ علامہ زاہد کوثری حنفی کے حوالہ سے "ارض ہندوپاک میں اشاعت حدیث" کے زیر عنوان لکھتے ہیں

"۔۔۔۔ ایسے آڑے وقت میں جب کہ لوگ حدیث کے لئے کمربستہ نہ تھے اور ہمتیں پست ہو گئی تھیں۔ اہالیان ارض پاک و ہند نے حدیث نبوی اور اس کے علوم کی جو خدمات جلیلہ انجام دی تھیں انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے برصغیر کے علماء ایسے تھے جنہوں نے صحاح ستہ کی نہایت مفید شرحیں لکھیں اور ان پر قیمتی حواشی تحریر کیئے۔ احادیث احکام سے متعلق علماء نے ضخیم کتب تصنیف کیں، نقد رجال، علل حدیث کے ذکر و بیان اور شرح الاثار کے ضمن میں ان کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔ اسی طرح مختلف علوم الحدیث اور ان کے متعلقات کے بارے میں بھی انکی تصانیف کچھ کم قابل قدر نہیں"۔ (۱۰۵)

اسی طرح علامہ سید رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) بھی ہندوستان کے علمائے حدیث کو انکی مساعی جلیلہ پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں (۱۰۶)

(۱۰۵) تاریخ حدیث و محدثین (ترجمہ الحدیث والمحدثون، مترجم غلام احمد حریری) ص ۵۸۸-۵۸۹، طبع لاہور و مقالات محمد زاہد الکوثری ص ۷۱

(۱۰۶) مقدمہ مفتاح کنوز السنہ ص ق طبع داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۸۳ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولولا عناية اخواننا علماء الهند

بعلوم الحديث فى هذا العصر بقضى علیها بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت فى مصروالشام والعراق والحجاز منذالقرن العاشرة للهجرة حتى بلغت منتهى الضعف فى اوائل هذا القرن الرابع عشر

حاصل کلام یہ کہ اقلیم ہند میں اشاعت اسلام کا سہرا فقط محدثین اور علمائے حق کے سر ہے' صوفیاء کا اسمیں قطعاً" کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ اشاعت اسلام کے لئے جدوجہد بنیادی طور پر ان کے لائحہ عمل کا جزو نہ تھی۔ بلکہ انہوں نے تو تصوف کو اسلام کے روبرو ایک متوازی دین بنا کر کھڑا کر دیا تھا۔ یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ان صوفیوں نے ہندوستان میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار تعلقات قائم رکھے اور انہیں دین اسلام کی دعوت نہ دے کر ان ہندوؤں کے طور طریقوں کو اختیار کر لیا تھا۔ اس حقیقت کو تو بہت سے مستشرقین مثلاً" ہارٹن (HORTON)' بلوشیت (BLOCHET)' ماسی نون (MASSIGNON)' گولڈزیہر (GOLDZIHER) اور اولیری (O'LEARY) وغیرہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

الحمد اللہ اس معاملہ میں ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلی صاحب بھی ہم سے متفق نظر آتے ہیں کہ صوفیائے کرام نے برصغیر میں اشاعت اسلام کے لئے سرے سے کوئی کاوش نہیں کی۔ چنانچہ اپنے تازہ مضمون "اسلام کی توسیع و اشاعت میں صوفیاء کرام کا حصہ" میں ایک مقام پر لکھتے ہیں

"یہ حقیقت ہے کہ اشاعت دین کے لئے سعی کرنا تصوف کے بنیادی مقاصد میں کبھی شامل نہیں رہا"۔ (۱۰۷)

ڈاکٹر ظلی صاحب کی اس شہادت کے ساتھ ہی زیر نظر مضمون اختتام کو پہنچا۔

وآخر دعوانا الحمدلله رب العالمين

---

(۱۰۷) ہفت روزہ آئین لاہور (ماہانہ ایڈیشن) ماہ دسمبر ۱۹۸۸ء ص ۴۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم اسلام

حافظ محمد اسحاق زاہد

سعودی عرب کا
دستور جدید

سعودی عرب کا دستور جدید مارچ ۱۹۹۲ء سے مملکت میں نافذ العمل ہے۔ ہر چند کہ اخبارات و جرائد میں اس کا بیحد چرچا رہا لیکن اکثریت اس کی بنیادی خاکہ سے بھی نا واقف ہے۔ چند ایک ترجمے بھی شائع ہوئے لیکن وہ مترجمین کے مخصوص نظریات کی بھینٹ چڑھ گئے۔ دستور تاحال اپنی اصلی روح کے ساتھ منظر عام پر نہیں آیا۔ اسی ضرورت کے مد نظر ادارہ ہذا نے اس کے ترجمے کا اہتمام کیا ہے تاکہ نہ صرف اسلامک لاء سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بلکہ قارئین محدث کے لئے بھی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو اور دستور کی صحیح ترجمانی کا حق بھی ادا ہو سکے۔ نیز حکومتی اراکین کے لئے اسلامی قانون کے نفاذ کی پیش رفت میں بھی مفید اور سود مند ثابت ہو۔

زیر نظر دستور میں واضح طور پر کتاب و سنت کو مکمل دستور پر حاوی اور بالاتر قانون قرار دیا گیا ہے اور اس کی بنیادیں عین اسلامی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے استوار کی گئی ہیں۔ قبل ازیں بھی سعودی عرب میں اسلام عملاً نافذ تھا لیکن اس دستور میں اس کو اعلیٰ تر قانون تسلیم کر کے مملکت نے ہمیشہ کے لئے اپنی راہیں متعین کر لی ہیں۔ اس کے تین بنیادی اور اہم حصے ہیں۔

حصہ اول عمومی دستوری قوانین سے بحث کرتا ہے دوسرے حصہ میں مجلس شوریٰ کے نظام کا مفصل خاکہ پیش کیا گیا ہے اور تیسرے حصہ میں امن عامہ، علاقائی نظم و ضبط اور شہری حقوق ہیں۔ درج ذیل دستور اساسی دستوری قوانین سے متعلق ہے۔

(ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کا سیاسی نظام

نمبر: ۱/۹۰

تاریخ: ۲۷/ شعبان ۱۴۱۲ھ بمطابق یکم مارچ ۱۹۹۲ء

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خصوصی کرم کی ساتھ:

ہم (فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود فرمانروائے مملکت عربیہ سعودیہ) مصلحتِ عامہ کے تقاضوں، مختلف میدانوں میں مملکت کی ترقی اور مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے درجِ ذیل فرمان جاری کر رہے ہیں:

اولاً: حکومت کا سیاسی نظام اس فرمان کے ساتھ درج ذیل عبارت میں جاری کیا جاتا ہے۔

ثانیاً: ان تمام قوانین، احکامات اور قرار داوں پر بدستور عمل جاری رہے گا جو اس نظام کے اجراء کے وقت مملکت میں نافذ تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اس نئے دستوری نظام سے ہم آہنگ کر دیا جائے۔

ثالثاً: یہ دستور سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے گا اور تاریخ اشاعت سے ہی نافذ العمل ہوگا۔

باب اول: عام بنیادی اصول

دفعہ (۱) مملکتِ سعودیہ مکمل طور پر خود مختار عرب اسلامی ملک ہے، اس کا دین "اسلام" دستور کتاب اللہ اور سنت رسولؐ، زبان عربی اور دارالحکومت "الریاض" ہے۔

دفعہ (۲) ملک کی دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) ہیں۔ اور اس کی تقویم (کیلنڈر) ہجری تقویم ہے۔

دفعہ (۳) ملک کا پرچم اس طرح ہوگا:

(الف) رنگ: سبز (ب) چوڑائی، لمبائی کے دو تہائی کے برابر (ج) درمیان میں کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور اس کے نیچے بے نیام تلوار۔ یہ پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوگا اور اس کے متعلق دیگر احکام الگ قانون واضح کرے گا۔

دفعہ (۴) ملک کا امتیازی نشان "دو ایک دوسرے کو کاٹتی ہوئی تلواریں جن کے اوپر والے خلا میں "کھجور کا درخت" ہے۔ ملک کے ترانے اور اس کے تمغوں کا تعین بھی اسی نظام کے ذریعے ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم: نظامِ حکومت

دفعہ (۵) (الف) ملک کا نظام حکومت "بادشاہی" ہوگا۔

(ب) حکومت' بانیٔ سلطنت عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل آلِ سعود کے بیٹوں اور پوتوں میں ہوگی' ان میں سے جو زیادہ صالح ہوگا' اس کی بیعت کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ پر کی جائے گی۔

(ج) بادشاہ' ولی عہد (Crown Prince) کو منتخب کرے گا ور اسے ایک فرمان کے ذریعے معزول بھی کر سکے گا۔

(د) ولی عہد (بادشاہ کا جانشین) جانشینی اور بادشاہ کی طرف سے سونپی گئی ذمہ داریوں کے لئے یکسو اور فارغ ہوگا۔

(ھ) ولی عہد بادشاہ کی وفات کے بعد اس کے اختیارات اپنی بیعت کے مکمل ہونے تک سنبھال لے گا۔

دفعہ (۶) ملک کے تمام شہری بادشاہ کی کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر نیز تنگی و خوشحالی اور پسند و ناپسند' ہر صورت میں سمع و طاعت پر بیعت کریں گے۔

دفعہ (۷) حکومت' ملک میں اپنے اختیارت کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے حاصل کرے گی' اور ان دونوں (کتاب و سنت) کو اس نظامِ حکومت اور ملک کے تمام قوانین پر بالا دستی اور برتری حاصل ہوگی۔

دفعہ (۸) حکومت' شریعت اسلامی کے مطابق عدل و انصاف' شورائیت اور مساوات جیسے بنیادی اصولوں پر قائم رہے گی۔

باب سوم: سعودی معاشرے کی بنیادیں

دفعہ (۹) سعودی معاشرے کی بنیاد "خاندان" ہے۔ جس کے افراد کی تربیت اسلامی عقیدے اور اس کے تمام تقاضوں (مثلاً" اللہ اور اس کے رسول اور اولوالامر کی اطاعت و فرمانبرداری' نظام حکومت کا احترام اور اس کا نفاذ' وطن سے محبت پر اور اس کی شاندار تاریخ پر افتخار) کی اساس پر کی جائے گی۔

دفعہ (۱۰) حکومت -- خاندان کے مابین تعلق کو مضبوط بنانے' اس کی عربی اور اسلامی اقدار کی حفاظت کرنے' اس کے تمام افراد کی دیکھ بھال اور ان کی اہلیتوں اور صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے مناسب ماحول مہیا کرنے میں انتہائی طور پر کوشاں رہے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعہ (۱۱) سعودی معاشرے کا قیام اس اساس پر ہوگا کہ اس کے تمام افراد اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں' نیکی اور پرہیز گاری کے اصولوں پر ایک دوسرے سے تعاون کریں' باہم ایک دوسرے کا سہارا بنیں اور تفرقہ سے اجتناب کریں۔

دفعہ (۱۲) ملکی وحدت اور سالمیت کی حفاظت ہر سعودی شہری کا فرض ہے اور حکومت ہر ایسی کوشش سے روکے گی جو فرقہ بندی' فتنہ فساد اور انقسام پر منتج ہو

دفعہ (۱۳) مقاصدِ تعلیم درج ذیل ہوں گے:

نئی نسل کے دلوں میں اسلامی عقیدے کی تزکیہ و آبیاری' اسے علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کے لئے امداد مہیا کرنا اور اسے اس طرح تیار کرنا کہ وہ اپنے معاشرے کی تعمیر میں نفع بخش ثابت ہو' اپنے وطن سے محبت اور اپنی تاریخ پر فخر کرے۔

باب چہارم: اقتصادی اصول

دفعہ (۱۴) وہ تمام معدنی یا قدرتی وسائل جو اللہ نے زمین کے اندر یا باہر' علاقائی پانیوں یا مملکت کے اس بری و بحری دائرے میں ودیعت کیے ہوئے ہیں جہاں تک مملکت کی حدود پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کی اور ان سے حاصل ہونے والی دولت کی ملکیت' مملکت کو اُس طریقے کے مطابق حاصل ہوگی جسے ایک الگ قانون واضح کرے گا۔

قانون یہ بھی واضح کرے گا کہ ان تمام قدرتی وسائل سے استفادہ کرنے کے ذرائع کیا ہوں گے؟ ان کی حفاظت کس طور ہو گی؟ حکومت کے امن اور اس کے اقتصاد کی مصلحت کے لئے ان کی نشوونما کیسے ہوگی؟

دفعہ (۱۵) قانونی طریق کار کے بغیر کسی کو کوئی خصوصی حق یا ملک کی کسی آمدنی کو کاروبار میں لگانے کا اختیار نہیں دیا جائے گا۔

دفعہ (۱۶) قومی املاک کی حُرمت تسلیم کی جائے گی' حکومت کے لئے ملک کے شہریوں اور دیگر مقیم افراد کا تحفظ ضروری ہو گا۔

دفعہ (۱۷) ملکیت' سرمایہ اور محنت --- ملک کے اقتصادی اور اجتماعی ڈھانچے کی بنیادیں ہیں - یہ خاص (انفرادی) حقوق ہیں جو شریعت کے مطابق اجتماعی خدمت سرانجام دیتے ہیں

دفعہ (۱۸) حکومت' انفرادی ملکیت کی آزادی اور اس کی حُرمت کی ضمانت دے گی اور اسے کسی سے سَلب نہیں کیا جائے گا۔ لیکن مصلحتِ عامہ کے لئے مالک کو منصفانہ معاوضہ دے کر اس سے اس کی ملکیت حاصل کی جا سکے گی۔

دفعہ (۱۹) املاک کی عمومی ضبطی (Confiscation) ممنوع ہے۔ چنانچہ کسی خاص شخص کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیداد ضبط کرنے کی سزا صرف عدالتی فیصلے سے عمل میں آئے گی۔

دفعہ (۲۰) ٹیکس اور محصولات صرف ضرورت کے تحت اور منصفانہ بنیاد پر عائد کیے جائیں گے۔ ان کا عائد کرنا یا ان میں کوئی ترمیم' یا ان کو معاف کرنا وغیرہ صرف اور صرف قانون کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ (۲۱) زکوٰۃ وصول کی جائے گی اور اسے اس کے شرعی مصارف میں خرچ کیا جائے گا۔

دفعہ (۲۲) اقتصادی اور اجتماعی ترقی کی تکمیل علمی اور منصفانہ منصوبے کے تحت کی جائے گی۔

باب پنجم

دفعہ (۲۳) حکومت' عقیدۂ اسلام کی حفاظت اور شریعتِ اسلامیہ کو نافذ کرے گی' امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گی اور دعوت الی اللہ کا اہتمام کرے گی۔

دفعہ (۲۴) حکومت' حرمین شریفین کی تعمیر اور ان کی خدمت کا فرض پورا کرے گی۔ ان کی طرف قصد کرنے والوں کے لئے امن و سلامتی اور ان کی دیکھ بھال کو یقینی بنائے گی تاکہ حج و عمرہ اور زیارت (مسجدِ نبویؐ) اطمینان و سکون سے انجام پا سکیں۔

دفعہ (۲۵) حکومت' عرب اور مسلم امت کے باہمی تعاون اور اتحاد کی آرزوں کی تکمیل کے لئے انتہائی کوشاں رہے گی اور دوست ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات مستحکم کرے گی۔

دفعہ (۲۶) مملکت شریعت اسلامیہ کے مطابق حقوق انسانی کی حفاظت کرے گی۔

دفعہ (۲۷) ہنگامی حالت' بیماری' معذوری اور بڑھاپے میں حکومت سعودی شہری اور اس کے خاندان کے حقوق کی کفالت' "سوشل سیکوریٹی" (تحفظ عامہ) کے نظام کی مالی امداد اور فلاحی کاموں میں حصہ لینے والے اداروں اور افراد کی حوصلہ افزائی کرے گی۔

دفعہ (۲۸) کام کرنے کی صلاحیت اور قدرت رکھنے والے ہر فرد کے لئے حکومت روزگار کے مواقع مہیا کرے گی نیز ایسے قوانین وضع کرے گی جو وَرکر (ملازم) اور مالکِ کاروبار دونوں کی حفاظت کر سکیں۔

دفعہ (۲۹) حکومت --- سائنس اور ادب و ثقافت کی حفاظت' علمی بحث و مباحثے کی حوصلہ افزائی اور عربی و اسلامی ثقافتی سرمائے کی نگرانی کرے گی۔ عربی' اسلامی اور انسانی تہذیب کو پروان چڑھانے میں ہاتھ بٹائے گی۔

دفعہ (۳۰) حکومت --- تعلیم کو عام کرے گی اور ناخواندگی کو ختم کرنا اپنا فرض تصور کرے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعہ (۳۱) حکومت ـــ صحتِ عامہ کا اہتمام کرے گی اور ہر شہری کے لئے حفظانِ صحت کے انتظامات کرے گی۔

دفعہ (۳۲) حکومت ـــ "ماحول" کی حفاظت کرنے' اس کو بہتر بنانے اور اسے آلودگی سے بچانے کے اقدامات کرے گی۔

دفعہ (۳۳) حکومت ـــ مسلح افواج بنائے گی۔ انہیں عقیدۂ اسلامیہ' حرمین شریفین' معاشرے اور وطنِ عزیز کے دفاع کے لئے تیار کرے گی۔

دفعہ (۳۴) عقیدہ اسلامیہ' معاشرے اور وطن کا دفاع کرنا ملک کے ہر شہری پر لازمی ہوگا۔ ایک الگ قانون فوجی خدمات کے دیگر احکام کو واضح کرے گا۔

دفعہ (۳۵) مملکتِ سعودیہ عربیہ کی شہریت (Nationality) کے احکام دوسرے قانون کے ذریعے واضح کئے جائیں گے۔

دفعہ (۳۶) مملکت اپنے تمام شہریوں اور اپنی سرزمین پر دیگر رہنے والوں کے لئے امن و سلامتی کی ذمہ دار ہوگی۔ کسی کے معاملات میں بے جا دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔ اسے کسی قانونی کام سے روکا جائے گا نہ قید و بند میں ڈالا جائے گا۔ الا یہ کہ اسے کسی قانون کے تحت پابند یا قید کرنا پڑے۔

دفعہ (۳۷) چار دیواری کی حُرمت تسلیم کی جائے گی۔ مالک کی اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا ناجائز ہوگا۔ اور نہ ہی خانہ تلاشی لی جائے گی سوائے ان حالات کے جن کی دستور میں وضاحت ہوگی۔

دفعہ (۳۸) سزا فرد کا شخصی معاملہ ہے۔ کسی شرعی یا قانونی اساس کے بغیر کوئی فعل جرم قرار پائے گا نہ اس پر سزا دی جا سکے گی اور سزا اسی فعل پر دی جا سکے گی جو اس کے متعلق جاری ہونے والے قانون کے بعد مستوجبِ سزا قرار پائے گا۔

دفعہ (۳۹) تمام ذرائع ابلاغ اور وسائلِ نشرو اشاعت ـــ پاکیزہ اقوال اور مملکت کے قوانین کی پابندی کریں گے قوم کی تربیت کرنے اور اس کی وحدت کو مضبوط بنانے میں اپنا کردار سرانجام دیں گے۔ نیز ان تمام چیزوں سے اجتناب کریں گے جو فتنہ و فساد یا انتشار کا موجب ہوں گی یا جن سے مملکت کے امن و امان میں خلل واقع ہوگا اور اس کے تعلقات متاثر ہوں گے یا جن سے انسان کی عزت اور اس کے حقوق کی توہین ہوگی۔

قوانین دستور ان سب امور کی وضاحت کریں گے۔

دفعہ (۴۰) تار' خطوط' ٹیلیفون اور دیگر ذرائع اطلاع رسانی کی مکمل رازداری ہوگی۔ خطوط وغیرہ کو ضبط کیا جائے گا نہ انکی ترسیل میں تاخیر کی جائے گی اور نہ ہی انہیں پڑھا جائے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹیلیفون خفیہ طور پر سننا صحیح نہیں ہوگا۔ بجز ان صورتوں کے جنہیں قانون کے ذریعے واضح کر دیا جائے گا۔

دفعہ (۴۱) مملکتِ سعودیہ میں مقیم تمام افراد پر اس کے قوانین کی پابندی لازمی ہوگی۔ نیز سعودی معاشرے کی اقدار کی پاسداری، اس کی روایات اور اس کے جذبات کا احترام کرنا بھی ان پر لازم ہوگا۔

دفعہ (۴۲) جب مصلحتِ عامہ کا تقاضا ہوگا تو مملکت سیاسی پناہ کا حق عطا کرے گی اور ملکی قوانین اور بین الاقوامی معاہدات ایسے قواعد وضوابط ترتیب دیں گے جن کے ذریعے عادی مجرموں کو ان کی حکومت کے حوالے کیا جا سکے گا۔

دفعہ (۴۳) بادشاہ اور ولی عہد کے ایوان ہر شہری اور ہر اس شخص کے لئے کھلے ہیں جسے کوئی شکایت ہو یا جس کا حق سلب کیا گیا ہو۔ نیز ہر شہری کو اپنے معاملات کے سلسلے میں متعلقہ حکام سے رجوع کرنے کا حق ہوگا۔

باب ششم: مملکت کے بااختیار ادارے

دفعہ (۴۴) حکومت کے بااختیار ادارے تین ہوں گے:

(i) عدلیہ

(ii) تنفیذیہ ـــــ احکام اور فیصلے نافذ کرنے والا ادارہ

(iii) انتظامیہ

یہ بااختیار ادارے اپنے فرائض سرانجام دینے میں اس دستور اور دیگر قوانین کے مطابق ایک دوسرے سے تعاون کریں گے اور ان سب کا مرجع بادشاہ کی ذات ہوگی۔

دفعہ (۴۵) مملکت میں فتویٰ دینے کا سرچشمہ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ ہے۔ قانون کے ذریعے "تنظیم کبار علماء" اور "ادارۂ بحوثِ علمیہ" کی ترتیب اور ان دونوں کے فرائض کو بیان کر دیا جائے گا۔

دفعہ (۴۶) "عدلیہ" ایک آزاد اور بااختیار ادارہ ہوگا جس پر شریعتِ اسلامیہ کی بالادستی و برتری کے علاوہ اور کوئی بالا دستی نہیں ہوگی۔

دفعہ (۴۷) عدالتوں سے فیصلہ کرانے کا حق ملک کے ہر شہری اور دیگر مقیم لوگوں کو مساوی طور پر حاصل ہوگا۔ البتہ قانون اس کے لازمی طریقہ کو واضح کرے گا۔

دفعہ (۴۸) تمام عدالتیں پیش ہونے والے جملہ مقدمات میں شریعتِ اسلامیہ کے احکامات کے مطابق فیصلہ کریں گی جس طرح کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے ثابت ہیں۔ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولی الامر (امیر) کی طرف سے نافذ کردہ ان قوانین کے مطابق فیصلہ کریں گی جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے مخالف نہ ہوں۔

دفعہ (۴۹) دفعہ نمبر ۵۳ میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے اس کا لحاظ کرنے کے ساتھ ساتھ عدالتوں کو تمام تنازعات اور جرائم میں فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

دفعہ (۵۰) بادشاہ یا اس کا نائب عدالتی فیصلوں کو نافذ کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔

دفعہ (۵۱) قانون "عدالتی سپریم کونسل" کی تشکیل، اس کے اختیارات، عدالتوں کی ترتیب اور ان کے اختیارات کو واضح کرے گا۔

دفعہ (۵۲) ججوں کا تقرر اور انہیں انکی "خدمت" سے فارغ کرنا، دونوں کام ایک فرمان کے ذریعے مکمل ہوں گے۔ جس طرح کہ قانون کی وضاحت دیکھ کر "اعلیٰ عدالتی کونسل" تجویز پیش کرے گی۔

دفعہ (۵۳) قانون کے ذریعے "دیوانُ المظالم" (Ombudsman) کی ترتیب اور اس کے اختیارات کو واضح کیا جائے گا۔

دفعہ (۵۴) الزامات اور انکی تحقیق کے لئے ایک بورڈ قائم کیا جائے گا، جس کی تشکیل اور اس کے اختیارات قانون کے ذریعے واضح کر دیئے جائیں گے۔

دفعہ (۵۵) بادشاہ اپنے قومی امور کو احکامِ اسلام کے مطابق اور شرعی سیاست کے ساتھ چلائے گا۔ وہ شریعتِ اسلامیہ، مملکت کے قوانین اور اس کی عام پالیسیوں کو نافذ کرنے، نیز ملک کی حفاظت اور اس کے دفاع کا نگران ہو گا۔

دفعہ (۵۶) بادشاہ ہی کے پاس "وزیر اعظم" (Prime Minister) کے اختیارات ہوں گے۔ اس دستور اور دیگر قوانین کے مطابق کابینہ کے اراکین بادشاہ کے فرائض کی انجام دہی میں اس سے تعاون کریں گے۔ کابینہ کے بارے میں ایک قانون اس کے اختیارات کو واضح کرے گا جو داخلی و خارجی امور، حکومتی اداروں کو منظم کرنے اور ان کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے سے متعلق ہوں گے۔

دفعہ (۵۷) (الف) بادشاہ اپنے شاہی فرمان کے ذریعے نائب وزیر اعظم اور کابینہ کے ارکان (وزراء) کو مقرر اور معزول کر سکے گا۔

(ب) نائب وزیر اعظم اور اراکین کابینہ ـــــ شریعت اسلامیہ، قوانین اور ملک کی عام پالیسی کے نفاذ کے سلسلے میں بادشاہ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

(ج) بادشاہ کو کابینہ توڑ دینے اور اسے دوبارہ تشکیل دینے کا اختیار حاصل ہو گا۔

دفعہ (۵۸) بادشاہ کو ہر وزیر، نائب وزیر اور اعلیٰ عہدہ دار کے تقرر اور اسے سبکدوش کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اختیار حاصل ہوگا جس طرح کہ دستور کی اس بارے میں وضاحت ہوگی۔ وزراء اور مستقل شعبوں کے سربراہ اپنی وزارتوں اور متعلقہ شعبوں کے سلسلے میں وزیراعظم کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

دفعہ (۵۹) "سول سروس" کے احکام مثلاً" تنخواہیں' الاؤنس' معاوضے' خصوصی مراعات اور پنشن وغیرہ کی وضاحت بذریعہ قانون کی جائے گی۔

دفعہ (۶۰) بادشاہ تمام مسلح افواج کا سربراہ ہوگا اور وہی افسران کے تقرر اور ان کی سبکدوشی کے احکام بذریعہ قانون جاری کرے گا۔

دفعہ (۶۱) بادشاہ ہنگامی حالت میں عمومی بھرتی اور جنگ کے اعلان کا مجاز ہوگا جن کے بارے میں قانون کے ذریعہ مزید وضاحت کی جائے گی۔

دفعہ (۶۲) جب کبھی مملکت یا قومی سلامتی' وحدت اور مصالح عامہ کو کوئی خطرہ لاحق ہوگا' یا مختلف سرکاری اداروں کے فرائض کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوگی تو بادشاہ کو انہیں رفع کرنے کے لئے ہنگامی کاروائی کے اختیارات حاصل ہوں گے۔ اور اگر بادشاہ یہ سمجھے گا کہ ان کاروائیوں کو جاری رکھنا ضروری ہے تو وہ اس سلسلے میں ایک فرمان جاری کرے گا۔

دفعہ (۶۳) بادشاہ دیگر ممالک کے سربراہوں کا استقبال کرے گا اور اپنے سفیر دوسرے ملکوں میں مقرر کرے گا' نیز دوسرے ملکوں کے سفیروں کی تقرری کی اسانید قبول کرے گا۔

دفعہ (۶۴) بادشاہ خصوصی "نشان" اور "تمغے" عطا کرے گا جس کا قانون میں طریقہ کار واضح کر دیا جائے گا۔

دفعہ (۶۵) بادشاہ کو ایک فرمان کے ذریعے اپنے کچھ اختیارات ولی عہد کو منتقل کرنے کا اختیار ہوگا۔

دفعہ (۶۶) بادشاہ ملک سے باہر جاتے ہوئے ایک فرمان جاری کرے گا جس میں وہ مملکت کے معاملات چلانے اور قومی مصالح کی نگرانی کرنے کے لئے ولی عہد کو اپنا نائب مقرر کرے گا۔ اور اس کی کیفیت کے بارے میں بھی اسی فرمان میں وضاحت کر دی جائے گی۔

دفعہ (۶۷) انتظامیہ کو شریعتِ اسلامیہ کے دائرے میں رہتے ہوئے ایسے قواعد وضوابط بنانے کا اختیار حاصل ہوگا جو مصالح عامہ اور رفعِ مفاسد کے لئے معاون ثابت ہوں اور وہ اپنے اختیارات ـــــ اس دستور' "مجلس الوزراء" اور مجلس شوریٰ کے دساتیر کے مطابق استعمال کرے گی۔

دفعہ (۶۸) ایک مجلس شوریٰ بنائی جائے گی جس کی تشکیل' اراکین کا انتخاب اور اختیارات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو استعمال کرنے کا طریقہ کار "نظام مجلس شوریٰ" میں واضح کر دیا گیا ہے۔

دفعہ (۶۹) بادشاہ کو اختیار ہوگا کہ وہ کابینہ اور مجلس شوریٰ کا مشترکہ اجلاس طلب کرے اور جن امور و معاملات کو بحث مباحثے کے قابل سمجھے ان میں بحث و تمحیص کے لئے وہ جس کو چاہے اس مشترکہ اجلاس میں دعوت دینے کا مجاز ہے۔

دفعہ (۷۰) قوانین' معاملات' بین الاقوامی سمجھوتوں اور خصوصی مراعات کا اجراء اور ان کے اندر ترامیم بادشاہ کی خصوصی منظوری سے ہوں گے۔

دفعہ (۷۱) تمام قوانین سرکاری گزٹ میں شائع ہوں گے اور تاریخ اشاعت سے ہی نافذ العمل ہوں گے الا یہ کہ ان کے نفاذ کی کوئی دوسری تاریخ واضح کر دی گئی ہو۔

باب ہفتم: مالی معاملات

دفعہ (۷۲) (الف) قانون کے ذریعے مملکت کی تمام آمدنیوں کے احکام اور انہیں سرکاری خزانے میں جمع کرانے کے سلسلے میں قواعد و ضوابط مرتب ہوں گے۔

(ب) آمدنی اور اخراجات کا حساب انہیں اصولوں کے ذریعے کیا جائے گا جو ازروئے قانون وضع کئے جائیں گے۔

دفعہ (۷۳) سرکاری خزانے سے کسی ادائیگی کا التزام بجٹ کے قواعد کے مطابق کیا جائے گا۔ بجٹ (Balance Sheet) کے الفاظ اور مفاہیم اگر اس ادائیگی کی اجازت نہیں دیتے تو یہ ادائیگی بادشاہ کی خصوصی منظوری کے بعد ہوگی۔

دفعہ (۷۴) صرف قانون کے مطابق ہی مملکت کی املاک کی فروخت یا انہیں کرایہ پر دیا جا سکے گا۔

دفعہ (۷۵) کرنسی' بنک چارجز (کمیشن) اور ناپ تول کے قواعد و ضوابط قانون کے ذریعے واضح کیے جائیں گے۔

دفعہ (۷۶) مملکت کے مالی سال کی تحدید بذریعہ قانون کی جائے گی۔ بجٹ مالی سال کے شروع ہونے سے کم سے کم ایک ماہ قبل بادشاہ کی منظوری کے بعد جاری ہوگا۔ جس میں اس مالی سال کی آمدنیوں اور اخراجات کے تخمینے شامل ہوں گے۔ اضطراری وجوہات کی بنا پر اگر بجٹ مالی سال کے شروع ہونے سے ایک ماہ قبل جاری نہ ہو سکا اور نیا سال شروع ہو گیا تو گزشتہ بجٹ پر اس وقت تک عمل درآمد ہوتا رہے گا جب تک نیا بجٹ جاری نہیں ہو گا۔

دفعہ (۷۷) متعلقہ مالی ادارہ گزرے ہوئے سال کا آخری حساب تیار اور اسے وزیراعظم کو ارسال کرے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعہ (۷۸) خود مختار اداروں کے بجٹ اور ان کے مستند حسابات پر وہی احکام و قوانین نافذالعمل ہوں گے جو مملکت کے بجٹ اور حسابات پر نافذالعمل ہیں۔

باب ہشتم: آڈٹ کا نظام

دفعہ (۷۹) ملک کی تمام آمدنیوں اور اس کے اخراجات کا ہر سال کے آخر میں آڈٹ ہوگا۔ اس آڈٹ میں مملکت کی تمام منقولہ و غیر منقولہ املاک شامل ہوں گی اس بات کی جانچ پڑتال ضروری ہوگی کہ سرکاری املاک کا صحیح استعمال اور ان کی حفاظت کی گئی ہے اور اس کی سالانہ رپورٹ کابینہ کے سربراہ (وزیراعظم) کو ارسال کر دی گئی ہے۔

آڈٹ کے نظام کے لئے ایک خاص ادارے کے قیام اور اس کے اختیارات بذریعہ قانون متعین کئے جائیں گے۔

دفعہ (۸۰) حکومتی اداروں کے آڈٹ کی تکمیل میں ان کی بہتر کارکردگی اور قوانین پر ان کے عمل درآمد کو پیش نظر رکھ کر اور ہر مالی یا انتظامی کوتاہی کی نشاندہی کر کے ساری رپورٹ کابینہ کے سربراہ (وزیراعظم) کو ارسال کی جائے گی۔

باب نہم: عام قواعد و ضوابط

دفعہ (۸۱) اس دستور کو ان معاہدات اور بین الاقوامی سمجھوتوں پر نافذالعمل نہیں کیا جائے گا جو مملکت نے دوسری حکومتوں اور بین الاقوامی تنظیموں سے طے کئے ہوئے ہیں۔

دفعہ (۸۲) "دفعہ نمبر ۷ میں خلل اندازی کیے بغیر" اس دستور کے احکامات میں سے کسی ایک حکم کو کسی بھی صورت معطل نہیں کیا جائے گا۔ الا یہ کہ وہ حکم زمانہ جنگ یا ہنگامی حالت میں وقتی طور پر نافذ کیا گیا ہو اور قانون میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہو۔

دفعہ (۸۳) اس دستور میں ترمیم اسی طریقہ کار سے ہوسکے گی جس کے مطابق یہ جاری ہوا ہے۔

مرکزی مجلسِ شوریٰ کا نظام

خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبد العزیز آل سعود نے مجلس شوریٰ کے نظام کے بارے میں جو فرمان جاری کیا' اس کا متن درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر: 91/1

تاریخ: 27/ شعبان 1412ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی توفیق و مدد اور خاص کرم کے ساتھ:

ہم/ فہد بن عبد العزیز آل سعود مملکت سعودیہ عربیہ کے فرما نروا اللہ کے ارشاد وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ اور وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے اصحاب سے مشورہ طلب کرنے کے اتباع میں نیز مصلحت عامہ کے تقاضوں کے پیش نظر "مجلس شوریٰ کے نظام" مجریہ ۱۳۴۷ھ کو مد نظر رکھتے ہوئے حسب ذیل فرمان جاری کر رہے ہیں:

اولاً: مجلس شوریٰ کا نظام اس فرمان کے ساتھ درج ذیل عبارت میں جاری (Promulgate) کیا جائے۔

ثانیاً: یہ نظام مجلس شوریٰ کے اس نظام کی جگہ لے گا جو ۱۳۴۷ھ میں جاری ہوا تھا' اور نئی مجلس کی تاسیس و ترتیب ایک شاہی فرمان کے ذریعے مکمل ہو گی۔

ثالثاً: ان تمام قوانین' فرامین اور قراردادوں پر بدستور عمل جاری رہے گا جن پر ان نظام قانون کے جاری ہونے کے وقت تک عمل ہو رہا تھا تاآنکہ ان میں اس نظام کے مطابق ضروری ترمیمات نہ کر لی جائیں۔

رابعاً: اس نظام کی اشاعت کے بعد زیادہ سے زیادہ ۶ ماہ میں اس پر عمل درآمد لازمی ہو گا۔

خامساً: یہ قانون سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے گا۔

نظامِ مجلس شوریٰ:

دفعہ (۱) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾ (آل عمران: آیت ۱۵۹)

(ترجمہ) "تو یہ اللہ کی رحمت ہی تو ہے جس کی وجہ سے تم ان کے لئے نرم خو ہو گئے' اگر تم درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے' پس (اب) تم ان سے درگذر کرو' ان کے لئے اللہ سے معافی چاہو اور اہم امور میں (حکومت کے معاملے میں) ان سے مشورہ کر لیا کرو' پھر جب تم کسی بات کا پختہ ارادہ کر چکو تو اللہ پر بھروسہ کرو' بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾

(الشوریٰ: آیت ۳۸)

(ترجمہ) "اور جن لوگوں نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا' نماز قائم کی اور جو اپنے معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں اور ہم نے جو ان کو دیا وہ اس سے خرچ کرتے ہیں"

مذکورہ بالا ارشادات کی تعمیل کرتے ہوئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ کرنے کی سنت' نیز باہمی مشورہ کرنے کی جو ترغیب آپؐ نے امت کو دی ہے' کی روشنی میں ایک مجلس شوریٰ قائم کی جائے گی اور اللہ کے تفویض کردہ اہم فرائض حکومت کے دستور اساسی' کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی پابندی کرتے ہوئے' نیز اخوت اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کے اصول کو سامنے رکھتے ہوئے انجام دیئے جائیں گے۔

دفعہ (۲) مجلس شوریٰ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے اور اسلامی قانون سازی کے سرچشموں کے ساتھ مضبوط وابستگی کی بنیاد پر قائم ہو گی۔ مجلس کے اراکین عام لوگوں کے مفاد' جماعت کی وحدت' مملکت کے استحکام اور امت کی اصلاح کے جذبہ اور خواہش کو بروئے کار لائیں گے۔

دفعہ (۳) مجلس شوریٰ۔۔ ایک صدر اور ۶۰/اراکین پر مشتمل ہو گی' ان سب کا انتخاب علم' تجربہ اور خصوصی مہارت رکھنے والے اصحاب میں سے بادشاہ خود کریں گے۔ ارکان مجلس کے حقوق' ان کے فرائض اور ان کے دیگر معاملات شاہی فرمان کے ذریعے مقرر کر دیئے جائیں گے۔

دفعہ (۴) مجلس شوریٰ کے رکن کے لئے درج ذیل شرائط ہوں گی

(الف) وہ بلحاظ اصل اور جائے پیدائش کے اعتبار سے سعودی شہری ہو۔

(ب) وہ ایسا فرد ہو جس کی نیکی اور اہلیت کے بارے میں لوگ گواہی دیتے ہوں۔

(ج) اس کی عمر تیس سال سے کم نہ ہو۔

دفعہ (۵) رکن مجلس کو رکنیت سے مستعفی ہونے کے لئے اپنا استعفیٰ سربراہ مجلس کو پیش کرنا ہو گا جو یہ استعفیٰ بادشاہ کے سامنے پیش کرے گا۔

دفعہ (۶) اگر کوئی رکن شوریٰ اپنے فرائض میں کوتاہی کا مرتکب ہو گا تو اس کی تحقیق اور اس کے بارے میں فیصلہ ان قواعد اور کاروائیوں کے مطابق کیا جائے گا جو شاہی فرمان کے ذریعے نافذ العمل ہوں گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفعہ (۷) اگر مجلس میں کسی رکن کی جگہ کسی بھی وجہ سے خالی ہو جائے تو بادشاہ اس کی جگہ کسی دوسرے فرد کو منتخب کرے گا اور اس کے لئے ایک شاہی فرمان جاری ہو گا۔

دفعہ (۸) کسی رکن مجلس شوریٰ کے لئے یہ جائز نہ ہو گا کہ وہ اپنی رکنیت کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے استعمال کرے۔

دفعہ (۹) مجلس شوریٰ کی رکنیت کے ساتھ کسی اور سرکاری محکمے' ادارے یا کمپنی کی ملازمت اختیار کرنے کی اجازت نہ ہوگی' الا یہ کہ خود بادشاہ اس کی ضرورت محسوس کرے۔

دفعہ (۱۰) صدر مجلس' اس کے نائب اور سیکرٹری جنرل کا عزل و نصب شاہی فرمان کے ذریعے عمل پذیر ہو گا' ان کی تنخواہیں' حقوق و فرائض اور ان کے جملہ معاملات بھی شاہی فرمان کے ذریعے طے کئے جائیں گے۔

دفعہ (۱۱) صدر مجلس' ارکان مجلس اور معتمد عمومی اپنی ذمہ داری سنبھالنے سے قبل بادشاہ کے روبرو درج ذیل حلف اٹھائیں گے۔

"میں اللہ عز و جل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے دین' اپنے بادشاہ اور اپنے ملک کے لئے مخلص رہوں گا۔ میں مملکت کے کسی راز کو افشاء نہیں کروں گا۔ میں مملکت کی مصالح اور اس کے قوانین کی حفاظت کروں گا اور اپنے فرائض سچائی' امانت' اخلاص اور عدل کے ساتھ کروں گا"

دفعہ (۱۲) مجلس شوریٰ کا مرکز "ریاض" میں ہو گا۔ البتہ اگر بادشاہ مناسب خیال کرے تو مملکت کے اندر کسی بھی جگہ اس کے اجلاس منعقد ہو سکیں گے۔

دفعہ (۱۳) مجلس کی میعاد چار ہجری سال ہو گی جس کا آغاز مجلس کی تشکیل کے سلسلے میں جاری ہونے والے شاہی فرمان میں مقررہ تاریخ سے ہو گا۔ ہر نئی مجلس کی تشکیل سابق مجلس کی مدت ختم ہونے سے کم از کم دو ماہ قبل مکمل کر دی جائے گی اور اگر نئی مجلس کی تشکیل سے قبل پہلی مجلس کی مدت ختم ہو جائے تو سابقہ مجلس نئی مجلس کی تشکیل مکمل ہونے تک ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیتی رہے گی۔

نئی مجلس کی تشکیل کے موقعہ پر اس بات کو ملحوظ رکھا جائے گا کہ مجلس میں نئے اراکین کی تعداد نصف سے کم نہ ہو۔

دفعہ (۱۴) شاہ یا اس کا کوئی نائب مجلس شوریٰ کو ہر سال خطاب کرے گا جس میں دیگر امور کے علاوہ مملکت کی داخلی اور خارجی حکمت عملی واضح کی جائے گی۔

دفعہ (۱۵) مجلس شوریٰ مملکت کی اس عام حکمت عملی کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی جس کو وزیر اعظم اس کے پاس بحث کے لئے ارسال کرے۔ نیز مجلس شوریٰ کو درج ذیل خصوصی اختیارات حاصل ہوں گے

(الف) اقتصادی ترقی کے عمومی منصوبے پر بحث اور اس کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار

(ب) قوانین' ضوابط' معاہدات' بین الاقوامی سمجھوتوں اور خصوصی مراعات کا جائزہ اور ان کے بارے میں اپنی تجاویز پیش کرنا

(ج) قوانین کی تشریح

(د) وزارتوں اور حکومتی اداروں کی جانب سے پیش کردہ سالانہ رپورٹوں پر بحث اور ان کے سلسلہ میں تجاویز پیش کرنا۔

دفعہ (۱۶) مجلس شوریٰ کا اجلاس باضابطہ تصور نہ کیا جائے گا تا وقتیکہ اجلاس میں کم از کم دو تہائی ارکان بشمول صدر مجلس یا نائب صدر حاضر نہ ہوں۔ نیز مجلس کے فیصلے اسی وقت باضابطہ تصور کئے جائیں گے جب مجلس کی اکثریت انکی تائید کرے۔

دفعہ (۱۷) مجلس کے فیصلے وزیر اعظم کو ارسال کئے جائیں گے جو ان کو اپنی کابینہ میں غور کے لئے پیش کرے گا' پھر اگر ان دونوں مجالس (مجلس شوریٰ اور کابینہ) کا نقطہ نظر ایک ہی ہوا تو شاہ کی منظوری کے بعد فیصلوں کو نافذ کر دیا جائے گا اور اگر دونوں مجالس کے نقطہ نظر میں اختلاف پایا گیا تو بادشاہ کو اختیار ہو گا کہ وہ جس فیصلے کو چاہے اختیار کریں۔

دفعہ (۱۸) قوانین' معاہدے' بین الاقوامی سمجھوتے اور خصوصی مراعات مجلس شوریٰ کے غور کے بعد بادشاہ کی منظوری سے جاری کئے جائیں گے یا ان میں ترمیم کی جائے گی۔

دفعہ (۱۹) مجلس شوریٰ اپنے اختیارات کو بروئے کار لانے کے لئے اپنے ارکان پر مشتمل خصوصی مہارت رکھنے والی کمیٹیاں تشکیل دے گی۔ مجلس کو یہ اختیار بھی حاصل ہو گا کہ ایجنڈے میں شامل مسائل پر بحث کرنے کے لئے خصوصی کمیٹیاں قائم کرے۔

دفعہ (۲۰) صدر مجلس کی اجازت سے شوریٰ کی کمیٹیوں کو حق ہو گا کہ وہ غیر ارکان شوریٰ میں سے جسے مناسب سمجھیں اس سے مشورہ حاصل کریں۔

دفعہ (۲۱) مجلس شوریٰ کا ایک عمومی انتظامی ڈھانچہ ہو گا جو صدر' نائب صدر اور خصوصی کمیٹیوں کے سربراہوں پر مشتمل ہو گا۔

دفعہ (۲۲) صدر مجلس کے لئے یہ لازمی ہو گا کہ وہ وزیر اعظم سے حکومت کے کسی بھی ذمہ دار اہلکار کو مجلس کے ان اجلاسوں میں حاضر ہونے کی درخواست کرے جن میں مجلس اس کے اختیارات پر بحث کر رہی ہو۔ اس طرح سے طلب کیا جانے والا اہلکار بحث و مباحثہ میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ لے سکے گا لیکن اسے ووٹ دینے کا حق نہ ہو گا۔

دفعہ (۲۳) مجلس شوریٰ کے کوئی بھی دس ارکان کسی نئے قانون کی منظوری یا کسی نافذ قانون میں ترمیم کی تجویز دینے اور اس کو صدر مجلس کے سامنے پیش کرنے مجاز ہوں گے۔ صدر اس تجویز کو بادشاہ کی خدمت میں ارسال کرے گا۔

دفعہ (۲۴) صدر مجلس کے لئے یہ لازمی ہو گا کہ وہ وزیر اعظم کو حکومتی اداروں کے پاس موجود ایسی دستاویزات یا رپورٹیں مہیا کرنے کے لئے درخواست کرے جن کو مجلس اپنے کام با آسانی چلانے کے لئے ضروری تصور کرتی ہے۔

دفعہ (۲۵) مجلس شوریٰ کا صدر بادشاہ کی خدمت میں مجلس کی کارکردگی کی سالانہ رپورٹ ارسال کرے گا جو مجلس نے اپنے داخلی ضوابط کے مطابق انجام دی ہے۔

دفعہ (۲۶) مجلس کے ملازمین اور عہدے داروں پر سول سروسز سے متعلق قوانین کا اطلاق ہو گا' الا یہ کہ مجلس کے داخلی ضوابط کے تحت کوئی دوسرا فیصلہ کیا گیا ہو۔

دفعہ (۲۷) مجلس کا اپنا خاص بجٹ ہو گا جس کی منظوری بادشاہ سے حاصل کی جائے گی۔ اس بجٹ کے تحت جملہ اخراجات بھی فرمان کے ذریعے ہی مقررہ قواعد کے مطابق کئے جاسکیں گے۔

دفعہ (۲۸) مجلس شوریٰ کے مالی معاملات' آڈٹ اور حسابات شاہی فرمان کے ذریعے نافذ کردہ قواعد کے مطابق انجام دیئے جائیں گے۔

دفعہ (۲۹) مجلس کا داخلی قانون صدر مجلس' نائب صدر' متمد عمومی اور مجلس کے مختلف اداروں کے اختیارات ترتیب دے گا۔ اسی طرح اس کے اجلاسوں کی کاروائی کی کیفیت' اس کے اپنے کاموں اور اس کی کمیٹیوں کے کاموں کی انجام دہی' راہے دہی کا طریقہ کار' نیز بحث و مباحثہ کے قواعد اور تردید کے اصول وغیرہ جیسے معاملات (جن کا مقصد مجلس کے اندر نظم و ضبط پیدا کرنا ہے تاکہ وہ اپنے اختیارات ان کاموں کے لئے استعمال کر سکے جن میں مملکت کی فلاح اور اس کے عوام کی بہتری ہو) کی ترتیب بھی اسی داخلی قانون سے ہو گی جو کہ شاہی فرمان کے ذریعے جاری (Promulgate) ہو گا۔

دفعہ (۳۰) اس نظام میں ترمیم صرف اسی طریقہ سے ہو سکے گی جس کا طریق کار اسی نظام میں بتلایا گیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

تحریر علامہ عبدالوہاب عبداللطیف
محقق و محشی "تدریب الراوی"

ترجمہ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

تذکرۂ علامہ سیوطی

حافظ جلال الدین سیوطیؒ

نام، نسب، کنیت اور لقب آپ کی کنیت ابوالفضل، لقب جلال الدین اور نام عبدالرحمٰن بن الکمال ابی بکر محمد بن سابق .... الخضیری، الاسیوطی، الشافعی ہے۔

ولادت آپ کی ولادت یکم رجب ۸۴۹ھ بروز اتوار بعد نمازِ مغرب ہوئی۔

سیوطی کا انتساب "اُسیوط" کی طرف نسبت سے آپ "اسیوطی" مشہور ہوئے

اسیوط کا تلفظ پہلے حرف پر پیش، دوسرا ساکن اور تیسرے پر بھی پیش ہے

"مراصد الاطلاع" میں ہے کہ یہ "صعید مصر" کے نواح میں دریائے نیل کے مغربی کنارہ پر واقع ایک شہر ہے

معجم الیاقوت میں اس شہر کا نام "سیوط" یعنی ہمزہ کے بغیر لکھا ہے۔

"القاموس" کے حاشیہ میں "ابن الطیب" نے ذکر کیا ہے کہ "اسیوط" کے تلفظ میں ہمزہ پر تینوں حرکات (زبر، زیر اور پیش) پڑھی جا سکتی ہیں۔

آپ کے اجداد میں سے کسی بزرگ نے اس شہر میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس کیلئے کچھ جائداد وقف کردی۔ آپ کے والد "الکمال" کی ولادت اسی شہر میں ہوئی۔

اس شہر کے متعلق آپ کا ایک رسالہ بنام "المضبوط فی اخبار اسیوط" بھی ہے اور آپ نے "المقامہ الاسیوطیہ" کے عنوان سے ایک حکایت بھی لکھی ہے۔ یہ شہر آجکل بہت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑا مرکزی علاقہ ہے

"خضیری" کا انتساب بغداد کے ایک محلہ کی طرف نسبت سے آپ "خضیری" بھی کہلاتے ہیں۔ "المراصد" میں ہے کہ یہ محلہ بغداد کے مشرقی حصہ میں واقع تھا۔ "مشہد الامام ابی حنیفہ" سے متصل آج کل موجود "خضیریتہ" نامی شاید وہی محلّہ ہو۔ اسے "سوقِ خضیر" بھی کہتے ہیں۔ شاید آپ کے اجداد میں سے کوئی بزرگ اس محلّہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ (حسنُ المحاضرۃ)

خاندانی پس منظر

آپ کے آباء و اجداو اہلِ علم، بااثر اور معزز لوگ تھے۔ آپ کے والدِ گرامی کا شافعی فقہاء میں شمار ہوتا ہے۔ ان کی وفات ۸۵۵ ھ میں ہوئی جبکہ سیوطی کی عمر صرف پانچ سال اور سات ماہ تھی اور قرآن کریم سورۃ التحریم تک حفظ کر چکے تھے۔ آپ یتیمی کی حالت میں پلے اور بڑھے۔

"فتح القدیر" کے مصنف "الکمال بن الھمام الحنفی" جو مدرسہ شیخونیہ میں فقہ کے استاد تھے ان کو بھی آپ کے والد نے آپ کی سرپرستی اور تربیت کی وصیت کی تھی
(بغیتہ الوعاۃ)

تعلیم و تربیت اور اساتذہ کرام

بچپن ہی سے سیوطی پر ذہانت و فطانت کے آثار نمایاں تھے۔ آپ ابھی آٹھ سال کے ہی تھے کہ قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اس کے بعد العمدۃ، المنہاج الفقہی، المنہاج الاصولی اور الفیہ ابن مالک حفظ کر کے ۸۶۴ ھ میں باقاعدہ طور پر حصولِ علم میں مشغول ہو گئے اور اپنے دور کے اکثر ماہرین فن سے پڑھا، سنا اور ان کی خدمت میں کافی عرصہ گزارا۔

آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے نام یہ ہیں

۱) سراج الدین البلقینی، ان سے فقہ کا علم حاصل کیا اور ان کی وفات تک ان کی خدمت میں رہے

۲) علم الدین (متوفی ۸۶۸ ھ) بلقینی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے علم الدین کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں رہ کر ان سے الحاوی الصغیر' المنہاج' التنبیہ' شرح المنہاج اور الروضتہ کا سماع کیا

۳) شہاب الدین الشار مساحی سے علم میراث پڑھا

۴) الشرف المناوی ابوزکریا یحییٰ بن محمد (متوفی ۸۷۱ ھ) سے جو کہ الجامع الصغیر کے شارح عبدالرؤف المناوی کے دادا تھے ان سے شرح البجہ اور تفسیر البیضاوی پڑھی

۵) تقی الدین الشمنی ' الحنفی (متوفی ۸۷۲ ھ) سے عربی لغت اور حدیث کا علم حاصل کیا

۶) شیخ محی الدین محمد بن سلیمان رومی حنفی' ان کی خدمت میں آپ چودہ برس رہے اور ان سے تفسیر' اصول' عربیت اور علم معانی پڑھا۔

۷) سیف الدین حنفی کے پاس کشاف' توضیح' تلخیص المفتاح اور شرح العضد کے درسوں میں حاضر ہوئے۔

۸) جلال الدین المحلی (متوفی ۸۶۴ ھ)

۹) احمد بن ابراہیم حنبلی' العز' الکنانی

۱۰) الزین العقبی (متوفی ۸۵۲ ھ)

۱۱) البرہان ابراہیم بن عمرالبقاعی' الشافعی (متوفی ۸۸۵ ھ)

۱۲) الشمس السیرامی سے صحیح مسلم' الشفاء' الفیہ ابن مالک' التسہیل' التوضیح اور اصولِ حنفیہ کی کتاب مغنی الخبازی

۱۳) الشمس المرزبانی سے کافیہ اور شرح الکافیہ لابن حاجب اور شرح الکافیہ للجابردی اور اصول حدیث میں الفیتہ الحدیث للعراقیؒ

۱۴) الشار مساحی سے علم میراث اور علم حساب

۱۵) المجد بن سماع

۱۶) عبدالعزیز الوفائی سے المیقات

۱۷) اور محمد بن ابراھیم الدوانی' الرومی سے علمِ طب پڑھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدریس و تالیف کا آغاز

۸۶۶ھ کی ابتدا میں آپ کو تدریس لغتِ عربی کی اجازت ملی اور اسی سال آپ نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا۔

آپ کی سب سے پہلی کتاب "ریاض الطالبین" ہے جس میں مختلف علوم کی روشنی میں تعوذ اور تسمیہ پر بحث کی ہے۔

اس کتاب کی حقیقت یہ ہے کہ اس پر آپ کے استاد "علم الدین البلقینی" نے تقریظ لکھی۔

افتاء، تدریس علوم عامہ اور املاء حدیث کا آغاز

۸۷۱ھ میں آپ کو فتویٰ دینے اور عام علوم کی تدریس کی اجازت ملی۔ ۸۷۱ھ کی ابتدا میں آپ نے پہلا فتویٰ لکھا اور ۸۷۲ھ میں آپ نے املاء حدیث کی مجلس منعقد کی۔

آپ کے شیخ "تقی الدین الشمنی" نے آپ کی شرح الفیہ ابن مالک اور علم نحو کی جمع الجوامع کو تقریظ لکھی۔ خود آپ نے اپنی کتاب جمع الجوامع کی شرح ہمع الھوامع کے نام سے کی۔ یہ کتاب بڑی جامع اور ضخیم ہے اس سے آپ کی وسعتِ معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

حصول علم کے لیے سفر

آپ نے طلب علم کیلئے شام، حجاز، یمن، ہند، مغرب، بلاد تکرور اور الحلتہ، الدمیاط، اور الفیوم وغیرہ مصری شہروں کا طویل سفر اختیار کیا۔

سعادت حج : آپ حج کی سعادت سے بھی فیض یاب ہوئے۔ زمزم پیتے وقت آپ نے کئی دعائیں کیں۔ ان میں سے ایک دعاء یہ تھی کہ اللہ مجھے علم حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور فقہ میں اپنے استاد شیخ سراج الدین بلقینی کے مرتبہ تک پہنچائے۔ آمین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ کی تعداد

آپ نے جن اساتذہ سے علوم کا سماع کیا یا ان کے سامنے بیٹھ کر کتابوں کی قرآت کی، یا جن سے آپ کو محض اجازت حاصل تھی۔ آپ کے شاگرد داؤدی نے ان تمام کی تعداد ایک سو اکاون (۱۵۱) لکھی ہے

آپ نے اپنے اساتذہ کرام کے تذکروں سے متعلق "حاطب لیل وجارف سیل" کے نام سے ایک معجم کبیر، "المنتقی" کے نام سے ایک معجم صغیر اور اپنی مرویات کے متعلق ایک معجم بنام "زاد المسیر فی الفہرست الصغیر" تصنیف کی۔

آپ نے معجم میں اپنے پچاس اساتذہ کرام کا تذکرہ کیا ہے۔

سیوطی کا علمی مرتبہ

سیوطی صاحب فنون اور بہت سے علوم میں رُتبۂ امامت کو پہنچے ہوئے تھے آپ نے اپنی کتاب "حسن المحاضرہ" میں ذکر کیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بالخصوص سات علوم میں بہت زیادہ معلومات دی ہیں

تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بدیع عرب فصحاء کے انداز پر نہ کہ اہل عجم و فلسفہ کے طریق پر۔ آپ اپنی کتاب "الرّد علی من أخلد الی الارض و جہل ان الاجتہاد فی کل عصر فرض" میں رقمطراز ہیں۔

کہ "روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک خضر، قطب یا کسی ولی اللہ کے علاوہ حدیث اور عربی کا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں"

ان کا یہ دعویٰ عربی زبان کے بارے میں تو تسلیم کیا جا سکتا ہے البتہ حدیث کے بارے میں ان کا یہ دعویٰ غیر درست ہے۔ اِلّا یہ کہ اس سے متونِ حدیث کا حفظ مراد ہو یا سخاوی کے علاوہ افراد مراد ہوں۔

نیز انہوں نے لکھا ہے کہ فقہ کے سوا باقی تمام فنون میں ان کے اساتذہ میں سے بھی کوئی ان کے ہم پلہ نہیں البتہ فقہ میں ان کے شیخ کی معلومات وسیع اور زیادہ ہیں۔

اور ہاں اصول فقہ اور علم الجدل و التصریف میں مذکورہ سات علوم سے کچھ کم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلومات ہیں ان کے بعد علم الانشاء والترسل اور علم المیراث' اس کے بعد علم القرأت ہے جس میں ان کا کوئی استاد نہیں اور اس کے بعد علم طبّ کی معلومات ہیں۔ منطق کے متعلق لکھتے ہیں کہ آغاز میں اس علم کے متعلق کچھ پڑھا تھا۔ بعد میں اس سے طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ اور ابنِ صلاح کا اس علم کی حرمت کے متعلق فتویٰ پڑھا تو اسے بالکل ترک کر دیا اور اس کے بدلے مجھے اللہ تعالیٰ نے علم حدیث عطا فرمایا۔

منطق کے متعلق آپ نے دو رسالے تحریر فرمائے

(۱) القول المشرق فی تحریم الا شغال بالمنطق
(۲) صون المنطق والکلام عن فن المنطق والکلام

علم حساب آپ کے نزدیک بڑا مشکل تھا۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ جب میں حساب سے متعلق کوئی مسئلہ دیکھوں تو وہ میرے لئے اتنا مشکل اور بھاری ہوتا ہے کہ گویا مجھے پہاڑ اٹھانا پڑا ہے۔

قدرت نے آپ کو غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا آپ نے خود ذکر کیا ہے کہ مجھے دو لاکھ احادیث زبانی یاد ہیں۔

مدرسہ محمودیہ کا کتب خانہ

آپ نے قصبہ رضوان میں باب فرویلہ کی جانب پہلے خیمہ میں واقع جامع الکردی کی جگہ موجود مدرسہ محمودیہ کے کتب خانہ سے خوب استفادہ کیا۔

مقریزی لکھتے ہیں کہ اس کتب خانہ میں ہر فن کی اسلامی کتابیں موجود ہیں۔

یہ مدرسہ اپنے بانی محمود بن علی الأستادار کی طرف منسوب ہے۔ انہوں نے ۷۹۷ھ میں اس کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ مصر کے شاندار مدارس میں شمار ہوتا ہے۔

"انباء القمر" میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس مکتبہ کے متعلق لکھتے ہیں

کہ "اس مکتبہ میں موجود بے بہا کتب قاہرہ میں آجکل موجود تمام کتابوں سے زیادہ قیمتی اور مفید ہیں۔ یہ کتابیں وہ ہیں جو ابرہان بن جماعہ نے زندگی بھر جمع کیں اور ان کی وفات کے بعد محمود آستادار نے ان کے ترکہ میں سے یہ کتابیں خرید کر بایں شرط وقف کر دیں کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے کوئی کتاب مدرسہ سے باہر نہ جائے"

یہ کتب خانہ حافظ ابن حجرؒ کی تحویل میں رہا۔ اس وقت اس میں تقریباً" چار ہزار جلدیں تھیں۔ آپ نے اس کتب خانہ کی فہرست مرتب کی تھی۔

سیوطی نے ایک رسالہ میں اس کی فہرست بھی مرتب کی' اس رسالہ کا نام "بذل المجہود فی خزانۃ محمود" ہے۔ یہ رسالہ استاد فواد عبدالباقی نے "معہد المخطوطات العربیہ" کے ساتھ شائع کر دیا ہے علم الدین البلقینی اور الشرف المناوی اس کتب خانہ سے کتابیں عاریتاً" حاصل کر کے اپنے گھر لے جایا کرتے تھے۔

سیوطی کا مرتبہ اجتہاد' وسعت معلومات اور استغناء

سیوطی کو ملکہ اجتہاد اور اس کی تمام ضروری معلومات حاصل تھیں۔ آپ اپنی کتاب حسن المحاضرہ' الرد علی من اخلد الی الارض' طرز العمامہ اور مسالک الحنفاء میں لکھتے ہیں

"میں چاہوں تو ہر مسئلہ کے متعلق نقلی' عقلی دلائل' اس کے اصول و اعتراضات مع جوابات' اس بارے میں مختلف مذاہب کے اختلاف اور ان کے مابین موازنہ وغیرہ کے بارے میں رسالہ لکھنا چاہوں تو اپنی قوت یا طاقت سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل اور توفیق سے لکھ سکتا ہوں"

اس کے ساتھ ساتھ آپ بڑے زود نویس' حاضر جواب' صحیح العقیدہ' متواضع' قناعت پسند اور بڑے عبادت گزار تھے۔

امراء و ملوک کے تحائف قبول نہ کرتے تھے۔سلطان غوری نے ایک بار آپ کی خدمت میں ایک غلام اور ایک ہزار دینار پیش کیے۔ آپ نے دینار واپس کر دیئے اور غلام لے کر آزاد کر دیا اور مدینہ منورہ میں حجرہ نبویہ کا خادم مقرر کر دیا۔

اور بادشاہ کے قاصد سے کہا: تم دوبارہ تحائف اور ہدایا لے کر نہ آنا' ہمیں اللہ نے ان چیزوں سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔

سیوطی نے نئے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں امام شافعی کے اصولوں کے مطابق فتوے دیئے اور اکثر فنون کے بارے میں شاندار کتابیں تصنیف کیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے فتاویٰ اور مؤلفات چمکتے سورج کی طرح معروف ہوئیں اور ہر علاقہ کے اہل علم نے انہیں شرف قبولیت سے نوازا

مقامہ مزھریہ ' جس کا نام "النجح الی الصلح" ہے' اس میں لکھتے ہیں کہ

میں نے سترہ برس تک فتوے لکھے اور چالیس برس کی عمر تک تدریس و افتاء سے متعلق رہا' اس کے بعد معذرت کر کے یہ دونوں کام چھوڑ کر عبادت اور تصنیفات میں مشغول ہو گیا۔

اور اس کے متعلق ایک رسالہ تالیف کیا اس کا نام "التنفیش فی الاعتذار من ترک الافتاء والتدریس" رکھا۔ "الاستنصار بالواحد القھار" نامی مقالہ میں ذکر کیا ہے کہ انھیں فتوے دینے کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس منصب کو ترک کر دیا اور مصمم ارادہ کر لیا نہ تو کبھی فتویٰ دیں گے اور نہ کسی سائل کے سوال کا جواب لکھیں گے۔

(الاستنصار' تنویر الحوالک شرح مؤطا مالک' مقالہ لؤلؤیہ)

اور اس کے بعد آپ جزیرۃ الروضہ (جسے آجکل "المنیل" کہتے ہیں) میں مقیم ہو گئے اور اپنی کتابیں اہل علم اور طالبان علم کیلئے وقف کر دیں۔

آپ نے بہت سے اشعار اور نظمیں کہیں آپ کے اکثر شعر متوسط درجہ کے ہیں۔

مؤلفات

اللہ تعالیٰ نے سیوطی کی عمر اور وقت میں برکت فرمائی اور آپ نے ہر فن کے متعلق ایک یا ایک سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ بعض کتابوں میں تو آپ کا انداز منفرد اور انوکھا ہے۔ جیسا کہ تفسیر میں "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" علم نحو میں "الاشباہ والنظائر" اور حدیث میں "جمع الجوامع" وغیرہ سے ظاہر ہے۔

آپ کی بعض تالیفات میں کچھ تسامحات بھی واقع ہوئے ہیں۔ ان کی تحقیق و استدراک کی ضرورت ہے لیکن اس سے آپ کے علمی مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا کہ کثیر التصانیف مصنفین سے ایسا ہو ہی جایا کرتا ہے جیسا کہ ابوالفرج ابن الجوزیؒ سے بھی ہوا۔ آغاز میں سیوطی مختلف کتابوں کی تلخیص اور اختصار کیا کرتے تھے۔ شاید یہی چیز فقہ اور بہت سے مسائل میں ان کی وسعت و گہرائی کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ بعد میں آپ مستقل کتابیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف کرنے لگے۔

جب آپ نے "حسن المحاضرہ" تصنیف کی اس وقت آپ کی تصنیفات کی تعداد تقریباً" تین سو تک پہنچ چکی تھی ۔ آپ کی کتابیں بڑی بڑی اور بعض تو چند اوراق و صفحات اور بعض تو صرف ایک ہی صفحہ پر مشتمل ہیں۔

آپ کے شاگرد داؤدی مالکی نے ذکر کیا ہے کہ سیوطی کی تصانیف پانچ صد سے زائد ہیں۔

ابن ایاس نے لکھا ہے کہ "حسن المحاضرہ" کے بعد آپ کی تالیفات کی تعداد چھ سو تک پہنچ گئی تھی۔

اصول حدیث اور علم حدیث کے متعلق آپ کی تصنیفات

آپ نے ہر فن کے متعلق کتب تصنیف کیں۔ یہاں صرف ان کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا تعلق اصول حدیث' علم رجال اور اسناد سے متعلقہ فنون سے ہے۔

(۱) عین الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ (۲) درالسحابہ فیمن دخل من الصحابۃ
(۳) درالسحابہ کو حسن المحاضرہ کے ساتھ ضم کر دیا۔ (۴) ریح النسرین فیمن عاش من الصحابہ مائۃ وعشرین
(۵) اسعاف المبطاء برجال الموطا (۶) کشف التلبیس عن قلب اہل التدلیس
(۷) تقریب الغریب (۸) المدرج الی المدرج
(۹) تذکرۃ المؤتسی من حدث من حدیث ونسی (۱۰) اسماء المدلسین
(۱۱) اللمع فی اسماء من وضع (۱۲) الروض المکلل والورد المعلل
(۱۳) من وافقت کنیتہ' کنیۃ زوجتہ من الصحابہ (۱۴) زوائد الرجال علی تہذیب الکمال
(۱۵) التہذیب فی الزوائد علی التقریب (۱۶) طبقات الحفاظ
(۱۷) ذیل طبقات الحفاظ للذہبی" (۱۸) شد الرحال فی ضبط الرجال
(۱۹) کشف النقاب عن الالقاب (۲۰) تحفۃ النابہ بتلخیص المشابہ
(۲۱) لب اللباب فی تحریر الانساب (۲۲) الفائید فی حلاوۃ الاسانید
(۲۳) المسلسلات الکبریٰ (۲۴) جیاد المسلسلات
(۲۵) مفتاح الجنۃ فی الاعتصام بالسنۃ (۲۶) قطر الدرر فی شرح الفیۃ العراقی فی العلم الاثر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۷) البحر الذی ذخرنی شرح الفیتہ الاثر (۲۸) التعریف باداب التالیف
(۲۹) الفارق بین المولف والسارق (۳۰) المنی فی الکنی --- المذہر

ان کے علاوہ بھی آپ کی "ترجمہ الامام النووی" جیسی بے شمار مولفات ہیں جن سے آپ کے بعد اہل علم مستفید ہوتے رہے۔

سیوطی کا اپنے مجتہد ہونے کا دعویٰ

الرد علی من اخلد الی الارض، الکوکب الساطع، جمع الجوامع، حسن المحاضرہ، طرز العمامہ، اور مسالک الحفاء وغیرہ اپنی تالیفات میں سیوطی نے اپنے حق میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز اپنے ایک منظومہ "تحفتہ المحتدین باسماء المجددین" میں اپنے آپ کے نویں صدی ہجری کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کے فتاویٰ اور تالیفات آپ کی زندگی میں اہل علم میں پھیل گئیں اور مختلف علاقوں کے لوگ خط و کتابت کر کے آپ سے فتوے طلب کرتے رہے۔

وفات اور مدفن

شعرانی نے "ذیل الطبقات" میں ذکر کیا ہے کہ سیوطی نے ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ جمعہ کی رات کو وفات پائی۔ اور نماز جنازہ جمعہ کے بعد الروضہ کی "جامع الشیخ احمد اباریقی" میں شعرانی نے پڑھائی۔ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے مصر العتیقہ کی جامع جدید میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی۔ آپ سات روز تک بائیں بازو کے شدید ورم میں مبتلا رہے۔

بوقت وفات آپ کی عمر اکسٹھ سال، دس ماہ اور اٹھارہ روز تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وفات کے وقت آپ نے سورۃ یٰسین کی خود تلاوت کی۔

آپ قاہرہ میں حوش قوصون (جسے عامتہ الناس "کیسون" کہتے ہیں) میں دفن کیے گئے۔ یہ مقام باب القرافہ (جو عام لوگوں میں جعفر الصادق کی بیٹی کے نام سے بوابتہ السیدۃ عائشہ کے نام سے معروف ہے) کے باہر واقع ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سلطان غوری کا دور تھا۔ لوگ ایک دوسرے پر بڑا ظلم کیا کرتے تھے۔ لیکن کسی نے آپ کے ترکہ کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ سلطان نے کہا کہ شیخ نے زندگی بھر ہم سے کوئی چیز قبول نہ کی لہٰذا اب کوئی ان کے ترکہ کو ہاتھ نہ لگائے۔ ان کی قبر پر قبہ تعمیر کیا گیا۔

تیمور پاشا نے ذکر کیا ہے کہ کسی حکمران نے آپ کی قبر پر لکڑی کا ایک صندوق اور ایک سیاہ غلاف چڑھوا دیا۔ جس پر سفید رنگ سے آیۃ الکرسی منقش تھی۔ آپ کی والدہ نے بھی آپ کی قبر پر شاندار عمارت بنوائی۔ اطراف و اکناف سے علماء اور امراء تبرک کی خاطر آپ کی قبر کا قصد کرتے۔ پہلے پہل لوگ ہر ہفتے آپ کی قبر پر محفل کا اہتمام کیا کرتے تھے بعد میں یہ اجتماع آپ کی ولادت کے روز اسیوط شہر میں نصف شعبان کو سالانہ ہوتا رہا۔

اسیوط میں مسجد سیدی جلال کے اندر بھی ایک قبر واقع ہے۔ شیخ کا اس قبر سے کوئی تعلق نہیں یہ آپ کے اجداد میں سے کسی کی قبر ہے جو اس مسجد میں واقع مدرسہ کے بانی کی اولاد میں سے کسی کی ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی شہرت کی وجہ سے یہ مسجد آپ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ تیمور پاشا کی تحقیق کے مطابق آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اسیوط میں جو لوگ آپ کی طرف منسوب ہیں وہ آپ کی نسل میں سے نہیں۔ وہ مسجد کے منتظم یا خدام کی نسل سے ہیں۔

آپ کے تذکرہ نویس

بہت سے لوگوں نے اپنی کتابوں میں آپ کا تذکرہ لکھ کر آپ کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں

۱۔ ابن ایاس (التاریخ)
۲۔ شعرانی (ذیل الطبقات)
۳۔ الغزی (الکواکب السائرہ)
۴۔ العیدروس (النور السافر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ جمال الدین الشلی (السنا الباھر)

۶۔ الاسدی (طبقات الشافعیتہ)

۷۔ آپ کا خود نوشت تذکرہ (حسن المحاضرہ)

۸۔ عبدالغنی النابلسی (الحقیقہ والمجاز نامی سفر نامہ میں) جہاں وہ جامع قوصون کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی قبر کی زیارت بھی کی۔

۹۔ ابوالعباس الفاسی نے اپنے سفر نامہ حجاز میں آپ کا شاندار تذکرہ کیا ہے اس نے ۱۲۱۱ھ میں وہاں کی زیارت کی۔

۱۰۔ آپ کے شاگرد عبدالقادر بن محمد الشاذلی مالکی نے اپنی تاریخ میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ کریم آپ کی روح کو راحت پہنچائے' آپ کی قبر کو منور فرمائے اور آپ پر اپنی رضا کی بارش برسائے۔ جیسا کہ آپ کی تالیفات سے دل منور ہوئے اور ان کے انوار سے پوشیدہ امور ظاہر ہو کر چمکنے لگے۔ آمین

نوٹ: حافظ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ کے حالاتِ زندگی کی مناسبت سے علامہ سیوطیؒ اور علامہ سخاویؒ کے مابین ہونیوالے اختلافات اور ان میں محاکمہ نیز امام شوکانیؒ کی ان اختلافات میں رائے "آئندہ شمارہ" میں "تذکرۃ المشاہیر" کے اوراق پر شائع کی جائے گی۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ

(ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبصرۂ کتب

اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ

مصنفہ : محترمہ ثریا بتول علوی ایم۔اے عربی'
ایم۔اے اسلامیات گولڈ اینڈ سلور میڈلسٹ' بی۔ ایڈ'
اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج سمن آباد لاہور
صفحات :- ۲۵۶ ——— قیمت :- ۵۴ روپے
ناشر :- شفیق الاسلام فاروقی
ملنے کا پتہ :- حرا پبلی کیشنز ۲/۱۴ فضل الٰہی مارکیٹ اردو بازار'
لاہور

آج ملت اسلامیہ ایک دوراہے پر حیران و پریشان کھڑی ہے۔ ایک طرف خدا نا آشنا مغربی ثقافت کی ظاہری چمک دمک اور چکاچوند پیدا کرنے والی سائنسی اور ٹیکنالوجی ترقیاں ہیں' اور دوسری طرف اسلامی تہذیب و ثقافت ہے جو گم کردہ راہ انسانیت کو احکام الٰہی کی اتباع کی دعوت اور پاکیزگی اخلاق کی تعلیم دیتی ہے۔ یہ دو رستے ہیں ایک فلاح اخروی اور دنیوی کامرانی کی طرف لے جانے والا ہے اور دوسرا فساد اور ناکامی کی طرف۔

کوئی صاحب دانش و بینش اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کے ارتقاء کے اعتبار سے تہذیب مغرب میں چند خوبیاں بھی ہیں۔ لیکن اپنی چند خوبیوں کے جلو میں بے شمار مفاسد لے کر آئی ہے جن سے انسانیت بھیانک نتائج سے دو چار ہو رہی ہے۔

آج مغرب کی خدا نا آشنا تہذیب نے صنفی بے راہ روی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ جس نے مرد و عورت کو آزادانہ اختلاط' بے حیائی اور بدکاری کے لئے کھلی چھٹی دے رکھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کے تباہ کن اثرات و نتائج کو دیکھ کر تو خود اہل مغرب کے دانش مند حضرات بھی چیخ اٹھے ہیں۔ مغربی معاشرے میں عورت نے مصنوعی زیبائش اور تزئین و آرائش سے اور چہرے پر رنگ اور غازے ملکر غیر مردوں کو دعوت نظارہ دینا لازمہ زندگی بنا لیا ہے۔

تہذیب فرنگ کے اثرات اس دور میں ساری دنیا پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اسلام کے نام سے وجود میں آنے والی مملکت خداداد پاکستان میں اس کے اثرات سرعت کے ساتھ پھیل رہے ہیں حالانکہ یہ خطہ ارضی اس وعدہ سے ساتھ مانگا گیا تھا کہ اس میں اسلامی نظام حیات کا نفاذ ہو گا۔ شریعت اسلامیہ کی بالاتری ہو گی' احکام خداوندی نافذ کئے جائیں گے۔۔۔۔ لیکن احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کے بجائے آج مغرب زدہ خواتین بے پردگی' بے حیائی اور تبرج جاہلیہ کے بناؤ سنگھار کو آرٹ اور تہذیب کا نام دے رہی ہیں اور اسلام سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ ان کی مادر پدر آزادی میں دخیل نہ ہو۔

گزشتہ سالوں سے یہ بات شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ کوئی مسلمان اہل علم خاتون آگے بڑھے اور ایسی کتاب منظر عام پر لائے جو مغرب زدہ خواتین کو عام فہم سادہ انداز میں ان کے مقام و مرتبہ اور ان بے مثال حقوق سے آگاہ کرے جو اسلام نے انہیں عطا کئے ہیں۔ اس ضرورت کو ایک دینی گھرانے کی پروردہ' خالص دینی ذوق رکھنے والی اور دینی و دنیوی علوم سے آراستہ خاتون پروفیسر ثریا بتول علوی صاحبہ نے "اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ" نامی کتاب پیش کر کے کما حقہ پورا کرنے کی بلیغ سعی کی ہے۔ اس کتاب میں مصنفہ نے بتایا ہے کہ دور جاہلیت میں اسلام سے پہلے دنیا جہاں کی تمام تہذیبوں میں اسے حقیر ترین مخلوق تصور کیا جاتا تھا۔ اسے کسی قسم کے حقوق کا مستحق ہی نہیں سمجھا نہیں جاتا تھا اس کے ساتھ وحشیانہ سلوک روا رکھا جاتا۔ عرب کے بعض قبائل میں تو دختر کشی بھی کی جاتی تھی۔ اور اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔

نیز یہ بھی بتایا کہ اسلام نے ستم زدہ اور جور و جفا کی ماری ہوئی بے کس و مظلوم مخلوق عورت پر ایسے احسانات فرمائے جس کا جواب نہیں۔ اسے اتنا بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا کہ جنت اس کے قدموں کے نیچے قرار دی۔ فاضل مصنفہ نے اپنے شستہ اندازبیاں اور عام فہم زبان میں گم کردہ راہ خواتین کو ان کا حقیقی و مقام و مرتبہ سمجھانے کی سعی کی ہے۔ جو بات بھی کی ہے تجزیے کی روشنی میں عمدہ عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ کی ہے۔ جو دلائل پیش کئے بحوالہ کئے اور حوالہ جات بھی مستند ہیں۔ ایسا شائد کوئی حوالہ کتاب میں درج نہیں کیا جسکی اسنادی حیثیت قابل قبول نہ ہو۔ دلائل کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے آراستہ کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور ایک دیباچہ ہے۔ پہلا باب جس کا عنوان ہے "اسلام میں عورت کا درجہ" اس کے تحت بیسیوں ذیلی عنوانات ہیں۔ دوسرا باب "عائلی زندگی اور مسلمان کی بیوی کے فرائض" ہے۔ اس کے تحت بھی چالیس سے اوپر ذیلی عنوانات ہیں۔ تیسرا باب "اسلامی معاشرے میں ماں کا درجہ اور کردار" یہ باب بھی چالیس سے اوپر عنوانات پر مشتمل ہے۔ اس باب میں چند مثالی ماؤں کے ضمن میں امت مسلمہ کی برگزیدہ خواتین کا تذکرہ کیا گیا ہے اور چوتھا باب تقریباً بیس ذیلی عنوانات اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اس کا عنوان ہے "مسلمان عورت کا دائرہ کار اور اسکی سیاسی و سماجی خدمت" اور پانچواں باب جس کا عنوان ہے "عورتوں کے تعلیم و تربیت" اس کے تحت علم کی فضیلت، حصول علم کی تاکید، اسلام میں خواتین کے لئے درس و تدریس کا خصوصی اہتمام، خواتین کے لئے موجودہ دنیاوی تعلیم، ہمارا موجودہ نظام خرابیوں کی جڑ ہے، مخلوط تعلیم، خواتین کے لئے ملازمت کی مشکلات، اصلاح کی تدبیر وغیرہ اور باب نمبر ۷ میں "خواتین اور رزق حلال" اور باب ۸ میں "خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام"

فاضل مصنفہ نے اس کتاب میں عورت کا صحیح مقام و مرتبہ جو اسے خالق کائنات نے دیا ہے اسے نہایت اچھے اسلوب نگارش اور عقل کو اپیل کرنے والے واضح دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کوئی بات خلاف واقعہ اور خلاف حقیقت نہیں کہی۔ مختلف علوم و فنون پر کمال حاصل کرنے والی چند خواتین کے تذکرے بھی شامل کتاب کر دیے ہیں۔ اسطرح دینی اور معاشرتی پہلو کے ساتھ ساتھ تاریخ و ادب کے امتزاج نے کتاب کو جامع اور مفید تر بنا دیا ہے۔ مصنفہ نے گوناگوں روزمرہ کی تعلیمی و تدریسی مصروفیات اور گھریلو مشغولیات کے باوجود نہایت بلند پایہ تصنیف پیش کر کے اسلام سے اپنی ذاتی وابستگی، شیفتگی اور غیر معمولی وار فتگی کا ثبوت دیا ہے۔ اللہ رب العزت کے حضور استدعا ہے کہ ایسی بلیغ سعی پر انہیں اپنی جناب خاص سے اجر و ثواب عطا فرمائے اور ان کی قلمی کاوشوں میں دن دگنی رات چوگنی ترقی، شادابی اور روانی عطا فرمائے۔ ایسی کتاب کو ہر مسلمان خاتون کے مطالعہ میں ضرور آنا چاہئے۔

تبصرہ نگار
عبدالوکیل علوی ایم۔ اے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L: 7895 Phone: 852897

'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــ لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا، حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے ـــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ـــــ لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو:

محدث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL: 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE-14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ